# صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 15 جون 2011ء بمطابق 12 رجب 1432 ہجری سہ پہر تین بجکر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

## تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِٱلۡعَدۡلِۚ إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ سَمِيعَۢا بَصِيرٗا O يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا۔

(ترجمہ): بے شک تم کو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ جس بات کی تم کو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں۔ اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو تم اس امر کو اللہ تعالیٰ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔ و آخِرُ الدَّعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: جناب سپیکر۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، زما خیال دے چه هغه بله ورځ تاسو ډیر ضروری هدایات زما په ګزارش باندے، او نن د هغے نه بعد جی دا حال دے چه زمونږ معزز ممبران، وزیران هم نشته او ورسره که دا مخامخ پاس تاسو اوګورئ، کورم خو پریږدئ چه مونږ دا خبره اوکړو چه دا بے عزتی د اسمبلئ ولے کیږی، کورم باندے خو به وروستو خبره کوؤ چه دا توهین د دے اسمبلئ، زه به تاسو ته دا ګزارش کوم چه یوه داسے فیصله اوکړئ چه د 31 پورے ایډجرن کړئ چه دوئ ته د بجټ پته اولګی چه دا اسمبلی څه قیمت لری، د دے څه وزن دے، د دے څه اختیار دے ؟ (تالیاں) زه به تاسو ته دا ګزارش کومه چه تاسو د 31 تاریخ پورے دوئ ته دا خپل اختیار اوښایئ، بیا د د دے صوبے بجټ پاس شی او دوئ د بیا پاس کړی، دا خو په دے پورے خنده ده جی، په دے معزز ایوان پورے خنده شروع شوے ده۔

Mr. Speaker: Countdown, countdown, please.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ابھی کورم کی نشاندہی نہیں ہوئی ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نہیں وہ ہو گئی ہے، انہوں نے تو کر لی، آواز آ گئی نا۔ دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

Mr. Speaker: Countdown, please.

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

Mr. Speaker: Fifteen? The sitting is adjourned for ten minutes.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی دس منٹ تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

## اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں، جن میں وجیہہ الزمان خان نے 14تا18 جون 2011اور غنی داد خان صاحب اور ارباب محمد ایوب جان صاحب نے 15 جون 2011 کیلئے رخصت طلب کی ہے تو: Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

## بجٹ برائے مالی سال2011-12 پر بحث

جناب سپیکر: جی اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: تھینک یو، سر۔ سر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا ہے، کوشش یہی ہوگی کہ اختصار سے کام لیتے ہوئے اس بجٹ کو، جس کو متوازن بجٹ کہا جارہا ہے، اس کے ان پہلوؤں کی طرف منسٹر صاحب کی اور گورنمنٹ کی توجہ دلاؤں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک Elected government کا کام ہوتا ہے۔ میں سر، منسٹر صاحب کو اور گورنمنٹ کو پہلے تو مبارکباد دیتا ہوں کہ جن مشکل حالات میں انہوں نے یہ بجٹ Present کیا، فلڈ کے جو حالات تھے، اگرچہ این ایف سی کے حوالے سے ایک خوشخبری آئی تھی لیکن جب فلڈ کا ایک ایسا ریلا گزرا کہ جس میں ہمارے ملک کی Twenty million، تقریباً دو کروڑ آبادی Suffer ہوئی، تقریباً اس کا پانچواں حصہ زیر آب آگیا تو یقیناً اپنے Assets کو بھی انہوں نے Protect کرنا تھا، سامنے ایک نئی Strategy بھی دینا تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ایک اچھی کاوش ہے، اللہ اس میں برکت ڈالے، میں سر سمجھتا ہوں اور پہلے بھی جتنے بجٹ گزرے ہیں، ہمیشہ میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے اپنے سسٹم کو Transparent رکھا ہوا ہے، وہ اس حوالے سے سر کہ اتنی ڈیٹیلز۔۔۔۔۔

مفتی سید جانان: دا کورم خو نہ دے پورہ جی۔

Mr. Speaker: Countdown, please.

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): جناب سپیکرم، ټول هلته په Lobies کښې ناست دي۔

جناب سپیکر: اوس په زور خوئے نه شو راوستے۔ تاسو، دے اپوزیشن احتجاج کڑے دے، یو څو تنه مشران ورپسے لاړ شئ، را ئے ولئ۔ واجد علی خان، لاء منسٹر صاحب، اوس پاڅئ لاړ شئ ورپسے۔ جی اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔ کورم پورا ہو گیا۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: شکریہ سر، فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنے سسٹم کو Transparent رکھا ہوا ہے اور میں اس حوالے سے کہتا ہوں سر کہ جتنی Books یہ ہمیں دیتے ہیں، جتنا میٹریل دیتے ہیں تو ایک ایک Penny کا حساب دیتے ہیں اور اس حوالے سے اس میں پھر کچھ ایسی چیزیں بھی ہم پر افشاں ہو جاتی ہیں کہ جس کی گورنمنٹ کو توجہ دینے کی یقیناً ضرورت ہوتی ہے۔ سر، پراونشل جو شیئر فیڈرل گورنمنٹ سے ملنا تھا، فلڈز کی وجہ سے اس میں تین بلین کا Shortfall آیا اور جو یہاں پر فگرز دیئے گئے ہیں کہ ڈونر پروگرام اگلے سال انشاء اللہ Increase 74% پر جائے گا تو یہ سر خوش آئند ہے لیکن ایک چیز کی طرف توجہ، کہ جتنی بھی آپ کی Projections ہوتی ہیں، ان میں کمی بیشی آتی ہے، سر ہمیں اس چیز کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسا ہیڈ ہے؟ War on terror کے حوالے سے جو More than one percent devisable pool سے ہمیں ملنا تھا، ویسے تو سر Straight transfer میں اگر ہم دیکھیں، وہاں پر ہم کو زیادہ ملے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ ہیڈ ایسا تھا کہ یہ اس صوبے کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے فیڈرل گورنمنٹ نے Commit کیا تھا اور فیڈرل گورنمنٹ نے جب اپنے آپ کو Commit کیا تھا سر، تو اس سے امید یہی تھی کہ اگر پہلے سال آپ نے دینے ہیں تو اس ہیڈ کا آپ نے خصوصی طور پر خیال رکھنا تھا کیونکہ یہاں کے لوگوں کو Message کیا جائے گا؟ Message یہ جائے گا کہ یہ پیسے اگر ہمیں مل رہے ہیں کوٹیشن کے Base پر کہ ہمارے اتنے ٹارگٹ کلنگ میں مرے ہیں، اتنے ہمارے بم دھماکوں میں مرے ہیں، اتنی ہماری پولیس چوکیاں اڑادی گئی ہیں اور پھر ہم اپنی کوٹیشن لیکر فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جائینگے اور وہ ہمیں پھر اتنی Releases کرے گی تو سر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کے عوام کی بھی توہین ہے، ان منتخب اداروں کی بھی توہین ہے۔ وہ اس وجہ سے سر کہ یہ ہیڈ ایسا ہے کہ اگر بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھنے کیلئے آپ ان کو بجٹ سے زیادہ ایلوکیشن کرتے ہیں، جو ان کا شیئر بنتا ہے تو یہ ہیڈ میں سمجھتا ہوں کہ پراونشل گورنمنٹ کو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ Take up کرنا چاہیئے کہ آئندہ اگر اس سال ہمیں اس ہیڈ میں ساٹھ کروڑ کم ملے ہیں تو آئندہ ایسی کوئی کوتاہی نہ ہو کیونکہ یہ پیسے ہم کوٹیشن کے Base پر نہیں لینگے۔ کل کو، جیسے کانگریس پاکستان کی گورنمنٹ کے ساتھ کررہی ہے کہ پہلے ہمیں اپنے

خرچے دکھائیں پھر ہم دینگے، اس صوبے کو سر اس میں پھر میں سمجھتا ہوں کہ ذلیل نہ کیا جائے، یہ جتنی ان کی Commitments ہیں، اگلے سال ہمیں پورے ملنے چاہئیں۔ ساتھ ہی سر، مجھے اس بجٹ کے حوالے سے، ایگریکلچر سیکٹر کی میں بات کروں گا، اس کے Page 13 پر وائٹ پیپر میں کہا جاتا ہے کہ یہ واحد سیکٹر ہے جو کہ ایک انڈسٹری کا رخ اختیار کر سکتا ہے، یہ واحد سیکٹر ہے کہ جس پہ ہمارے صوبے کی 80% آبادی کا انحصار ہے، یہ واحد سیکٹر ہے کہ جو Directly یا Indirectly جو یہ Economic activity کی جنریشن کرتا ہے، وہ 70% ہے لیکن اس کے باوجود سر اس پہ جو ایلوکیشن ہے، بجٹ سپیچ آپ کی کہتی ہے کہ 2% ہے لیکن جب آپ اے ڈی پی کا اور وائٹ پیپر کا جائزہ لیں سر تو وہ 1.6% ہے اور اس کے باوجود سر ایک سیکٹر جس پر اس صوبے کا انحصار ہے اور اسکے باوجود اگر اس کی یہ ایلوکیشن ہے، اگر اس کی Capacity نہیں ہے استعمال کرنے کی تو Capacity بڑھائی جائے اور اگر اس کی Capacity ہے اور اس پہ ایلوکیشن نہیں کی جارہی تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس سیکٹر کو توجہ دینی چاہیئے۔ یہ واحد سیکٹر ہے، اگر آپ Receipts میں دیکھیں تو یہ ڈائریکٹ ٹیکسیشن میں آپ کو دو کروڑ سے زیادہ Contribute کرتا ہے اور جب Indirect taxation یا جو آپ کی دوسری اکنامک سروسز میں سر تقریباً 106 ملین کی انکی Projections ہیں جو تقریباً دس کروڑ وہ بنتے ہیں یعنی ڈائریکٹ ٹیکسیشن میں بھی ہے، Indirect Taxation میں بھی ہے اور اس کے باوجود بھی فیڈرل لیول پر میں سمجھتا ہوں کہ ایک صوبے سے یہ آواز آرہی ہے کہ بار بار ہم جو ایک زمیندار طبقہ کو Penalize کرنے کیلئے کہ یہ Contribute نہیں کر رہے، میڈیا والے بھی ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ایگریکلچر سیکٹر والے جو ہیں، وہ اپنا Contribution نہیں ڈال رہے، میں سمجھتا ہوں سر کہ۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

(تالیاں)

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور</u>: میں سر سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ جب بھی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ان چیزوں کو ڈیل کرے، اس تعلق سے اس چیز کو دیکھنا چاہیئے کہ اس پر ہم خرچ کتنا کر رہے ہیں، اس پر ہماری Dependency کتنی ہے، Already ہم نے اس کو کتنی ٹیکسیشن کی ہوئی ہے اور اگر مزید ہم کوئی بھی ٹیکسیشن کریں تو پہلے اس کے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ Agree کریں، میں سمجھتا ہوں کہ فنانس منسٹر صاحب جب بھی جائیں، پہلے اس صوبے کی اسمبلی کو اعتماد میں لیں تاکہ اس صوبے کے اس

سیکٹر پر وہ بوجھ ہم نہ ڈالیں جو کہ اس کے زمیندار طبقے کی بساط سے باہر ہو۔ اس طرح سر Provincial receipts پر میں آتا ہوں، اس میں سر میں نے دیکھا ہے کہ جو General abstract جو کہ پہلے Page پر دیا جاتا ہے، اس پہ ہم کہتے ہیں کہ 2011-12 کے جو Budget Estimates ہیں-----

جناب واجد علی خان (وزیر جنگلات): جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا۔ واجد علی خان صاحب۔

وزیر جنگلات: محترم سپیکر صاحب! زمونږ د اپوزیشن دا ورونړه چه په څه خبره باندے اسمبلئ نه بهر وتلي وو، واک آؤټ ئے کړے وو، د هغوی ځنی خبرے Genuine دی، پکار ده چه په هغے باندے زمونږ ټریژری بنچز، په هغے باندے د زمونږ پارلیمانی پارټیز لیډرز هم غور اوکړی چه کم از کم دلته راتګ چه دے دا د په ټائم باندے وی او زمونږ چه څومره د ډیپارټمنټس Concerned officials دی، هغوی هم په ټائم باندے ګیلریز کښے ناست وی چه د اسمبلئ کوم نوټس، هغه کومه خبره وی چه هغه هغوی اخلی۔ مونږ د دوئ مشکور یو چه دوئ راغلل دلته نو کم از کم د هغوی کوم Concerns چه دی، په دے باندے پارلیمانی لیډرز ته درخواست دے چه هغوی دے ته توجه ورکړی او په دے ځائے کښے حاضری یقینی کړی۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ واجد علی خان، آپ کی بات صحیح ہے۔ یہ ابھی جو ہمارے سیکرٹری صاحبان کی لسٹ ہے، وہ بھی میں چیک کر رہا ہوں۔ باوجود اس کے کہ کل بہت سخت ہم نے ان کو ڈائریکٹیوز ایشو کی تھیں لیکن Still سیکرٹری صاحبان اب بھی دو چار کے علاوہ نہیں آئے ہیں، یہ بہت Poor governance کی وہ ہے-----

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): میں گزارش کروں جی، اس طرح ہے کہ-----

جناب سپیکر: اور جو کچھ، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: اس طرح ہے سر کہ Collective responsibility کابینہ کی ہوتی ہے، ٹریژری بنچز کی ہے، ہم حاضر ہیں۔ سر سیکرٹریز کو As such ڈائریکشن دینا کہ آپ ادھر آئینگے، وہ تو Prerogative ہے منسٹرز کی، ہم حاضر ہیں۔ ہم غیر حاضر ہوں تو ہم سے آپ پوچھ گچھ کر سکتے ہیں لیکن سیکرٹریز، They have nothing to do with it، ہم حاضر ہیں، ہم جواب دینگے ہر چیز کا-----

جناب سپیکر: آپ بھی تو صرف چار حاضر ہیں۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب، لږ به ما ته وخت را کړئ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: صرف چار آپ حاضر ہیں، پوری کابینہ آپ کی کتنی ہے، اس کو آپ پہلے بھی غلط ایشو بنا چکے تھے، You are again putting an other، آپ کو میں وارننگ دیتا ہوں لاء منسٹر صاحب! کہ غلط مشورے نہ دیا کریں، بیٹھ جائیں۔

Ms. Nighat Yasmin Orakzai: Good, good.

(تالیاں)

وزیر قانون: آپ بدقسمتی سے، آپ نے، آپ نے-----

Mr. Speaker: Ji Israrullah Khan, Israrullah Khan, carry on-----

وزیر قانون: آپ نے جی غلط رولنگ اس سے پہلے دی ہے، مہربانی کریں------

جناب سپیکر: اسرار اللہ خان۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: تھینک یو، سر۔ سر، میں مشکور ہوں وقت ملنے کیلئے-----

جناب سکندر حیات خان شیر پاؤ: جناب سپیکر! دا خو ډیر نامناسب رویه ده، داسے د دے چیئر دا احترام په مونږ ټولو باندے لازم دے جی۔

جناب سپیکر: سکندر خان صاحب! ما ورته خپله هغه واورول دا د پروسیډنګز خلاف خبره کوی، دے خو پریږدئ جی چه څه زده کړی بیا به دغه کوی، تاسو خپل دغه جاری ساتئ جی۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر! یقیناً چیئر کا احترام سب پر واجب ہے اور گورنمنٹ بنچز سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ بھی اس چیز کا احترام کریں۔ سر، بجٹ سپیچ پر آتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ہماری Provincial receipts کی بات ہوئی ہے، General abstract میں اگر منسٹر صاحب یقیناً Notes لے رہے ہیں، وہ سر General abstract میں ہے 7349 سے اوپر لیکن جو Introduction کا Page ہے، آگے جا کے وہاں پر اس نے Projection جو کی ہے، وہ 9464 ہے یعنی کہ دو بلین کا فرق آرہا ہے جو کہ اسی وائٹ پیپر کا حصہ ہے اور میں اس کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ

General abstract میں کہتے ہیں کہ سات ارب روپے سے اوپر ہماری جنریشن ہوگی اس سال میں لیکن جب آپ آگے چل کر اس کا Break up دیتے ہیں تو وہاں پر یہ اماؤنٹ نو بلین سے اوپر ہے، یعنی دو ارب اضافی ہے، تو اگر ہمیں منسٹر صاحب یہ Kindly بتادیں کہ General abstract میں جو فگر ہے، وہ صحیح ہے یا جو باقی انہوں نے Break up دیا ہے؟ ساتھ ہی اسی طریقے سے Revised estimates کے 2010-11 کے جو فگرز ہیں، وہ 6937 ملین ہیں جو کہ General abstract میں ہیں لیکن جو Break up دیا گیا ہے، اس میں وہ رقم بڑھ کر 8737 ملین ہے یعنی آٹھ ارب سے بڑھ گئی ہے۔ تو سر، یہ خوش آئند بات ہے، اگر انہوں نے Collection زیادہ کی ہے لیکن فگرز کے حوالے سے میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ کونسے فگرز صحیح ہیں، Abstract کے صحیح ہیں یا جو Break up ہے؟ سر، اس بجٹ کے حوالے سے اس کے دو پورشنز ہیں، ایک اس کا کرنٹ ہے، ایک ڈیویلپمنٹل ہے اور میں سر چاہوں گا کہ یہ ایک ایسا ایشو ہے کہ اگر اس کو ہم توجہ نہ دیں تو اس کا Impact ہماری دوسری مدات پر پڑتا ہے۔ 64% سر ہم کرنٹ کیلئے جب رکھتے ہیں تو اس میں سیلری کا Component 13%، پنشن کا 45%، او اینڈ ایم جو ہے 15%، Debt servicing میں 7%، سبسڈی میں 2% سر، اگر گورنمنٹ اس طرف توجہ دیدے، سر سبسڈی کی مد میں 2% اور 18% ہم نے Others میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ سر 64% کی وہ Further break up ہے کہ جن جن سیکٹرز میں ہم ان کو دیتے ہیں، 36% ہم ڈیویلپمنٹ کیلئے رکھتے ہیں، یہ کرنٹ اور ڈیویلپمنٹ کی جو Ratio ہے، 64 اور 36 کی، اس کا Impact جو آتا ہے وہ ہماری ڈیویلپمنٹل سکیموں پہ آتا ہے کیونکہ اس وائٹ پیپر میں جگہ جگہ پہ کہا گیا ہے کہ پچھلے تین سالوں میں پچاس ہزار سے اوپر Job creation ہوئی ہیں اور زیادہ تر جتنی بھی ہوئی ہیں وہ پراونشل سائڈ پر ہوئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں سر، لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے پولیس کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ کی ٹیکنیکل ایجوکیشن سائڈ ہے، کالجز ہیں جو کہ پہلے Devolved تھے، آپ یہاں پر لے آئیں ہیں لیکن جب وہ کرنٹ سائڈ پہ آپ کا سیلری بجٹ بڑھ رہا ہے، اس کے ساتھ جب تنخواہوں میں اضافہ آجاتا ہے، اعلان ہو جاتا ہے فیڈرل سے، تو صوبہ بھی یقیناً اس کو ویسے ہی اوپر لے جاتا ہے، اس کا سر Impact آپ کی پنشن پر پڑ رہا ہے۔ پنشن میں سر جو اس سال آپ کو ایلوکیشن کرنی ہے، وہ تقریباً کوئی سولہ بلین ہے اور سر، مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سولہ بلین میں آپ کا جو پینشن فنڈ ہے، اس میں جو آپ کے پاس رقم پڑی ہوئی ہے، وہ کوئی بارہ بلین ہے تو اگر آپ یہ Meet out نہیں کرتے تو یہ تو آپ کی Obligations ہیں، تو ایسے سمجھ لیں کہ چار بلین کا

آپ کا فرق آئے گا اور یہ چار بلین سر اگر آپ کرنٹ سائڈ سے Divert کرتے ہیں تو میں تو سر سمجھتا ہوں کہ جو ہاؤس آپ کو ایک Blanket approval دے دیتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر اس کی نفی ہے کیونکہ اس کا پھر Impact آئے گا، یا ڈیویلپمنٹ سے کاٹیں گے اور یا کرنٹ سائڈ سے کاٹیں گے۔ اگر آپ کرنٹ سے بھی Even کاٹتے ہیں تو اس کا مقصد سر یہ ہوا کہ یہ جو ہماری جتنی بھی سکیمیں وغیرہ ہونگی، ان پہ بھی اس کا فرق پڑے گا۔ ساتھ ہی سر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اسرار اللہ خان! مختصر کریں، لسٹ بڑی طویل ہے۔

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور:</u> سر، یہ ٹیکنیکل باتیں ہیں، اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیچ میں بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ میں تو کوئی Irrelevant نہیں بول رہا، میں سمجھتا ہوں سر، یہ وہ ہیں کہ اگر بجٹ کو پاس کرانا ہے تو کٹ موشنز لے آئیں، میں بس بیٹھ جاتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ وہ ایشوز ہیں کہ اگر ہم ان پر توجہ نہ دیں تو پھر یہ بجٹ پر ہماری بحث بھی لاحاصل ہے، بے معنی ہے اور منسٹر صاحب سے اس سلسلے میں میری بات ہوئی تھی، میری سر اس میں ایک Suggestion ہے اور وہ Suggestion یہ ہے کہ آپ اس صوبے میں چار پانچ سروس سٹرکچرز کھڑے کئے ہوئے ہیں، آپ کے فکسڈ کے علیحدہ ملازمین ہیں، کنٹریکٹ کے علیحدہ ملازمین ہیں، ڈیلی ویجز کے علیحدہ ملازمین ہیں، ریگولر کے علیحدہ ہیں۔ ان کیلئے آپ نے سی پی فنڈ Create کیا ہے، سی پی فنڈ میں سر آپ 50% اپنی Contribution کرتے ہیں، 50% ان سے لیتے ہیں۔ سی پی فنڈ میں آپ کے پاس ڈیڑھ بلین سے زیادہ کی رقم ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کیلئے سر یہ موقع ہے کہ اگر ہم ایسا کرلیں کہ یہ جو سی پی فنڈ ہے، اس کو ہم ختم کر کے اس کو بھی پنشن میں ڈال دیں تو ایک جو یہ آپ کی ڈیڑھ بلین کی اضافی رقم ہے، یہ بھی اس طرف Divert ہو جائے گی اور ایک Technical aspect سر اگر آپ اس کو دیکھ لیں کہ جو آپ نے فنڈز Create کئے ہیں سر، ان کے علیحدہ مینجمنٹ بورڈز ہیں، وہ مینجمنٹ بورڈز چیف سیکرٹری کی صدارات میں ہیں، اگر مینجمنٹ بورڈز صحیح طور سے کام نہیں کر رہے ہیں، آپ کی سولہ بلین کی Liability ہے، بورڈز کے پاس صرف بارہ بلین پڑے ہوئے ہیں اور اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ ہمیں ایک Fiscal space اگلے چار سالوں میں، تو سر میں سمجھتا ہوں یہ نہیں ملے گا کیونکہ جوں جوں آپ کی تنخواہیں Increase ہونگی، آپ کی پنشن بڑھے گی اور اگر آپ کی پینشن بڑھے گی، اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ آپ اس کو Meet out کریں گے کرنٹ سائڈ سے اور اگر کرنٹ سائڈ سے Meet out کرتے ہیں تو آپ کو او اینڈ ایم کم کرنا

پڑے گا،او اینڈ ایم کم کریں گے تو Already جو آپ کی سروس ڈیلیوری ہے، وہ خراب ہوگی اور اگر آپ ڈیویلپمنٹ سے کرتے ہیں تو جو آپ کا Throw forward بڑھے گا، Throw forward بڑھے گا سر تو آپ کی اگر دو سالوں کی سکیمیں ہیں، یہ تین سالوں تک، چار سالوں تک چلی جائیں گی۔ میری اس میں یہ گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اگر مناسب سمجھیں یا تو اس میں کوئی کمیٹی جس میں Elected representative ہوں یا یہ خود Informally ایک میٹنگ بلانا چاہتے ہیں، ایک تو اس گورنمنٹ کو اتنا کریڈٹ جائے گا کہ اگر یہ سی پی فنڈ ختم کرکے اس کو پنشن میں کر لیتی ہے، 2001 سے آپ کے ہزاروں ملازمین ہیں جو بیچارے اس وجہ سے لٹکے ہوئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مطلب کونسا سروس سٹرکچر ہمارا ہے، اگر ہم گورنمنٹ کی جاب کرتے ہیں تو کیوں کرتے ہیں؟ ہم اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ہمارا Peace of mind ہو، ایک سروس سیکیورٹی ہو، وہ ہمیں نہیں مل رہی ہے، تو میں سمجھتا ہوں سر کہ یہ اس گورنمنٹ کی ایک بہت بڑی Contribution ہو جائے گی۔ ساتھ ہی جو ہمارے مینجمنٹ بورڈز ہیں، ان کی Accountability ہونی چاہیئے کہ آپ کے پاس بارہ بلین ہیں اور آپ نے سولہ بلین دینے ہیں تو یہ آپ کہاں سے دینگے؟ ہاؤس میں تو سر ہم ان سے نہیں پوچھ سکتے، وہ تو یقیناً چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ آپ نے Informally یا Formally کہیں کمیٹیز میں بیٹھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں سر کہ Food strategy کے حوالے سے آپ دیکھیں، Food strategy میں بینک آف خیبر سے ہم نے سات بلین کا قرضہ لیا ہے اور اس کے علاوہ دو بلین ہم سبسڈی دیتے ہیں کیونکہ MINFAL جو ریٹ مقرر کرتی ہے، وہ یہ ہوتا ہے کہ جو آپ کی پرائسز ہیں، وہ سبسڈائز ہوتی ہیں تو یہ جو آپ Meet out کرتے ہیں تو گورنمنٹ کو سبسڈی دینا پڑتی ہے۔ دو بلین آپ کی Routine کی سبسڈی ہوتی تھی، غالباً اس سال انہوں نے ڈھائی بلین کی رکھی ہوئی ہے، آپ کی جو Annual requirement ہے کیونکہ فاٹا کو بھی آپ یہاں سے دیتے ہیں، آپ افغان ریفوجیز کو بھی یہاں ڈالتے ہیں، آپ نے اپنا Population growth rate یہاں پر ڈھائی پرسنٹ ڈالا ہوا ہے لیکن سر، آپ اگر Economic indicator دیکھیں جو کہ ہمیں ملا ہے، اس میں آپ کے جتنے بھی میجارٹی ڈسٹرکٹس ہیں، ان کا جو Growth rate ہے، وہ 3% سے اوپر ہے، اگر وہ 3% سے اوپر ہے تو آپ کی جو Annual requirement ہے، وہ غالباً چار ملین ٹن ہے، آپ Produce کرتے ہیں One million ton، تین ملین ٹن یا آپ پاسکو سے لاتے ہیں یا آپ کو Local growers سے خریدنا پڑتا ہے یا آپ کو باہر سے

Import کرنا پڑتا ہے۔اس کیلئے سات بلین جو ہے آپ بینک سے لے رہے ہیں لیکن سر فوڈ میں اب دیکھیں، اگر آپ ایگریکلچر کی ایلوکیشن زیادہ کریں تو یہ جو آپ کے آرہے ہیں، سی آر بی سی جیسے منصوبے لفٹ کینال کے، مطلب تین لاکھ ایکڑ کے قریب اور وہ ہمارے لٹکے ہوئے ہیں، ہم یہاں سے ریزولیوشن بھیجتے ہیں، ریزولیوشن کا جواب سر ہمیں یہ آتا ہے کہ اگرچہ یہ ساٹھ بلین کا پراجیکٹ ہے لیکن ہمارے پاس فی الحال اس ہیڈ میں کوئی آٹھ کروڑ روپے پڑے ہوئے ہیں اور سی ڈی ڈبلیو پی اس کی ہو چکی ہے اور اس پر ECNEC کی باقاعدہ منظوری ہوگی، جہاں انجینئرنگ، فنڈنگ ہم ڈسکس کریں گے، سر یہ Delaying tactics ہیں، مجھے یہ Written reply ان کا ملا ہے۔ بشیر خان صاحب میرے ساتھ Signatory تھے، عبدلاکبر خان صاحب تھے، ان کا جواب مجھے ملا، یقیناً انہیں بھی ملا ہو گا۔ وہ جو ہمارا سر منصوبہ ہے، وہ اگر شروع ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس اکانومی کا جو بوجھ ہے اور جو ہم Sustain کر رہے ہیں، ایک تو وہ کم ہو جائے گا، دوسرا ہمارے Growers کو بھی فائدہ ہوگا اور تیسرا سر، فوڈ منسٹر صاحب نہیں ہیں، میری ان سے یہ گزارش ہے کہ جب آپ Local growers سے خریدتے ہیں تو مہربانی کر کے آڑھتی کو نہ لائیں، جب آپ آڑھتیوں کو اس میں لے آئیں گے، وہ پنجاب سے خریدتے ہیں، چھوٹے چھوٹے آپ نے گوداموں پہ جو بٹھائے ہوئے ہیں اور آپ نے اس کو Centralize کر دیا ہے، زمیندار بیچارے کا ٹرک آتا ہے اور اس میں کوئی پچاس، ساٹھ بوریاں ہوتی ہیں، وہ کلیئر نہیں ہوتیں، آڑھتی کی پانچ سو بوریاں کلیئر ہو جاتی ہیں۔ جب وہ کلیئر ہوتی ہیں سر، تو کونسا طریقہ ہوتا ہے؟ دو ہزار اس کا مارکیٹ ریٹ ہے، 2375 میں گورنمنٹ خرید رہی ہے، آڑھتی اس کو 2100 پہ لے لیتا ہے، گورنمنٹ کو 2375 پر بیچتا ہے۔ پرانا سر، ایک طریقہ ہوتا تھا، آپ جائیداد کے فرد لیکر جاتے تھے، آپ کہتے تھے کہ میں اتنی کا زمیندار ہوں اور یہ میری پروڈکشن ہے، ابھی سر سیکیورٹی کی وجہ سے لمبی لمبی لائنیں لگی ہوتی ہیں اور جو وہاں پر لوکل عملہ ہے سر، جو جی ٹی او ان کے ہوتے ہیں، وہ اٹھاکے اور ایسے ایسے لوگوں کو۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Purchase of wheat?

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور:</u> Purchase of wheat کے حوالے سے ہے سر۔ بجائے اس کے کہ وہ ایسے لگے کہ کوئی گورنمنٹ کا ادارہ ہے، ہمیں سر یہ لگتا ہے کہ جنرل سٹور بنا ہوا ہے کہ جس طریقے سے وہ معاملات طے کرتے ہیں۔ سر، اس پر اگر ہم مزید بولیں تو دل آزاری ہو گی، میری یہ گزارش ہے سر، میں نے تو سر جنرل سٹور جب اس کو کہہ دیا تو جنرل سٹور میں کیا ہوتا ہے؟ بس وہ تو گورنمنٹ کا ادارہ تھا لیکن اس سے جنرل سٹور بنے ہوئے ہیں، وہ سر اس طریقے سے ہیں کہ جو جو۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ Purchasing centre کی بات کر رہے ہیں؟

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: Yes Sir, perchase۔ سر، میرے اپنے علاقے میں ایک گودام ہے، وہاں پہ انہوں نے نہیں کھولا اس وجہ سے کہ اگر لوکل پاپولیشن کو فائدہ ہو تو ان کا اپنا Margin کم ہو گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی کہاں ہے منسٹر فوڈ؟ منسٹر فوڈ۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: انہوں نے Centralize کر کے پورے ڈسٹرکٹ کا ایک رکھا ہے۔ منسٹر سر نہیں ہیں جی۔

جناب سپیکر: اور سیکرٹری صاحب فوڈ بھی نہیں ہیں؟

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: بس سر، ان تک کوئی پہنچا دے گا۔ سر، سات بلین آپ نے بینک آف خیبر سے لیے ہیں، اگر زمیندار طبقے تک جاتے، زمیندار طبقے تک جاتے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا خصوصی نوٹس لے لیں سیکرٹری صاحب۔ جی اب تو زمیندار کو مل گئے۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: زمیندار طبقے کو سر وہ نہیں مل رہے ہیں، وہ اگر مل رہے ہیں تو آڑھتیوں کو مل رہے ہیں اور وہ اپنا Margin ڈھونڈ رہے ہیں۔ میری سر اس میں یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ کو یہ جو ایک Vicious circle بنا ہوا ہے کہ جس میں مختلف اس قسم کے ادارے آئے ہیں اور آخر میں سر، ٹیکسیشن اور اے ڈی پی کے حوالے سے دو منٹ میں بات کرونگا۔ ٹیکسیشن کے حوالے سے سر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو فنانس بل آیا ہے سر، جو پرانا طریقہ کار ہوتا تھا، اس میں یہ ہوتا تھا کہ ٹیکسوں میں ردو بدل ہوتا تھا اور اگر آپ کوئی فریش لیجسلیشن لاتے سر تو اسکا کوئی نام ہوتا تھا، آج سر ہم فنانس بل میں دیکھتے ہیں Amendment of certain laws اور سر اس کے Ambit میں آتی ہے Power to make rules، تو یہ تو فریش لیجسلیشن ہے، Power to make rules، اگر ایک ادارے کے اپنے رولز نہیں بنائے گئے تو It means it's a fresh legislation اور وہ فریش لیجسلیشن اگر آپ اس طریقے سے لائے ہیں تو بجائے اسکے کہ آپ اسکو ایک علیحدہ ڈاکومنٹ کی شکل میں تاکہ لوگوں کو بھی پتہ چلتا کہ ہم پہ نئے ٹیکس لگ رہے ہیں، ہمارا تو یہ خیال ہے کہ ٹیکسوں میں ردو بدل ہو رہا ہے لیکن اندر تو اس میں ہے کہ Power to make rules, power to make rules تو یہ Law exist ہی نہیں کرتا، It's a new law اور New law کیلئے میرے خیال میں یہ طریقہ جو ہے سر، میں سمجھتا ہوں ٹھیک

نہیں ہے۔ ساتھ ہی سر، مجھے ایک چیز کی اور حیرانگی ہے اور میری خواہش ہوگی کہ منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب دے دیں۔ وہ سر یہ ہے کہ ہم نے اپنے ریونیو کے جو ٹارگٹس ہیں، Provincial Receipts، وہ ہم نے Achieve کر لیے ہیں، وہ سر اس وجہ سے حیرانی ہے کہ ہمارے بارہ اضلاع جو ہیں، وہ آفت زدہ Declared ہیں۔ اگر بارہ اضلاع ہمارے آفت زدہ ہیں، پھر ہم نے اپنے ریونیو ٹارگٹس کیسے Achieve کئے ہیں؟ یا ہم نے ان آفت زدہ سے دوبارہ ٹیکسز لئے ہیں اور اگر آفت زدہ سے ہم نے سر ٹیکسز لیے ہیں تو پھر تو سر جو ہم نے ان کو پیکیج دیا تھا ریلیف کا، وہ پھر ٹھیک نہیں تھا۔ اگر غلطی میں ان سے یہ ہو گیا تو میری یہ گزارش ہوگی سر، کہ یا تو اپنا نوٹیفکیشن واپس کر لیں جس میں ان کو آفت زدہ Declared کیا گیا تھا اور اگر سر وہ آفت زدہ ہیں تو مہربانی کر کے ان کو ریلیف دے دیں، میری سر ان سے یہ گزارش ہے۔ اے ڈی پی کے حوالے سے سر میں صرف اتنا Conclude کرونگا کہ یہ ایک سورج ہے اور اس کو اپنے Perspective میں دیکھتے ہیں، ہم میں بہت ایسے ہونگے جو اس حکومت کا ڈوبتا سورج دیکھیں گے اور بہت ایسے ہونگے کہ امید کی کرن کے طور پر دیکھیں گے۔ تو سر میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کاوش کی گئی ہے اور ہمیں اپنے اپنے Perspective کے مطابق دیکھنا ہے، ساتھ ہی مجھے اتنے غور سے سننے پر میں آپ کا مشکور ہوں سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، اسرار اللہ خان صاحب۔ (تالیاں) آپ بڑی سٹڈی کر کے آتے ہیں، Useful اور Concrete تجاویز دیتے ہیں، مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ بنچز اس کا ضرور آپکو جواب دے گی۔ سکندر خان شیرپاؤ صاحب، پلیز۔

<u>جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ:</u> ډیره مهربانی جناب سپیکر، زه ستاسو مشکور یم چه تاسو ما له موقع راکړه په بجټ باندے د ډسکشن د پاره۔ بجټ چونکه د حکومت د Priorities او د پالیسز Reflection وی او چونکه دا بجټ د موجوده حکومت څلورم بجټ دے او د درے کالو نه زیات ټائم هم د دے حکومت تیر شو نو نن یو دغه جوړیږی چه سړے د د دے موجوده بجټ سره سره د حکومت د درے کالو کارکردګی هم مخامخ کیږدی چه آیا دوئ کومے وعدے کړی وے، په کومو خبرو باندے ووټ غوښتے وو، کوم د هغے نه پس په حکومت کښے د راتلو نه پس دوئ کومے خبرے کړی وے، آیا هغه خبرے سر ته رسیدلی دی او که نه؟ او د عوامو چه کوم د دوئ نه توقعات وو، آیا دوئ په هغه توقعاتو باندے پوره راځی

لگیا دی او که نه؟ جناب سپیکر، شروع به زه د بجټ د Technical Aspects نه اوکړمه. جناب سپیکر، په یوه حواله سره چه تاسو اوګورئ نو هر کال زمونږ فنانس ډیپارټمنټ بجټ تیاروی اوهر کال کله وائی چه مونږ دا نوے طریقه د کاؤنټنګ راوستله او کله وائی چه دا د کاؤنټنګ نوے طریقه مو راوستله او یو لحاظ سره هغه فګرز ښه ښائیلو د پاره لګیا وی او خپل یو دغه کوی. دا موجوده حکومت چه کله راغلے دے نو کله راته وائی چه یره پی ایس ډی پی مونږ په اے ډی پی کښے نه شاملوؤ ځکه چه دا خو د فیډرل ګورنمنټ دغه دے او دا چه دے، داهغه Actual reflection نه دے. کله راته وائی چه د فوډ دا کوم چه ټریډنګ دے، دا مونږ په دیکښے نه شاملوؤ ځکه چه دا Actual هغه شان دغه نه دے نو مونږ په دے باندے نه پوهیږو چه یره دا اصلی هغه طریقه د کاؤنټنګ به دوئ کله مونږ ته ښائی او کله به په دیکښے دوئ دغه راولی چه یوه یونیفارم طریقه شی چه سړے بیا Comparison هغه شان شروع کړی؟ خو جناب سپیکر، د دے حربو سره که مونږ دا کوشش کوؤ چه مونږ د بجټ فګرز ښه اوښایو، مونږ د هغے نه یو ښه دغه جوړ کړو نو په دغے سره فرق نه پریوځی. جناب سپیکر، اخری Ultimate دغه دا دے چه د دے بجټ اثر په هغه خلقو باندے څه کیږی چه د چا د وجه نه مونږه دلته کښے په دے هاؤس کښے ناست یو، چه د چا د اعتماد د وجه نه نن خلقو ته د حکومت اختیار ملاؤ دے او خلق په اپوزیشن کښے دلته کښے نن ناست دی، په هغه خلقو باندے د دے اثر څه کیږی، آیا د هغوی په مسئلو کښے څه کمے راغے، آیا د هغوی په مشکلاتو کښے څه کمے راغے، آیا د صوبے چه کوم مشکلات دی، آیا دا نن چه مونږ د کوم صورتحال نه تیریږو، د دے نه وتلو د پاره څه د تګ لاره کتلے شوے ده او که نه؟ جناب سپیکر، که مونږ وائټ پیپر ته لاړشو او دا General law of tax revenue and expenditure اوګورو نو په دیکښے د Federal tax assignment ټهیک ده هغه دوئ ته یو فګر ورکړے کیږی چه 149 بلین به دے کال دوئ ته ملاویږی خو جناب سپیکر، که مونږ پریکټس اوګورو نو تیر کال دوئ ته چه کوم فګرز ورکړی شوی وو------

<u>جناب سپیکر:</u> دا Page څه دے؟

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: دا جی وړومبنے دغه دے جی، آئی رومن، (i) جی، Page 7 او بیا ورسره رومن نمبر (iii) هم چه دے سر، په هغے کښے دوئ 123 بلین وئیلی وو چه راکوی به او په هغے کښے Actualمونږ ته ملاؤ شوے 118 بلین، دے ځل 149دوئ ښائی، هغه هم زمونږ دا دغه نه دے چه دوئ به دا Achieve کړے شی ځکه چه د فیډرل گورنمنټ خپل که تاسو بجټ اوګورئ نو په هغے کښے خو هم یوRecord deficitدے د 850 بلین اوبل ورسره چه کوم هغوی خپل ټیکس ټارګټس ایښودی دی، هغه هم داسے نه ښکاری چه Achievable targets به وی بلکه یو لحاظ سره د آئی ایم ایف د خوشحالو د پاره دوئ ټارګټس ایښودی دی د 2000 بلین، هغه مونږ ته ښکاری نه چه هغه 2000 بلین ټارګټس به دوئ پوره کړی۔ دغه شان جناب سپیکر، جی ایس ټی سروسز که ستاسو یاد وی Last budget کښے ما هم دا پوائنټ آؤټ کړے وو چه د صوبے نه به دومره Collection اونه شی، دومره به مونږ ته ملاؤ نه شی، دوئ Las year کښے 13 بلین په دیکښے ښائیلے وو چه په دیکښے به مونږ ته ملاویږی او هغے نه که مونږ اوګورو نو نهه بلین ورته صرف دغه شوے دے، په دے کال کښے لس بلین ایښودے دے خو زما په هغے باندے هم لږ دغه دے ځکه چه جناب سپیکر، د دے نه مخکښے به چه کله دا GST on Services collection کیدلو نو په هغے کښے د فیډرل ګورنمنټ یو شیئر وو، د Collection Chargesپه نوم باندے کیدو او هغه شیئر زیات وو، اوس هغه شیئر کم کړے شوے دے چه هغه شیئر کم شو نو په هغه لحاظ سره د هغوی هغهIncentiveهم کم شوچه ستاسو د پاره Collection اوکړی ځکه چه د دے نه خو هغوی ته څه فائده نه کیږی، دا ډائریکټ صوبو ته راځی نو هغه حوالے سره هم زه دا نه ګنړمه چه مونږ ته به دومره Collection اوشی۔ بل ورسره ورسره تر څو پورے به مونږ په دے باندے Rely کوؤ چه مونږ فیډرل ګورنمنټ ته د وایو چه زمونږ د پاره د پیسے Collect کوی؟ چه کوم زمونږ خپل اختیار دے، خصوصاً اوس د اتھارھویں ترمیم نه پس پکار دا ده چه مونږ د اوس خپل ټیکس میکنزم او خپل ډیپارټمنټس د Build کړو، دا خپل انفراسټرکچر د Buildکړو چه مونږ کم از کم دا Collectionsچه دی، دا پخپله کولے شو او په دے باندے چه کوم دو پرسنټ مونږ Collection charges

ورکوؤ لگیا یو، هغه Collection chargesهم کم ازکم ځان ته بچ کړو او په
دیکښې به بیا صوبې ته نوره فائده هم هغه لحاظ سره کیږی جناب سپیکر۔ جناب
سپیکر، ورسره ورسره که مونږ دا هم اوګورو چه د صوبې خپل کوم چه
Provincial owned recieptsدی، دا 7 بلین 349 ملین دوئ ښائیلی دی، که دا
مونږ اوګورو، دا ټوټل د هغې درې پرسنټ جوړیږی جناب سپیکر، بلکه د درې
پرسنټ نه هم کم جوړیږی۔ دوئ خو دے ځل چه کوم فګرز ښائیلی دی په وائټ
پیپر کښې، هغې کښې دوئ درے پرسنټ وائی، 2.98دے هغه ئی Round
upکړے دے Three percent ته نو جناب سپیکر، په دیکښې به داسے خیال
ساتو چه د دے نه مخکښې کالونو سره که مونږ Comparisonکوؤ نو هغې
کښې به دا کوم چه 87 بلین دوئ وائی چه دے ځل مونږ نه ښایو لګیا یو، هغه فګر
به هم پکښې شاملوؤ او په هغه وخت کښې به هغه فګر تقریباً 6-2.5، 2.7 ته به
جوړیدو چه دا فګر تاسو ورسره Add کړئ او نور کالونو سره بیا Comparison
اوکړئ نو دا 2.1 پرسنټ جوړیږی د ټوټل۔ جناب سپیکر، یو وخت وو د نن نه
تقریباً اته نهه کاله مخکښې دا Provincial owned receiptچه دے، دا به د آټهه
نه واخله د دس پرسنټ په مینځ کښې وو، نن جناب سپیکر، دا راغې دو پرسنټ
ته یاتین پرسنټ ته، آیا دا د سوچ مقام نه دے جناب سپیکر چه یو طرف ته مونږ
ګورو چه زمونږ ویج بل او سیلری بل چه دے، هغه ورځ ته ورځه زیاتیږی لګیا
دے، بل خوا ته چه مونږه ګورو نو زمونږ خپل Provincial owned receiptsچه
دی، هغه کښې هغه شان زیاتے نه راځی بلکه هغه کمیږی لګیا دے نو دا ډیر
خطرناک او Alarming situation دے۔ ورسره ورسره جناب سپیکر، زه به د
فنانس منسټر صاحب نه د دے شی یو وضاحت غواړمه چه دے ځل په فنانس بل
کښې کافی Major Changes کړی دی، دوئ کافی ریټس Change کړی دی خو
چه مونږ دا Owned receiptsاوګورو نو وروستو کالو هم دوئ تقریباً څه بلین
937 ملین Collection کړے دے، دے کال 7 بلین او349ملین دوئ دغه کوی نو
د دومره Major changes نه پس هم د دوئ Collection هغه شان څه نه دے نو
آیا جناب سپیکر، په دے شی باندے مونږ ته غور کول پکار دی چه آیا دا غلطی یا
دا کمزورتیا چه ده، دا زمونږ هغه ډیپارټمنټس کښې خو نه ده چه هغوی هغه شان

هغه خپل ټارګټس هم نه شی Achieve کولے ؟ بل هغوی ته دا اندازه هم نشته چه دا کوم ټیکسز مونږ لګوؤ، د دے Impactsبه څه وی؟ جناب سپیکر، واقعی زمونږ صوبه چه د کوم صورتحال نه تیریږی، کوم دلته کښے چه یا د دهشت ګردئ وجه ده یا بیا د سیلاب نه پس دغه شوے دے ، زمونږ اکانومی هغه لحاظ سره دا قسمه ټیکسونه هغه شان برداشت کولے نه شی خو جناب سپیکر چه هغه بیا اولګوؤ هم او د هغے هم څه Returnنه ملاویږی نو بیا د دے ټول Exercise کولو څه فائده ده؟ او دا صرف دغه دے چه یره مونږه لګیا یو کوشش کوؤ خو نور هغه حوالے سره زمونږ ټیکس میکنزم یا Tax collection کوم چه ډیپارټمنټ دے ، هغه خپل هغه Role پوره نه Play کوی او دغه پرابلم زمونږ په فیډرل ګورنمنټ کښے هم دے ځکه چه که مونږ هلته کښے اوګورو نو ایف بی آر هغه خپل هر څه په دے باندے پټوی چه Indirect taxesد وجے نه زیات ټیکس راشی او هغوی هغه ډائریکټ ټیکسیشن چه کوم چه دے ، یو لحاظ سره پکار ده چه ډائریکټ ټیکسیشن کیږی ځکه چه د ډائریکټ ټیکسیشن اثر په مډل کلاس او لوئر مډل کلاس باندے کم وی نوهغه شے دوئ نه دغه کوی او زیات Indirect taxesچه څه ته Regressive taxesوائی، د هغے اثر زیات چه غریبانانو باندے کیږی، هغه ټیکسز باندے دوئ انحصار کوی او په دے باندے د خپل کارکردګئ پټولو کوشش کوی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، دغه شان اسرار خان هم دغه طرف ته ذکر اوکړو چه ویج بل زمونږ 68پرسنټ، چه مونږ خپل سروے بل اوګورو نو د دے پروجیکشن 86 بلین دے جناب سپیکر او 16بلین چه دے جناب سپیکر، دا د پنشن دے۔ چه دا دواړه یو ځائے کړئ نو 102 بلین شی جی او زمونږ کرنټ بجټ جناب سپیکر، هغه 149 بلین دے نود 149 بلین کښے 102 بلین خودا لاړل جناب سپیکر، پاتے ستاسو د پاره، د آپریشن د پاره، د Maintenance د پاره، د دفترو چلولو د پاره، د سروس ډیلیوری د پاره ټوټل اتهاره پرسنټ شی جناب سپیکر، نو آیا په اتهاره پرسنټ باندے به تاسو هغه لحاظ سره خلقو ته ډیلیور کولے شئ، هغه ډیپارټمنټس به خپل هغه شان کارکردګی ښائیلے شی جناب سپیکر؟ دا یو ډیر د سوچ خبره ده او په دے باندے پکار ده چه مونږ غور اوکړو خو جناب سپیکر، زه په دے باندے دغه یمه چه که مونږ اوګورو نو فیډرل

گورنمنټ هم پندره پرسنټ Increase اعلان کړے دے د تنخواه ګانواو زه دا ګڼړمه چه د دے نه هم لږ زيات دغه وی خو صوبے هم هغه تکلف کړے دےاو فنانس منسټر صاحب هم په خپل سپيچ کښے دغه کړے دے خو دلته کښے مونږ د وائټ پيپر Page 1 ته لاړ شو جناب سپيکر نو سيلری بجټ کښے دوئ Increase ښائی تيره پرسنټ، اعلان کوی د پندره پرسنټ، ښائی دلته کښے تيره پرسنټ، چه تيره پرسنټ Increaseشوے دے۔ په ديکښے دوئ دا هم وائی چه يره د اټهارهويں ترميم نه پس بعضے محکمو نه ملازمين دلته کښے راغلی دی او د هغوی هم څه يو ارب نه زيات، يو ارب څلويښت کروړه روپۍ چه دی، هغه هم په ديکښے شاملے دی او دغه شان جناب سپيکر، دوئ دا هم Expect کوی چه په دے راروان کال کښے به نورے محکمے هم Devolve کيږی، تهرډ فيز د هغے دوئ Expect کوی لګيا دی نو جناب سپيکر، زه خو په دے نه پوهيږمه چه بيا آيا د دے Achievable دا Impactصحيح ښودلے شوے دے 586 بلين باندے ځکه چه زما د اندازے مطابق خو دا بيا د دے نه زيات راځی ځکه چه که دا فيکټرز هم پکښے مونږ Include کړو او بيا دا هم اوساتو چه نور محکمے به مونږ ته ملاويږی نو د دے نه بيا زيات Impact د دے جوړيږی جناب سپيکر۔ دغه شان جناب سپيکر، د $18^{th}$ amendment لاندے بعضے محکمے چه کوم Devolve هم شوے، خصوصاً د ايجوکيشن حوالے سره يا NEF او LFA چه دے هغه هم راغلل او دغے کښے زرګاؤ خلق هغوی سره تړلے شوی هم دی، نوکرئ هم د هغوی دغه دی او ورسره خلقو ته فائده هم رسی، د هغوی د پاره هم دا اورو لګيا يو چه ايلوکيشنز نه دی شوی نو جناب سپيکر، که مونږ وايو چه اختيار راکړئ او چه اختيار ملاويږی او هغے سره چه کومه بيا دغه Responsibility ملاويږی، مونږ هغه Responsibility نه اخلو نو دا د کوم ځائے تک جوړيږی او د هغے کوم دغه جوړيږی جناب سپيکر؟ دغه شان جناب سپيکر، فنانس منسټر صاحب په خپل سپيچ کښے په Page 37 باندے وئيلی دی چه نوی لس ټی ايم ايز حکومت جوړ کړی دی، په صوابئ کښے، په اپر دير، لوئر دير، بونير او سوات کښے او ورسره ئے دا دغه کړے دے چه *ان تمام ٹی ایم ایز کو ترقیاتی سکیمیں اور اخراجات جاریہ کیلئے فنڈز مختص کرنے کی تجویز ہے*۔ زه اوس په دے نه پوهيږم جناب سپيکر، ځکه چه په بجټ

کبنے د دے د پارہ ایلوکیشن نشتہ، پہ ھغے کبنے څہ دغہ ښودلے شوی نہ دی۔ دلتہ کبنے دوئ وائی چہ تجویز ہے، نو آیا دا دوئ Reflect کړے دے او کہ Reflect کړے ئے نہ دے ؟ کہ Reflect کړے نہ دے نو دا خو بہ Automatically چہ د دے خرچ راځی پہ صوبے باندے نو د دے سرہ زمونږ اخراجات بہ نور ھم زیاتیږی جناب سپیکر، او ھغہ لحاظ سرہ بیا چہ مونږ دا کومہ دعویٰ کوؤ چہ مونږ بیلنس بجټ پیش کړے دے، آیا بیا ھغہ دعویٰ صحیح پاتے کیږی او کہ نہ پاتے کیږی جناب سپیکر؟ د دے د منسٹر صاحب ما تہ وضاحت اوکړی جناب سپیکر۔ دغہ شان Wheat subsidy باندے چہ اسرار خان کومہ خبرہ اوکړہ، زہ ھغہ Second کومہ ، بالکل دا ھغہ لحاظ سرہ زہ ګنړمہ چہ یو خو د ھغے Reflection ھم ھغہ لحاظ سرہ صحیح نہ دے شوے او د دے بہ مونږ تہ ضرورت پریوځی چہ د دے نہ بہ زیات دغہ کیږی او بل دا کوم طریقہ کار چہ دے، ھغہ طریقہ کار ھم ھغے لحاظ سرہ غلط دے۔ جناب سپیکر، رابہ شو اے ډی پی تہ، مونږ خو پہ دے باندے خوشحالہ شو چہ یرہ ما د پچاسی بلین اے ډی پی اناؤنس کړہ، ما د ساٹھ بلین اے ډی پی اناؤنس کړہ، ما د ستر بلین اے ډی پی اناؤنس کړہ خو جناب سپیکر، آیا دا کتل پکار دی چہ دا دومرہ لویہ اے ډی پی چہ مونږ اناؤنس کوؤ، آیا د ھغے Impact ھغہ ھومرہ دے پہ خلقو باندے، آیا دا دومرہ پیسے چہ مونږ وایو چہ د دے د پارہ مختص شوے او دا دومرہ خرچ شوے، آیا د ھغے واقعی ھغہ شان اثر پہ خلقو باندے شوے دے او کہ نہ؟ جناب سپیکر، کہ مونږ اوګورو، یو طرف تہ د وائټ پیپر Page 124 تہ کہ لاړ شو نو تیر د 1970 نہ د اے ډی پیز فګرز ورکړے شوی دی او پہ دیکبنے د Last four years تاسو اوګورئ جناب سپیکر، د 2007-08 نہ بہ واخلو39 billion and 462 million اے ډی پی وہ Actual جی، Revise کبنے 32 بلین 913 ملین۔ 2008-09 کبنے 41 بلین 544 ملین اے ډی پی وہ، 39 بلین خرچ شوہ۔ 2009-10 کبنے 51 بلین 126 ملین اے ډی پی وہ، 46 بلین 330 ملین خرچ شوہ۔ 2010-11 کبنے 69 بلین 283 ملین اے ډی پی وہ، 77، 649 دوئ ښودلے وہ خو دیکبنے دوئ د پی ایس ډی پی فګرز ھم ښائی لګیا دی، چہ ھغہ ترے اوباسے نو دے نہ ھم دا کم راځی نو جناب سپیکر، آیا زمونږ ډیپارټمنټس کبنے دومرہ Capacity شتہ، کوم چہ

Implementing departments دی چه هغوی به دومره لوئے اے ډی پیز چه دی یا دومره لوئے فګرز چه دی، هغه صحیح طریقے سره Implement کړے شی؟ بل جناب سپیکر چه آیا د کار هغه کوالټی چه ده، هغه هغه شان ده اوکه نه؟ او بل جناب سپیکر، مونږ خو وایو چه بهئ دوه سوه سکوله مونږ جوړ کړل دے کال کښے، درے سوه سکوله مونږ جوړ کړل خو آیا هغه سکولونو هغه لحاظ سره هغه خلقو ته هم هغه فائده اورسوله، آیا په هغه سکول کښے هغه شان ماشومانو ته هغه تعلیم ملاویږی، د هغے هغه کوالټی هغه ده؟ آیا هغے سکول کښے استاذان هغه شان ملاؤ دی، هغه کوم Purpose د پاره چه دا پیسے خرچ کوی چه د هغے هغه Purpose serves شی؟ جناب سپیکر، دے طرف ته مونږ له توجه ورکول پکار دی۔ که دے باندے مونږه دا کوؤ چه هر کال دوئ وائی چه یره جی مونږ د شپیته اربو، د څلویښت، اتیا اربو اے ډی پی جوړه کړه خو چه د هغے اثر نه کیږی نو بیا د دے دومره اتیا اربو فائده به څه وی جناب سپیکر؟ دا یو دغه دے چه دے طرف ته توجه ورکول لازمی دی۔ هسپتالونه د مونږه جوړ کړو خو چه پکښے مشینونه کار نه کوی، هسپتالونه د مونږه جوړ کړو خو ډاکټر پکښے موجود نه وی، مریضانو ته هغه شان د هغے فائده نه رسی، چه مریض ورله لاړشی نو زر ورته وائی چه هله زر ئے پیښور ته رسوئ، جناب سپیکر، بیا د هغے فائده څه شوه، دومره پیسے خرچ کولو به څه Impact کیږی؟ جناب سپیکر، دغه شان وروستو کال هم یو خبره ما پوائنټ آؤټ کړے وه او نن بیا هغه خبره لکه نوره هم واضح طریقے سره ثابته شوه، هغه د نیټ هائیډل پرافټ حوالے سره ده۔ ما وروستو ځل هم دا وئیلی وو چه جناب سپیکر، دا مسئله حل شوے نه ده، اوس فنانس ډیپارټمنټ منی جی چه او دا مسئله حل نه ده ځکه چه هغه Six billion باندے اوس هم Cap دے۔ جناب سپیکر، زه په دے هم دغه یمه چه یو وخت وو چه اے این پی والا مونږ سره په اپوزیشن کښے ناست وو او هغه وخت کښے بعضے زما مشرانو به ډیر تقریرونه کول او دا به ئے وئیل چه مونږ دا Arbitration process نه منو او مونږ په هیڅ صورت کښے په دے باندے عمل نه غواړو، زه په دے نه پوهیږمه چه د دے کرسو نه هغه کرسو ته د تګ په مینځ کښے څه داسے کار اوشو چه دوئ دے ته مجبوره شو چه هغه Arbitration process ئے هم

اومنلو او په هغے باندے اوس لا دغه هم کوی چه مونږ له مبارکی هم راکړئ، مونږ دا ډیره لویه مسئله حل کړه؟ جناب سپیکر، د حقیت نه به کار اخلو، جناب سپیکر، خلقو له دهوکه ورکولو باندے نور کار نه چلی۔ جناب سپیکر، مونږ به دے دغه ته ګورو چه دا صوبه زمونږ د ټولو صوبه ده، د دے وسائل چه دی، دا زمونږ د ټولو وسائل دی، د دے مسئلے چه دی دا زمونږ د ټولو مسئلے دی۔ جناب سپیکر، حقیقت نه چه کار واخلو، خبره چه مخامخ صحیح کیږدو نو د هغے به حل هم راواوځی خو جناب سپیکر چه مونږ ځان له دهوکه ورکوؤ چه مونږ بیا هغه کار چه Putting things under the carpet کوؤ نو مسئلے به هغے سره حل کیږی نه جناب سپیکر، بلکه هغه به ورځ تر ورځه زیاتیږی، دے نه به بیا یو ګهمبیره مسئله جوړیږی او دا کوم Attitude چه حکومت دے وخت سره اختیار کړے دے، دے Attitude سره ما ته نه ښکاری چه دا مسئلے به حل شی۔ جناب سپیکر، دلته پرون درانی صاحب هم War on terror باندے خبره اوکړه، میاں صاحب هم په هغے باندے زما خیال دے پرون تفصیلی خبرے کړے وے جناب سپیکر، زما په نظر کښے چونکه زمونږ صوبه ټولو کښے زیاته د دے شی نه Affected ده، که نن او ګورو نو معاشی طور باندے مونږ د دے نه Affected یو، Directly هم د دے نه Affected یو ځکه چه دهماکے هم ټولے دلته کښے کیږی، زمونږ خلق زیات شهیدان کیږی لګیا دی۔ جناب سپیکر، په دے باندے د پارلیمنټ قرارداد ونه هم پاس شوی دی، په دے باندے مختلف بحثونه هم شوی دی نو زما په نظر کښے په دے باندے Comprehensive یو Review پکار ده جناب سپیکر چه دا اوکتلے شی چه آیا اوسه پورے چه مونږ کومه پالیسی اپناؤ کړے ده، اوسه پورے چه کومے پالیسئ باندے مونږ عمل درآمد کوؤ، آیا هغے پالیسئ کښے مونږ څه ګټه اوکړه او که مونږ بیلات اوکړو؟ جناب سپیکر، څو پورے چه دا مونږ Review نه وی کړے، څو پورے چه په دے باندے مونږ سوچ نه وی کړے او په دے باندے Comprehensively یو پوره سوچ بچار نه وی شوے نو د دے مسئلو حل نه شی اوتلے۔ جناب سپیکر، یو طرف ته وفاقی حکومت چه پاڅی نو هغوی وائی چه د پاکستان په War on terror کښے شپیته ارب ډالر نقصان اوشو، د بهر دنیا نه هغوی ګیله کوی چه زمونږ دومره نقصان اوشو او

مونږ ته د هغے څه دغه نه کیږی خو بل خوا ته دے طرف ته ئے توجه نشته چه که هغه شپیته اربه ډالر یا د هغے نه زیات نقصان چه شوے دے ، هغے کښے زیات نقصان خو زمونږ د صوبے شوے دے ځکه چه دلته کښے دا مسئله زیاته دغه ده ، ټرائبل بیلټ کښے ده او زمونږ په دے صوبے کښے ده نو آیا چه دوئ دا دومره شور کوی او دومره دغه کوی چه یره مونږ ته د دے څه دغه ملاؤ نه شو نو آیا دوئ مونږ له د دے جواب راکولے شی چه زمونږ دے صوبے ته څه ملاؤ شو د هغے په دغه کښے ؟ که صرف مونږ دا وایو چه په این ایف سی کښے One percent مونږ ته دغه ملاؤ شو War on terror د پاره پیسے نو جناب سپیکر، دا د هغے برابر نه دی۔ جناب سپیکر، دلته کښے چه کوم نقصان شوے دے ، په کالونو کښے هم دا نقصان نه شی پوره کیدے۔ زمونږ را روان ډیر جنریشنز چه دی، هغه به د دے مسئلو نه تیریږی جناب سپیکر، دے طرف ته د توجه ضرورت دے او مونږ ته نه ښکاری چه د وفاقی حکومت دے طرفه هغه توجه شته یا که زمونږ صوبه کښے چه کوم حکومت موجود دے ، د دوئ هغه توجه دے طرف ته شته بلکه مونږ یو داسے ایډهاک ازم باندے چلوؤ لګیا یو، مونږ داسے یو پالیسئ باندے چلو چه مونږ وایو چه ښه ده شپږ اته ورځے دهماکے چه دی لږ ے کمے شوے ، یره بس دا مسئله مونږ حل کړه ، چه بیا تیزه شی بیا وائی چه اوهو دا خو بیا دغه شو۔ جناب سپیکر، دا په دے سره نه کیږی، دے د پاره Proactive policies به پکار وی جناب سپیکر، دے د پاره به صحیح Strategy پکار وی جناب سپیکر، دے د پاره Initiatives به پکار وی جناب سپیکر، دے د پاره Comprehensive plan به پکار وی جناب سپیکر-----

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جناب سپیکر صاحب، یہ پریس والے بھائی جو ہیں، باہر چلے گئے ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: وہ میں دیکھ رہا ہوں۔ میاں افتخار صاحب کہاں ہیں؟ واجد علی خان! خو تنان ځان سره واخلئ جی، عاقل شاه صاحب، واجد علی، عبد الاکبر خان، دے پریس والو سره لږه خبره اوکړئ، څه مسئله څه ده، یو تن د اپوزیشن نه، قلندر لودهی صاحب! تاسو جی۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر، زه ستاسو مشکوریمه تاسو ډیر په صبر سره زما خبرے اورئ لګیا یئ۔ جناب سپیکر، زه کوشش کومه چه زر ئے را لنډ کړم۔ جناب سپیکر، ما شروع کښے هم خبره اوکړه چه مونږ به د ګورنمنټ پرفارمنس هم ګورو ځکه چه درے کاله تیر شو او د هغے جائزه اغستل اوس ضروری دی۔ جناب سپیکر، په دے درے کالو کښے مختلف کرائسز زمونږ په صوبے تیر شو، د ملاکنډ ډویژن یو ډیر لوئے کرائسز تیر شو، نن د هغے دوه کاله تیر شو جناب سپیکر، زه ډیر افسوس سره وایمه چه اوس هم ډیرے داسے وعدے دی چه هغه د هغے خلقو سر ته نه دی رسیدلی۔ اوس هم داسے خبرے دی چه کومے وعدے شوے وے او د کوم چه اعلانات شوی وو خو د هغے اوسه پورے تپوس نه دے شوے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، که مونږ اوګورو هلته کښے د یوټیلټی بلز وعده شوے وه او هغه وعده اوسه پورے سر ته نه ده رسیدلے، نه د هغے د حل رااوباسلو څه خبره شوے ده او نه د هغے د پاره څه دغه بلکه هغے باندے حکومت بالکل چشم پوشی اختیار کړے ده جناب سپیکر۔ دغه شان د ستوډنټانو د فیس خبره وه، په هغے باندے هم هغه لحاظ سره څه عملدرآمد نه دے شوے جناب سپیکر۔ دے حده پورے جناب سپیکر چه نن هم هغه آپریشن دوران کښے چه کوم زخمیان شوی وو، هغوی ته اوس هم پورے Compensation نه دے ملاؤ شوے جناب سپیکر، چه دا حل شی، دا دغه شی۔ سینیئر وزیر د دے سره اتفاق نه کوی، دوئ د اوښائی، را د وړی هغه فګرز، په دے هاؤس کښے د پیش کړی چه کوم Injured ته ملاؤ شوی دی او څومره هغے کښے پاتے دی چه دوئ ته دا پته اولګی چه په زرګونو تعداد کښے دا Injured چه دی، هم دغه شان لا پاتے دی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، دغه شان مونږ به دا هم اوګورو چه هلته کښے کوم چه دا د 'ری کنسټرکشن' عمل وو، هغه هم هغه شان هغه دغه سره نه دے شروع شوے چه کوم طریقے سره پکار وو چه شروع شوے وے، بلکه زه به دا اووایمه چه اوسه پورے د سول حکومت خپل هلته کښے هغه دائره اختیار یا خپل هغه اختیار هغه شان نه دے چه Responsibility اوچته کړی او هغه شان دوئ ډرائیونګ سیټ باندے اوسه پورے لا ناست نه دی۔ جناب سپیکر، څو پورے چه هلته کښے سول حکومت خپله لاړ نه شی او ډرائیونګ سیټ

کښې خپل کښيني نه، هغوی هلته کښې خپل دائره اختيار استعمالول شروع نه کړی نو هلته کښې مونږ دا نه شو وئيلې چه دا مسئله هغې پورې پوره حل شوې ده جناب سپيکر؟ دغه شان جناب سپيکر، دے ته به هم ګورو چه په هغې دوران کښې ډير Donners Commitments هم شوی وو، ولې هغه Donners Commitments سر ته او نه رسيدل، ولې چه هغه شان چه کوم طريقې سره شروع کښې خلق راتلل او هغه اناؤنسمنټس ئې کول، هغې اناونسمنټس باندې هغه شان پوره عمل درآمد او نه شو او په هغې کښې کمې راغې جناب سپيکر، ځکه چه جناب سپيکر، بعض د ګورننس ايشوز باندې، په نورو بعضې ټرانسپيرنسی ايشوز باندې د هغې خلقو اعتراضات دی جناب سپيکر او دغې طرف ته به مونږ ته توجه ورکول ضروری وی جناب سپيکر۔ دغه شان جناب سپيکر، دويم يو لوئې آفت په ټوله صوبه باندې چه کوم تير شو، هغه د فلډز په صورت کښې وو۔ په دغې کښې زما په خيال د يو ممبر هم داسې حلقه نشته چه هغه د هغې سره Affect شوې نه وی جناب سپيکر، خو که ننه پورې مونږ اوګورو د هغې هغه شان اوسه پورې هغه'ری کنسټرکشن' يا د هغې د پاره چه کوم دغه دے، هغه هغه لحاظ سره نه دے شروع شوې۔ د وطن کارډ خبره وائټ پيپر کښې هم دوئ کړې ده او هغه بله ورځ تاسو يو اهم ميټينګ راغوښتے وو د Reconstruction and Rehabilitation Committee ميټينګ، تاسو ته هغې باندې زه خراج تحسين پيش کومه چه دا کميټی موزر جوړه کړه او د دے Work siteضروری پکار دے ځکه چه دا يو ډير لوئې او اهم عمل دے او چه په دے باندې د دے اسمبلئ نظر نه وی او هغه شان د دے عوامی نمائندګانو پکښې In putنه وی نو زما خيال دے چه دا ډيپارټمنټ به هغه لحاظ سره صحيح کارکردګی خپله کولے نه شی۔ جناب سپيکر، د وطن کارډ په حواله سره د هر ممبر به دلته کښې شکايت وی ځکه چه هغې کښې Political belonging باندې هم ورکړې شوی دی، په هغې کښې ټرانسپيرنسی ايشوز هم ډير زيات دی او په هغې کښې جناب سپيکر که مونږ اوس هم اوګورو نو پخپله دوئ ته په بجټ فګرز کښې فنانس منسټر صاحب وئيل چه 560000 فيمليز Affectشوی وو د فلډ نه، او که مونږ په وائټ پيپر کښې اوګورو نو دوئ ښائی چه دو لاکه چار هزار

فیملیز ته وطن کارډز ایشو شوی دی نو جناب سپیکر، دغے نه هم دا اندازه کیږی چه په هغے کښے Selectiveness شوے دے ، په هغے کښے هغه لحاظ سره هم چاسره یو شان سلوک نه دے شوے جناب سپیکر او هغه چه دے ، هغه لحاظ سره ټولو خلقو ته لا نه دے رسیدلے جناب سپیکر۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

<u>جناب بشیر احمد بلور{سینیئر وزیر (بلدیات)}:</u> سپیکر صاحب، ما ته که یو منټ تا سو۔۔۔۔۔

<u>جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ:</u> جناب سپیکر، بشیر خان ته که بیا موقع ورکوئ نو۔۔۔۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات):</u> نه زه صرف ریکویسټ کوم چه۔۔۔۔۔

<u>جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ:</u> نور ستاسو مخامخ چه کوم میټینګ شوے وو، هغے کښے خو دوئ وئیل چه مونږ خو هډو تقریرونه نه کوؤ خو پریږده چه کوی۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات):</u> اوس هم، زما خو ګوره، زه صرف دا د پریس والا خبره کوم، نور ستاسو دغه کښے Interference نه کوم۔ دا پریس والا چه راغلل، دا خالی د هغوی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی پریس۔۔۔۔۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات):</u> نور تاسو چه هر څه وایئ مونږ تابعداریو، جواب به کوؤ۔

<u>جناب سپیکر:</u> پریس والا څه مسئله ده؟ هغه خو څه راغلل او څه پاتے شو۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات):</u> سپیکرصاحب، دا دوئ مهربانی اوکړه، دا زمونږ مشران لاړل او هغوی۔۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>سینیئر وزیر (بلدیات):</u> صرف خبره دا ده چه د هغوی نن هلته دهرنا ده اسلام آباد کښے ، پارلیمنټ هاؤس ته مخامخ، چه دا کوم سلیم شهزاد صاحب چه شهید شوے وو، هغے کښے د هغوی دا خوښه وه چه دا کوم جج صاحب چه Nominate کړے دے حکومت، هغه د بدل کړے شی او بل جج صاحب د د هغه انکوائری اوکړی نو مونږ دا دوئ سره مکمل د یکجهتی اظهار هم کوؤ او دا هم وایو چه دا هر چاته چه دوئ ته دا خومره، زه د دوئ دومره یعنی الفاظ نشته چه د دوئ

شکریه ادا کړم د پریس والا چه دوئ، پرنټ میډیا او الیکټرانک میډیا چه څومره مونږ سره کوآپریشن کړے دے او دوئ باندے څومره دهړاکے شوی دی او دا څنګه شهیدان شوی دی، مونږ د هغوی Appreciation هم کوؤ او مونږ هر وخت دوئ سره کوآپریشن هم کوؤ او مونږ دوئ ته دا تسلی ورکوؤ چه زمونږ صوبائی حکومت د طرف نه داسے هیڅ خبره نشته او مونږ مرکزی حکومت ته هم خواست کوؤ چه د دوئ دا دهرنا چه ده او د دوئ دا ریکویسټ چه دے، دا د منظور کړے شی او د دوئ شکرګزار یم چه دوئ تشریف راوړے دے۔

جناب سپیکر: شکریه جی۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: سپیکر صاحب! دا بشیر خان چه کومه خبره اوکړه، مونږ د اپوزیشن د طرفه هم د دے تائید کوؤ او مونږ وایو چه دا کوم ډیمانډ پریس والا کړے دے، د دے مونږ ټول دغه کوؤ۔ جناب سپیکر، وطن کارډ باندے خبره ما اوکړه، زه اوس راځمه جناب سپیکر، د ګرانئ یا د Inflation طرف ته۔ جناب سپیکر، د ډیرے مودے نه پس داسے شوی دی چه درے کاله Consecutive double digits کښے Inflation پاتے شو او د دے هغه Impacts او د دے هغه اثرات چه دی، هغه خصوصاً زمونږ په صوبه باندے ټولو کښے زیات دی۔ جناب سپیکر، High inflation چه وی د هغے اثر دا کیږی چه هغے سره د Income هغه Inequalities چه دی هغه نور هم زیاتیږی، Poverty هم زیاتیږی۔ Already زمونږ صوبه کښے داسے ایریاز شته چه هغه د Poverty line نه ډیر لاندے دی او دا درے کاله چه Consecutive دا پاتے شو نو د هغے اثر نور هم زمونږ په صوبه باندے شوے دے نو جناب سپیکر، دے ته به ګورو چه دا ولے، دا Inflation دے ولے ؟ جناب سپیکر، اوس خو ټول اکنامکس ماهرین سره چه خبره کوئ، هغے کښے دا خبره کلیئر راځی چه زیات چه دا Inflation دغه شوے دے او دا Double digits چه پاس کیږی لګیا دی د هغے Main cause چه دے، هغه د ګورنمنټ Spending دے او بیا د هغے Spending د فنانس کولو کومه طریقه چه ده یا د Money printing یا د Borrowing چه دے، دا خو پورے چه مونږ دے طرف ته توجه ورنکړو او دا مونږ خپل Government spending کنټرول کښے نه کړو نو جناب سپیکر، دا Inflation به هم داسے پاتے کیږی او د هغے اثر به په

Low income familiesباندے ، هغه خلقو باندے چه د چا روزګار نشته یا که شته هم نو ډیر کم آمدن ئے دے ، په هغے خلقو باندے ټولو کښے زیات کیږی، جناب سپیکر، دے طرف ته توجه ورکول لازم دی۔ دغے سره سره جناب سپیکر Unemploymentهم چه دے ، هغه خصوصاً زمونږ صوبه کښے زیاتیږی لګیا دے او څه خو د World terroristوجه ده، څه د اکنامکس دا Facesدی او څه جناب سپیکر، پکښے دا هم دغه دے چه زمونږ نور جنرل لاء اینډ آرډر هم چه دے که هغه Murdersدی، که هغه ډکیتی دی که هغه غلاګانے دی، دا هم ورځ تر ورځه زیاتیږی لګیا دی او د هغے هم په Unemploymentباندے او په نورو څیزونو باندے اثر کیږی او دا یو Vicious circleدے ، دا یو بل Feed کوی، د دے اثر په یو بل باندے کیږی او هغے سره زیاتیږی۔ *جناب سپیکر، مجھے یہ فرمائیں* چه د دے درے کالو زه دغه اوګورمه نو ماته داسے ښکاری چه د Lack of vision adhockism, lack of good governance, political wellکمے دے ، د هغے ټولو نتیجه داده چه نن مونږ د هغه خلقو چه د چا پکار دے چه نمائندګی مونږ دلته کښے صحیح طریقے سره کولے شو او چه د چا په ووټ باندے مونږ دلته کښے رارسیدلی یو چه د هغوی د مسئلو حل کولو طرف ته مونږ توجه ورکولے ،د هغے په ځائے مونږ دیکښے لګیا یو چه مونږ هغه خپل شاخرچیانے څنګه زیاتے کړو، مونږ هغه خپل حکومت له طول څنګه ورکړو؟ جناب سپیکر، هغه خلقو طرف ته توجه نشته چه د چا پکار ده چه د هغوی مونږ صحیح نمائندګی اوکړو، د هغوی د مسئلو د حل دپاره مونږ دلته کښے رالیږلی شوی یو۔ جناب سپیکر، زه دا ګنړمه چه که دا شے هم داسے روان وی نو د دے د وجے نه په عوامو کښے مایوسی زیاتیږی لګیا ده او دا مایوسی زیاتیدل چه دے ، دا جناب سپیکر، خطرناک په دے حوالے سره دی چه د هغے اثر دے ، هغه به دا کیږی چه بیا به Extremismاو بیا Terrorismطرف ته به دغه کیږی او دا د حکومت د پالیسو نتیجه ده چه نن به که دا شے دوباره هغه شان بیاتیز اوچتیږی نو هغے کښے به مونږ ګورنمنټ هم Blameکوؤ، د دوئ پالیسی به Blameکوؤ، د دوئ کردار به Blameکوؤ۔ زه اخره کښے جناب سپیکر، یوځل بیا ستاسو مشکور یمه چه ماله مو موقع راکړه په بجټ باندے د خبرو کولو۔ ډیره مهربانی سپیکرصاحب۔

جناب سپیکر: شکریہ سکندر خان۔ نگہت اور کرزئی بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ آپ کا بھی بہت شکریہ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے تین سال سے آپ نے جس طریقے سے گورنمنٹ کی عدم دلچسپی کے باوجود اپوزیشن کو جس طریقے سے اپنے ساتھ ملاکر اس ہاؤس کو چلایا ہے، اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کا بہت شکریہ اس بات پر بھی ادا کرتی ہوں کہ، مطلب گورنمنٹ بالکل دلچسپی نہیں لے رہی ہے، نہ بجٹ سیشن میں اور آج آپ سب لوگوں نے دیکھ لیا کہ ہم اپوزیشن والے پہلے سے آکر بیٹھے ہوئے تھے اور اپوزیشن، Sorry منسٹرز اور فنانس منسٹر صاحب جو ہیں، تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے اور آج بھی اگر آپ دیکھیں تو گورنمنٹ کی سیٹیں جو ہیں، تو وہ میجارٹی میں خالی پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے منسٹرز یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، میں سب سے پہلے یہاں پر جو میرے بھائی سلیم شہزاد، اللہ ان کی مغفرت کرے، اسی طرح نصر اللہ آفریدی صاحب اور بہت سے ایسے میرے بھائی جو کہ صحافت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور ان کی زبان سچائی کی وجہ سے بند کر دی گئی، ان کیلئے میں ایک شعر بولوں گی کہ:

ے
جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، یہ شعر میں نے ہر اپنے اس ایم پی اے کیلئے بھی پڑھا ہے کہ جنہوں نے شہادت پائی ہے، ان تمام پولیس والوں کیلئے بھی، ان تمام لوگوں کیلئے بھی لیکن جناب سپیکر صاحب، یہاں پر میں ایک بات اور بھی کلیئر کرنا چاہوں گی کہ مجھے اپنی پولیس پہ، اپنی آرمی پہ، اپنے Politicians پہ، اپنی صحافی برادری پہ، Business men پہ، ہر طبقے پر فخر ہے لیکن جناب سپیکر صاحب، جب ہم فخر کرتے ہیں تو پھر وہی فخر ہمارے لئے وبال جان بن جاتا ہے اور رینجر جو ہے، وہ اٹھ کر میرے ایک بھائی کو سر عام قتل کر دیتی ہے اور اس کی اگر ویڈیو سامنے نہ آتی جناب سپیکر صاحب، تو اس کو ڈاکو قرار دے کر اس کی بات کو ختم کر دیا جاتا۔ جناب سپیکر صاحب، میں یہ بات ضرور کہوں گی کہ:

ے
میں خون بیچ کر روٹی خرید لائی ہوں
میں خون بیچ کر روٹی خرید لائی ہوں
امیر شہر یہ بتا کہ یہ حلال ہے کہ نہیں

اور جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(تالیاں)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u>اور جناب سپیکر صاحب،اور جناب سپیکر صاحب، میں آگے آرہی ہوں نا، جو باتیں میں کرنا جارہی ہوں، انہی سے پہلے۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> No cross talks, no cross talks. Ji.

<u>محترمہ نگہت یاسمین اوکزئی:</u>اور جناب سپیکر صاحب:

ے سوجاتے ہیں فٹ پاتھ پر اخبار بچھ کر<br>سوجاتے ہیں فٹ پاتھ پر اخبار بچھ کر<br>مزدور کبھی نیند کی گولی نہیں کھاتے

جناب سپیکر صاحب، میں یہاں پر اس بجٹ پر کوئی تقریر صرف اس لئے نہیں کرنا چاہوں گی کیونکہ میرا پچھلے سال یہ وعدہ تھا، میں نے یہ بجٹ پر تقریر کیلئے آپ کو نام اس لئے دیا تھا کہ مجھے آپ کی طرف سے جناب سپیکر صاحب، آپ مجھے ذرا توجہ دیں گے جناب سپیکر صاحب، میں بجٹ پر تقریر اس لئے نہیں کرنا چاہوں گی کہ آرٹیکل 106 سیکشن (c) اگر ذرا آپ خود پڑھ لیں تو مہربانی ہو گی اور اس کے بعد میری بجٹ کی تقریر ختم ہو جائیگی۔ آپ آرٹیکل106۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں، شور)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u>ایک منٹ ٹھہریں۔ آپ کو کیا پرابلم ہو رہی ہے، جب آپ لوگ بولتے ہیں، میں کبھی بولی ہوں؟

(تالیاں، شور)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> شاید میری اس تقریر کے بعد اور اس آرٹیکل کے بعد میرے اس ملک کی اسمبلیوں میں جو عورتیں بیٹھی ہیں، ان کی قسمت بدل جائے۔

(قطع کلامی)

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، پہلے یہ میں سپیکر صاحب سے ریکویسٹ کر رہی ہوں، میں نے کسی اور سے ریکویسٹ نہیں کی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u>اچھا یہ کیا، آپ کیا Quote کر رہی ہیں؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: 106، آرٹیکل 106۔

جناب سپیکر: جی جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اور اس کا سکیشن (c)۔

Mr. Speaker: Section (c)?

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی سر۔

Mr. Speaker: The member to fill seat reserved, اچھا ریزرو سیٹ پہ آپ کیا؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں سر، آپ پڑھیں نا جناب، میں نے اس کے بعد بجٹ تقریر بند کر دینی ہے۔

(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آپ ذرا، پلیز۔

Mr. Speaker: "the members to fill seats reserved for women and non Muslim allocated to the Province under clause (1) shall be elected in accordance with law through proportional representation system of political parties` lists of candidates on the basis of the total number of general seats secured by each political party in the Provincial Assembly:"

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، اب اسی آخری فقرے کے ساتھ میں اپنی اس بجٹ تقریر کو بند کرنا، میں بجٹ تقریر پہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ مجھے آج ایک موقع ملا تھا کہ آپ سے میں نے رولنگ دلوادی، آپ سے پڑھوا کر کہ ہم لوگ Elected ہیں، یہاں پر ہمیں جب سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ Selected ہیں، آپ کیلئے نہ کوئی سکول ہے، آپ کیلئے نہ کسی قسم کا کوئی بجٹ ہے، آپ کیلئے نہ کسی قسم کی کوئی بات ہے۔ یہ میں نے آپ سے آج رولنگ دلوادی ہے کہ We (تالیاں) are elected, we are elected, we are not selected جناب سپیکر صاحب، اور اسی کے بعد (تالیاں) ان سے پہلے یہ نہیں تھا جناب سپیکر صاحب، درانی صاحب کی گورنمنٹ کو میں کریڈٹ دوں گی اور یہاں پر ہمارے جو سی ایم صاحب ہیں، انہوں نے بھی یہ کبھی بھی فرق نہیں سمجھا لیکن ہمارے پارلیمانی لیڈران صاحبان، سوائے میرے پارلیمانی لیڈر کے۔۔۔۔

(قہقہے، تالیاں)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: باقی سارے پارلیمانی لیڈرز، باقی سارے پارلیمانی لیڈرز اپنی ان عورتوں کو، اگر ہمیں ڈیڑھ کروڑ روپیہ یا ایک کروڑ روپے ملتا ہے، اس میں سے Seventy percent یہ * +++ان سے (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، یہ ہمارا حق ہے، جناب سپیکر صاحب، یہ ہمارا حق ہے، یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اگر یہاں پولیٹیکل جدوجہد کے بعد آتے ہیں تو ہمارے Through ہم اپنے حلقوں میں اس کی تقسیم کریں۔ جناب سپیکر صاحب، میری پارٹی نے اس پر کبھی زور نہیں دیا، میں نے اگر اپنے ایم پی اے کو اپنی خواہش کے مطابق کچھ دیا ہے تو میں نے اپنی مرضی سے دیا ہے، میری پارٹی نے، میرے پارلیمانی لیڈر نے کبھی بھی مجھ پہ یہ زور نہیں دیا۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر صاحب، چونکہ آپ کی طرف سے رولنگ آگئی ہے اور اگر آئندہ اجلاس میں کسی بھی شخص نے کسی بھی عورت کو یہ کہا کہ یہ Selected ہے تو جناب سپیکر صاحب، میں اس کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آؤں گی۔

آوازیں: آئین۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آئین، آئین، آئین ھم شو کنہ، آئین ھم شو۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: یہ باتیں آپ لوگوں کو بڑی اچھی لگتی ہیں۔

(قہقہے)

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے دل کی باتیں وہ کہہ رہی ہیں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب! ما تہ اجازت دے ؟

جناب سپیکر: جی مفتی کفایت اللہ صاحب، جی مفتی کفایت اللہ صاحب پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): جی مونږ تہ ھم لږہ مهربانی کوئ، دا اپوزیشن ټول خبرے کوی نو زمونږ د گورنمنټ کس تہ پکښے ھم یو موقع را کوئ، خیر دے دوئ چہ د اپوزیشن دوہ څلور اوکړی نو بیا خو گورنمنټ طرف نہ یو کس تہ موقع ورکول پکار دی۔

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: تاسو به بیا او کړئ خیر دے خو دا اول د دوئ واورئ نو د دوئ جواب به تاسو لږ ور کوئ چه څه کولے شئ کنه جی۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر صاحب! صرف Personal explanation پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ محترمہ ہماری انتہائی قابل احترام ممبر ہیں اور جذبات میں سب کچھ کہہ جاتی ہیں۔یہاں پر یہ کہا گیا کہ پارٹی کے پارلیمان لیڈرز خواتین ممبر کے ستر پرسنٹ فنڈ * +++، تو مطلب ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ممبر پارٹی کا نمائندہ ہے اور اس کی مرضی ہے، ان کی خواہش کے مطابق، لیکن پارلیمانی پارٹی کے اندر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ خواتین سے ہماری گزارش ہوگی، جہاں ان کے اپنے کانسٹی ٹیونسیز نہیں ہیں، وہ آئیں اور صوبے کے اندر وہ Investment کریں اور ہم آگے ان کے ذریعے سے افتتاح کرائیں گے، ان کی تختیاں لگوائیں گے کیونکہ ظاہر ہے یہ فنڈ اسی صوبے کے اندر تقسیم ہوگا اور اگر اس صوبے کے اندر وہ فنڈ تقسیم ہوتا ہے تو اپنی پارٹی کے ساتھ اگر پارٹی کے ممبران کا تعاون ہو تو یہ میرے خیال میں کوئی بری بات نہیں ہے۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، اس پر Personal explanation میں بھی دوں گی۔

سید محمد صابر شاہ: اس طرح کے ترقیاتی، معافی چاہتا ہوں محترمہ۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی جی، پلیز۔

جناب سپیکر: نہیں، بس اس کو ختم کریں جی، بات ہو گئی ہے۔

سید محمد صابر شاہ: کیونکہ آپ نے جو بات کہہ دی، وہ ایسی ہے جیسے کہ ہم کرپشن میں مبتلا ہیں اور ہم ان پیسوں کو کھا رہے ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں میں اس سے۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: اس لئے یہ مہربانی کرکے آپ اصلاح فرمائیں۔ ڈویلپمنٹل کاموں کے سلسلے میں ہم پارٹی کے اندر اگر کسی بہن سے ریکویسٹ کرتے ہیں، وہ ہمیں Honour کرتی ہیں تو ہم ان کے مشکور ہیں اور اگر ہماری کسی ریکویسٹ کو Honour نہیں کیا جاتا، ہم نے پھر بھی ان کا شکریہ ادا کیا ہے، اس لئے اس

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

Statement کو برائے مہربانی سوچ سمجھ کر دینا چاہیئے۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جی جناب سپیکر صاحب، میں بالکل، اس لئے کہ یہ پچھلے کافی سالوں سے بات ہو رہی تھی اور اگر آپ، یہاں پر جتنی خواتین بیٹھی ہیں، ان کے دلوں کو ٹٹولیں نا تو وہ سارا کچھ سامنے آ جائے گا۔ میں نے * + کی بات یہ نہیں کی کہ یہ اپنے گھر لے جاتے ہیں، میں نے * + کا مطلب یہ کیا ہے کہ یہ لوگ وہ ڈویلپمنٹل فنڈ، یہ باقاعدہ چیف منسٹر صاحب کے پاس گئے ہیں، اس میں میرا پارلیمانی لیڈر صاحب بھی موجود تھا لیکن میرے پارلیمانی لیڈر صاحب نے پھر مجھ پر تو کوئی زبردستی نہیں کی لیکن باقی عورتیں جو بھی کسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں، ان سے ستر فیصد اپنے ڈویلپمنٹل فنڈ، کیا جناب سپیکر صاحب، ایک عورت کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنا ایک کانسٹی ٹیونسی بنائے، ہم ہمیشہ مردوں کے مرہون منت رہیں گے اور پھر ہمیں کہا جائے گا کہ تم Selected ہو؟

<u>جناب سپیکر</u>: جی۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ، بشیر بلور صاحب۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی</u>: جی بڑی مہربانی، یہ کبھی بھی نہیں ہو گا۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: سپیکر صاحب! دا خبرے صرف د دے حق دے، بیٹھیں تو سہی، آپ بات کر کے بھاگ جاتی ہیں، یہ بری بات ہے۔ سپیکر صاحب، جیسے کہ ہمارے صابر شاہ صاحب نے فرمایا، میں تو یہ ریکویسٹ کروں گا کہ جو یہ انہوں نے کہا کہ * +++ یہاں پر Expunge کریں، یہ لفظ Unparliamentary بھی ہے اور اس میں آپ کو بہکاوے میں بھی نہیں آنا چاہیئے۔

<u>جناب سپیکر</u>: اس کو Expunge کریں، Unparliamentary language ہے جی، غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہنے چاہئیں۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: سپیکر صاحب! یہ جتنی ہماری اقلیتی سیٹیں ہوتی ہیں، یہ ہماری جتنی بہنیں یہاں بیٹھی ہیں ممبر کی حیثیت سے، یہ پارٹی ٹکٹ پر آتی ہیں اور پارٹی ان کو ٹکٹ دیتی ہے اور یہ اس پارٹی کی وجہ

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

سے یہاں پر ممبر بن کے بیٹھی ہوتی ہیں۔ اس کیلئے پارٹی نے فیصلہ کیا ہے، اب یہ پارٹی تنظیم کے تابع ہے۔ جب پارٹی ایک فیصلہ کرتی ہے تو اسے ہم سب مانتے ہیں۔ پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ پارلیمانی لیڈر اور پارٹی کا جو صدر ہے، وہ پوائنٹ آؤٹ کرے گا کیونکہ ان کے اپنے کانسٹی ٹیونسیز نہیں ہیں، Thirty percent ان کے Disposal پر ہوتا ہے، Seventy percent پارٹی ان جگہوں پر خرچ کرتی ہے جہاں پارٹی نے اپنا الیکشن ہارا ہوتا ہے، وہاں ان لوگوں کو دیتی ہے اپنی پارٹی تنظیم کو دیتی ہے تاکہ وہاں بھی پارٹی کے جو بنیادی لوگ ہیں، وہاں پر صحیح طریقے سے کام کیا جاسکے کہ ان لوگوں کو بھی پارٹی میں شامل کرنے کیلئے کوشش کی جاسکے۔ تو یہ Developmental fund جو ہوتا ہے، یہ کسی کی ذاتی ملکیت، یہ پارٹی کے فیصلے پر آتا ہے اور یہ پارٹی میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، یہاں ان سب میری بہنوں کو پتہ ہے کہ اس کا پراسس کیا ہے؟ پارٹی کا صدر، پارٹی کا جنرل سیکرٹری لکھ کر بھیجتا ہے، پھر پارلیمانی لیڈر اس کو Accept کرتا ہے Sign کرکے پھر وہ جاتا ہے ڈیپارٹمنٹ کو اور ڈیپارٹمنٹ وہ کام کرتا ہے۔ کوئی پارلیمانی لیڈر جو ہے، وہ پیسے نہ جیب میں ڈالتا ہے نہ اس کے کہنے پر لگتے ہیں۔ یہ پارلیمانی پارٹی کا لیڈر جو ہے، وہ بھی پارٹی کے تابع ہوتا ہے اور پارٹی فیصلہ کرتی ہے اس پر وہ عملدرآمد کرتا ہے کیونکہ ہم پارٹی کی وجہ سے آئے ہوئے ہیں اور یہ بھی سب پارٹی کی وجہ سے آئی ہیں، اس لئے پارٹی کے فیصلہ کی ہم سب پر پابندی ہے اور ہم اس پر عمل درآمد کرتے ہیں، تو ایسی کوئی بات نہیں کہ پارلیمانی لیڈرز کوئی زیادتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ-----

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، میری-----

جناب سپیکر: یہ تمام لیڈیز پھر کیوں اتنے شوق سے ڈیسکیں بجا رہی ہیں، اگر یہ انکے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی ہے؟

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، آپ اگر اجازت دیں تو انہوں نے جو آرٹیکل Quote کیا ہے 106 (c)، وہ بہت کلیئر ہے کہ ان کو جو سیٹیں ملتی ہیں، ہر ایک پارٹی کے Proportionately جتنے ممبران Elect ہوتے ہیں، انہی کے حساب سے ان کو فیمیل اور مینارٹی کی سیٹیں ملتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے ووٹرز ہیں، جس طرح ہم As MPA اپنا فنڈ اپنے حلقوں میں لگاتے ہیں اسی طرح جو ان کی سیٹس ہیں، ہم ان کے ووٹرز ہیں، چاہیئے تو یہ تھا کہ ان کے فنڈز کو ہم اپنے حلقوں میں لگاتے لیکن نہیں، جس طرح بشیر صاحب نے کہا ہم نہیں لگاتے، (تالیاں) یہ پراونشل پارٹی اور پارلیمنٹری

پارٹی بیٹھ کر اپنی پارٹی سے ان حلقوں میں جہاں پر ہم اپنی سیٹیں ہار چکے ہیں، وہاں پر جو ہمارے ورکرز ہیں، تنظیمیں ہیں، ڈسٹرکٹ لیول پر تنظیمیں ہیں، تحصیل لیول پر تنظیمیں ہیں، ان سے سکیمیں لیکر ہماری پارٹی اور پارلیمنٹری پارٹی دونوں بیٹھ کر، ہم بھی پارٹی کے تابع ہیں، یہ بھی پارٹی کے تابع ہیں، ہم بھی پارٹی کے ٹکٹ پر آئے ہیں، یہ بھی پارٹی کے ٹکٹ پر آئی ہیں، پارٹی جو فیصلہ کرے گی وہ سب کو منظور ہوگا، توہم ان پارٹی والوں کو جہاں پر ہم سیٹ ہار چکے ہیں، دو چار ہزار ووٹ سے، وہاں پر ہم یہ سکیمیں کرتے ہیں اور باقاعدہ طور پر ان سے Approval لیتے ہیں، اس پر دستخط ہوتے ہیں، ان کے بھی دستخط ہوتے ہیں، ہمارے بھی دستخط ہوتے ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> بس شکریہ۔ مفتی کفایت اللہ صاحب۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایسے وقت میں خاص کر شکریہ ادا کرتا ہوں جب میں پنجاب کی اسمبلی کو دیکھتا ہوں، جناب سپیکر، میں خاص کر اس لئے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب میں پنجاب کی اسمبلی کو دیکھتا ہوں تو وہاں یہ روایات معدوم ہوتی ہیں جو الحمد للہ خیبر پختونخوا اسمبلی کے اندر روایات ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اختلاف بھی کرتے ہیں لیکن اس اختلاف میں احترام بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، سب سے پہلے میں سلیم شہزاد صحافی کی شہادت پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جب بھی صحافت آزاد ہوگی اور صحافت غیر جانبدار ہوگی تو سلیم شہزاد کا نام سرخی سے لکھا جائے گا، سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ جناب سپیکر، میں شکایت کرتا ہوں کہ حکومت والے جب ہمیں جواب دیتے ہیں تو وہ ٹیکنیکل باتیں بجٹ کے متعلق کم ہوتی ہیں اور سیاسی باتیں زیادہ ہوتی ہیں، تو ہمارے لئے مشکل ہوتا ہے کہ مختصر وقت میں ہم ان کی سیاسی باتوں کا جواب دیں یا بجٹ تقریر کریں؟ میری رائے کے مطابق۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ بہتر ہوگا، تمام اراکین سے میں خود بھی گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ بجٹ اجلاس ہے، پورے صوبے کی مالیت کے گوشوارے پیش ہو رہے ہیں تو ایسی اچھی تجاویز دیدیں تاکہ حکومت کی رہنمائی ہو اور عوام کی بھلائی ہو۔ اگر۔۔۔۔۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> جناب سپیکر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ہں؟

<u>جناب سپیکر:</u> (قہقہہ)۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: وہ آپ سب بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن میرے لئے نا سمجھ بنے ہوئے ہیں۔ جی، بسم اللہ مفتی صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: ؎ کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا
کچھ نے کہا کہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرہ تیرا
ہم بھی وہاں موجود تھے ہم سے بھی یہ پوچھا گیا
ہم چپ رہے ہم ہنس دیئے منظور تھا پردہ تیرا

(تالیاں)

جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کو این ایف سی سے-----

جناب سپیکر: آج مفتی صاحب جلالی موڈ میں ہیں تو سن لیں، اچھی طرح ان کی۔ جی مفتی صاحب۔

سید محمد صابر شاہ: جناب، ان کے یہ اشعار آپ کی طرف، اور کس طرف ہیں؟ کیونکہ اس سے شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ مولانا کا اشارہ کس طرف ہے اس کی وضاحت کریں؟

(قہقہے)

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر!-----

جناب سپیکر: ماحول تھوڑا اوہ ہوا تھا، حبس ہوا تھا، مفتی صاحب اس کو تھوڑا معطر کر رہے ہیں۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): دا مفتی صاحب چہ دومرہ مینہ کوی لکہ چہ د قیامت نخبے وی۔

سید محمد صابر شاہ: یہ محترمہ کی سپیچ سے متاثر ہوئے ہیں، وہ تو موجود نہیں ہیں، ان کی موجودگی میں ان سے عرض کریں-----

(تالیاں/قہقہے)

مفتی کفایت اللہ: میں نے تو جس کو کہا ہے اس کو پتہ ہے۔ (قہقہہ) جناب سپیکر، میرا یہ گلہ اس وقت بھی تھا اور آج بھی تھا کہ میں این ایف سی ایوارڈ کی تقسیم سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ میرا یہ خیال تھا جب ہم بجٹ بناتے ہیں تو ہماری بنیاد یہ ہوتی ہے اور این ایف سی ایوارڈ میں سب سے زیادہ نقصان ہمیں ہوا ہے اور ہم نے اس فلور پر بار بار اپنے ٹیکنیکل لوگوں کو بتایا ہے کہ ہمیں سمجھایا جائے کہ بلوچستان کو فائدہ

ہوا، پنجاب اور سندھ کو فائدہ ہوااور مرکز کو فائدہ ہوا تو پھر کونسا فریق ہے جس کو نقصان ہو گیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں، وہی بد بخت صوبہ ہے اور اس پوزیشن میں ہے کہ جب اے این پی کی حکومت ہے اور ہم این ایف سی ایوارڈ کا کیس ہار جاتے ہیں تو ہم کس سے گلہ کریں گے؟ جناب سپیکر، بجلی کے خالص منافع کی طرف میرے بھائی سکندر شیر پاؤ صاحب نے اشارہ کیا ہے، اس وقت بھی ہمارا یہ خیال تھا اور آج بھی یہ خیال ہے، جب ایم ایم اے گورنمنٹ نے 110 ارب روپے پر ثالثی کمیشن کو قبول کیا تو اس وقت تو یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ غلط ہو گیا اور چونکہ آپ مذہبی لوگ ہیں تو آپ کو صوبائی حقوق کا پتہ ہی نہیں۔ جب صوبائی حقوق کے علمبردار تشریف لائے، پھر ہمارا یہ خیال تھا کہ اب تو یہ 593 ارب روپے لے آئیں گے، یہ 110 پر گزارہ نہیں کریں گے لیکن جناب سپیکر، میرا خیال یہ ہے کہ ایم ایم اے گورنمنٹ کا وہ فیصلہ ٹھیک تھا اس لئے ان کو قبول کرنا پڑا۔ اس وقت بھی ہمارا خیال تھا کہ اس پر عمل کرو، ہمیں یہ بتایا گیا کہ پچھلے سال ان کو پچیس ارب روپے ملیں گے اور میرے وزیر خزانہ بتا رہے ہیں کہ وہ بقایا جات ہیں اور آج جب وزیر خزانہ اعداد و شمار کو جمع کر رہا ہے تو وہ مستقبل کیلئے چھ ارب تجویز کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ مایوسی ہے۔ ہمارے لئے ایک مشکل مسئلہ یہ تھا کہ مرکز میں جنرل پرویز مشرف کی حکومت تھی اور صوبے کے اندر ہماری حکومت تھی اور ہم اس کے Opposite تھے، اپوزیشن کر رہے تھے تو ہماری بہت ساری باتوں پر وہ توجہ نہیں کرتے تھے لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ جو آپ کا بجٹ ہے، یہ Second last budget ہے، اس کے بعد ہمیں Last budget پیش کرنا ہوگا اور اگر آج گورنمنٹ کا وزیر خزانہ یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں وہ پیسے نہیں ملے، بجلی کے خالص منافع کے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایم ایم اے گورنمنٹ کا فیصلہ ٹھیک تھا اور ہمیں اس حقیقت کو ماننا چاہیئے۔ جناب سپیکر، میں ایک اور شکایت بھی کرتا ہوں، آج کل اے این پی کی حکومت ہے اور ان کا نعرہ ہے "خپلہ خاورہ خپل اختیار"، ہم اس نعرے سے بہت زیادہ تعاون بھی کرتے ہیں، اس کو Accept بھی کرتے ہیں لیکن ایک بات مجھے سمجھائی جائے کہ دہشت گردی کہاں ہو رہی ہے؟ پاکستان کو کہا جا رہا ہے کہ یہ فرنٹ لائن سٹیٹ ہے، تو پھر فرنٹ لائن پراونس کونسا ہے؟ تو فرنٹ لائن پراونس تو میں ہوں، میرا صوبہ ہے، بلوچستان، پنجاب اور سندھ نہیں ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ دہشت گردی پر جتنے پیسے آنے چاہیئے تھے، وہ پشاور کو آنے چاہیئے تھے، وہ اسلام آباد کو نہیں جانا چاہیئے تھے۔ آج اگر لاش میری گر رہی ہے، آج خون میرا بہہ رہا ہے اور اس خون کا جو عوض ہے، وہ اسلام آباد جا رہا ہے اور وہاں سے مجھے خیرات مل رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنا کیس جیتا نہیں ہوں، میں اپنا کیس ہار گیا ہوں۔ جناب

سپیکر، میں اس وقت یہ بات ان کو اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں کوئی نمبر سکور کر رہا ہوں، میں اپنے بد بخت صوبے کی بات کر رہا ہوں، غریب صوبے کی بات کر رہا ہوں کہ ہمارے وسائل خدا کیلئے ہمیں دیدیئے جائیں، ہمارے وسائل پر غلط قبضہ نہ کیا جائے، وہ قبضہ کرنے والا جو بھی ہے، جتنا بھی محترم ہے لیکن میرے صوبے کے حقوق ان سے زیادہ محترم ہیں، لہذا میں اس کے احترام کو غور میں نہیں لاؤں گا اور میں اپنے صوبے کی بات کروں گا۔ جناب سپیکر، 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کا ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ زلزلہ سے متاثرہ صوبہ خیبر پختونخوا کے علاقے سے چالیس ارب روپے کاٹ دیئے گئے اور آج ہمارا ہزارہ ڈویژن سکیموں کا قبرستان بن گیا ہے۔ ایک سوال آپ کی وساطت سے ہم نے پوچھا تھا حکومت سے اور محترم بابک صاحب نے یہ جواب دیا تھا کہ میرے حلقے میں 94 سکول ایسے ہیں کہ ان کو نہ شروع کیا جا سکا اور نہ بنایا جا سکا ہے۔ آج وہ 94 سکول کے بچوں کو کس طرح ہم چھت دے سکیں گے؟ ہمارے اے ڈی پی کے اندر ہمیں یا ایک سکول ملتا ہے یا دو سکول ملتے ہیں، 94 سکولوں کو مکمل کرنے کیلئے ایوب علیہ السلام کا صبر چاہیئے اور نوح علیہ السلام کی عمر چاہیئے اور میں اس پر بھی افسوس کرتا ہوں کہ ہماری ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ہمارے ضلع مانسہرہ کے سکولوں کو جمع کر دیا جائے تو ہمارا سارا اے ڈی پی اس کے اندر لگ جاتا ہے۔ چالیس ارب روپیہ جب یہاں سے کاٹ دیا گیا اور وہ جنوبی پنجاب اور سندھ چلا گیا تو کیا اس وقت میرے اے این پی کے بھائیوں کی حکومت تھی یا حکومت کسی اور کی تھی، کیوں خیال نہیں کیا گیا؟ یہ آپ کو حکومت اس لئے ملی ہے کہ آپ ہمارے حقوق کا خیال کریں اور بالکل ناراض نہ ہوں میرے ساتھی، ایکسپریس وے کی بات آئی ہے لیکن یہ ایکسپریس وے جنرل مشرف کے زمانے میں بھی ہمیں دیا گیا تھا اور اس کے بعد On going کر کے معمولی معمولی رقم رکھی گئی اور پچھلے سال جناب سپیکر، آپ نے مہربانی کی اور ارباب صاحب تشریف لائے اور میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ کے ایکسپریس وے کی رقم کی کٹوتی ہو گئی؟ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میں خود تجویز کرتا ہوں، وہ خود تجویز کرتے ہیں لیکن جو صدر صاحب کہیں گے، وزیر اعظم صاحب کہیں گے کہ یہ این ایچ اے کے پیسے آپ جنوبی پنجاب لے جائیں یا سندھ لے جائیں تو کیا ہمارے ارباب صاحب اتنی ہمت کر سکیں گے کہ وہ ایکسپریس وے کے پیسے منتقل نہیں ہونے دیں گے؟ جب ایکسپریس وے کا پیسہ منتقل ہو رہا تھا اور جب ہزارہ کے زلزلہ سے متاثرہ علاقے کا پیسہ منتقل ہو رہا تھا اور دہشت گردی کے نام پر آج بھی اسلام آباد والے مزے کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں Re-visit کرنا چاہیئے اس نعرے کو "خپلہ خاورہ خپل اختیار" کے معنی کیا ہیں؟ میں تو یہ

سمجھتا ہوں کہ یہاں میں کسی اور کا اختیار نہیں مانتا اس کے یہ معنی ہیں، پھر کیا بات ہے، کیا مجبوریاں آ گئی ہیں؟ آج کولیشن گورنمنٹ ہے، اے این پی یہاں بھی حکمران ہے، سندھ کے اندر بھی حکمران ہے، مرکز کے اندر بھی حکومت کا حصہ ہے، یہ کیوں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کرتی، وجہ کیا ہے؟ مجھے امید ہے جب میرا منسٹر مجھے جواب دے گا تو میری یہ فریاد، یہ میرا رونا، یہ بھی اس کے اندر شامل ہو گا۔ جناب سپیکر، ٹیکسز کے بارے میں پچھلی تین دفعہ ہمیں کہا گیا ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس دفعہ ساری کسر نکال دی انہوں نے، ٹیکس لگاتے ہوئے ان کو خیال بھی نہیں آیا، کیسا کیسا ٹیکس لگایا ہے، پرائیویٹ میڈیکل کالجز پر ٹیکس ہے، انجینئرنگ کالجز پر ٹیکس ہے، میں تو حیران ہوں، پہلے تعلیم کو بیچا جاتا ہے اور پھر وہ پرائیویٹ ادارے تعلیم کو بیچتے ہیں، غریب آدمی کی پہنچ میں تعلیم حاصل کرنا نہیں ہے اور آج حکومت بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب آپ کسی پرائیویٹ تعلیمی ادارے پر ٹیکس لگائیں گے، وہ اپنی انکم کو کم نہیں کرے گا، وہ فیس بڑھائے گا، جب وہ فیس بڑھائے گا تو اس سے لامحالہ لوگوں پر اثر ہو گا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس پر سوچا جائے۔ بڑے ٹھیکیدار پر انہوں نے ٹیکس لگایا ہے، بڑے ٹھیکیدار کا قبلہ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے، ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بڑا ٹھیکیدار بیوروکریسی کو بھی دیتا ہے اور وہ کھاتا بھی ہے، بہت کم چیزوں کو گراؤنڈ پر لگاتا ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ ان کو اس پر ٹیکس نہیں لگانا چاہیئے تھا، اس کی اصلاح کرنا چاہیئے تھی تاکہ یہ کمیشن اور یہ کرپشن ختم ہو جائے، ایسا نہیں کیا گیا۔ میں کیا کر سکوں، جناب سپیکر، مجھے سمجھایا جائے، میں آپ کا برخوردار اور چھوٹا ہوں کہ واٹر ریٹ میں اضافہ کیا گیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ صاف پینے کا جو پانی ہے، اس پر ٹیکس لگایا گیا تھا اور بزرگوں نے اس میں اضافہ کر دیا ہے، شکر ہے ہوا پہ ٹیکس نہیں لگا۔ دو ہی چیزیں وافر ملتی ہیں جو ہماری ضرورت ہے، ایک ہوا اور ایک پانی، پانی کا تو اضافہ کر دیا ہے اور اب ہوا پر ٹیکس نہیں لگا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی میں سمجھتا ہوں کہ ہوا ان کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ اگر ہوا ان کے کنٹرول میں ہوتی اس پہ بھی ٹیکس لگاتے۔ مجھے معاف کیجئے آج کا یہ بجٹ بہت زیادہ مایوس کن ہے۔ جناب سپیکر، میرے نوجوان اس بجٹ کا انتظار کر رہے ہیں کہ میری بے روزگاری کا کیا ہو گا اور میرے نوجوان کی بے روزگاری کی کوئی بات یہاں نہیں ہے۔ یہاں جب بجٹ بن رہا تھا، میرے بہت زیادہ اچھے مہربان وزیر خزانہ کی توجہ نہیں تھی یا اس کے علاقے میں تمام کے تمام لوگ باروزگار ہیں یا بے روزگاری کے لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ بہت زیادہ مایوس کن ہے، نوجوانوں کیلئے اس کے اندر کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر ہم تبریک پیش کریں۔

زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں کہ وہاں تو انکم ٹیکس لگنا چاہیئے تھا لیکن وہاں انکم ٹیکس چھوڑ دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد          جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جہاں ٹیکس لگنا چاہیئے تھا وہاں چھوٹ دے دی گئی، جہاں ٹیکس نہیں لگنا چاہیئے تھا وہاں انہوں نے لگا دیا۔ جناب سپیکر، ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سیکٹر میں دو باتیں بہت اچھی ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ ایم ایم اے گورنمنٹ نے مفت کتابوں کی تقسیم کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا، انہوں نے بحال بھی رکھا اور انٹر میڈیٹ میں لے گئے ہیں اور طالبات کو وظیفہ دے رہے ہیں، اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ایک اور بات بہت اچھی ہے کہ وہ مکتب سکول یا مسجد سکول جس کا کوئی انفراسٹرکچر نہیں تھا اور لوگ پریشان ہوا کرتے تھے، جب ٹیچر جایا کرتے تھے، Enrollment دکھانا پڑتی، وہ جعلی Enrollment دکھاتے۔ انہوں نے ان کو ریگولرائز کر دیا اور پرائمری سکول کے اندر ڈال دیا، یہ بہت اچھی بات ہے۔ (تالیاں) ہائر ایجوکیشن سیکٹر میں جناب سپیکر، عجیب بات ہے، ایک ہزار ملین رکھا ہے سوات یونیورسٹی کیلئے جو پہلے وعدے کے مطابق اسلامی یونیورسٹی، پتہ نہیں اب اس کا خدو خال کیا ہوگا؟ سارا اختیار بشیر خان کے پاس ہے، جب بشیر خان کے پاس اختیار ہوگا تو سوات یونیورسٹی کیسی ہوگی؟ اس کا آپ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں اور عبدالولی خان یونیورسٹی کیلئے آٹھ سو ملین روپیہ رکھا گیا ہے، میں ایک ہی گزارش کرتا ہوں کہ یہ باقی یونیورسٹیاں بھی آپ ہی کی ہیں، انکا وزیر اعلیٰ کوئی اور نہیں ہے، ان کی حکومت کوئی اور نہیں ہے، وہ کسی اور ہائر ایجوکیشن سے منسلک نہیں ہیں اور ابھی آپ نے تو اس کو لے لیا ہے اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد، لہذا جہاں گرانٹ ملتی ہے تو مردان کو ملتی ہے، عاقل شاہ صاحب سپورٹس والا کمپلکس تعمیر کرتے ہیں تو وہ مردان میں تعمیر کرتے ہیں اور وہاں پر گرانٹ بھی جاتی ہے مردان میں تو میں سمجھتا ہوں یا اللہ! میں مردان میں تو نہیں رہ سکتا لیکن میں یہ دعا ضرور کر سکتا ہوں کہ ہر ایک ضلع کو ایک ایک وزیر اعلیٰ دیدے تاکہ ہمارے مسائل حل ہو جائیں۔ جناب سپیکر، ہیلتھ سیکٹر میں غریب مریضوں کے کینسر کے علاج کیلئے ایک سو بانوے ملین روپے، یہ ٹھیک ہے اور ہیلتھ سروسز میں سوشل ہیلتھ کیلئے جو ایک ہزار چھ سو تینتالیس ملین روپے رکھے ہیں، یہ بالکل ٹھیک ہے البتہ ہمارے وزیر صاحب اس وقت سو رہے تھے، سیریل نمبر 216 کا دو بار ذکر ہوا ہے، میں محترمہ بے نظیر بھٹو ہسپتال پشاور کی بات کر رہا ہوں، یہ بہت بڑا نام ہے، محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام سے یہ ہسپتال بن رہا ہے، یہ بہت بڑا نام ہے اور میں قطعاً

نہیں مانتاکہ محترمہ بے نظیر بھٹو یا باچا خان کسی ایک پارٹی سے جڑے ہوئے ہیں، جب کوئی آدمی قومی ہیرو بن جاتاہے تو وہ سب لوگوں کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ باچا خان میرا بھی ہے جس طرح اے این پی والوں کا ہے، بے نظیر بھٹو سے ہماری بھی وہی عقیدت ہے جو پیپلز پارٹی والوں کی ہے اور ہمیں احترام کرنا چاہیئے لیکن میں اس پر حیران ہوں کہ اس کی ایلوکیشن پانچ ملین ہے اور آپ کو یہ معلوم ہوکر حیرانگی ہو گی کہ وہ ایلوکیشن کیپٹل نے دی ہے، صوبے نے ایک ملین بھی ایلوکیشن نہیں دی۔ تو کیا میں یہ سمجھ جاؤں کہ ہماری صوبائی حکومت محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام سے جو ہسپتال بنا رہی ہے، اس ہسپتال کے اندر وہ سیریس نہیں ہے؟ جناب سپیکر، ان کو سیریس ہونا ہو گا۔ اسی طرح سوشل ویلفئیر سیکٹر کے اندر ایک اچھا کام کیاہے کہ تنظیم اللسائل والمحروم کیلئے انہوں نے گرانٹ دی ہے یعنی ماشاء اللہ چھ سو ملین روپے رکھے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں اور لطیفہ میں آپ کو حج، اوقاف، مذہبی امور اور اقلیتی امور کے بارے میں سناتا ہوں، وہ عجیب بات ہے۔ ہمارے نمروز خان نے اقلیت کو پیسے دیئے ہیں تر سٹھ ملین، سیریل نمبر 275، 276، 277، 278، 279 پر غیر مسلم اقلیت کے بھائیوں کو پیسے دیئے ہیں تر سٹھ ملین، آگے مذہبی امور آتا ہے تو مسلمانوں کو کتنے پیسے دیئے ہیں؟ تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ سیریل نمبر 83-282، اٹھائیس ملین (اوہ، اوہ) میں حیران ہوں کہ یہ کیا تقسیم ہے، یہ کس طرح کی تقسیم ہے؟ جناب سپیکر، جناب سپیکر، روڈ سیکٹر کے اندر بہت زیادہ رقم ہے، چار ہزار آٹھ سو چوبیس ملین لیکن یہ حیران ہو کر میں بہت زیادہ خوش ہو گیا کہ چار ہزار آٹھ سو چوبیس ملین میں دو ہزار چھ سو چوالیس ملین صرف مردان، چارسدہ، نوشہرہ کیلئے ہیں، میں بہت زیادہ خوش ہوں اور میری خوشی کی انتہا ہو گئی ہے جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پلاننگ ڈیویلپمنٹ بھی ان کا ہے، چیف منسٹر بھی ان کا ہے تو اتنا بھی نہیں کریں گے، کیا کریں گے؟

مفتی کفایت اللہ: بالکل ٹھیک ہے جی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: ہاں یہ اچھا ہے کہ میرے بشیر بلور صاحب یہ سن رہے ہیں۔

مفتی کفایت اللہ: جی۔ جناب سپیکر، یہ واٹر سیکٹر کے اندر محترم وزیر تو موجود نہیں ہیں، انہوں نے سمال ڈیم کیلئے سیریل نمبر 519 کے تحت رقم رکھی ہے ایک ہزار ملین، یہ کم ہے جی اور آپ کو یاد ہو گا، میں نے مشورہ دیا تھا کہ آپ ایریگیشن انفراسٹرکچر بنائیں۔ ایریگیشن انفراسٹرکچر کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے زیر

استعمال پانی کا حساب لگائیں، اس کیلئے بارانی ڈیم بنائیں اور جو پانی آپ سے زیادہ ہو تو وہ آپ پنجاب کو دیں۔ جناب سپیکر، میں حیران ہوتا ہوں کہ جب غازی برو تھا نہر نکل رہی تھی، اسوقت جب وہ سارا پانی سردیوں کے موسم میں چلا جاتا ہے تو اتنا پانی باقی نہیں رہتا، چوبیس ہزار کیوسک جو ضروری ہوتا ہے مچھلیوں کو زندہ رہنے کیلئے اتنا پانی بھی وہاں نہیں رہتا، میں حیران ہوں کہ اس وقت کیوں ایسا نہیں کیا گیا؟ مجھے امید ہے کہ جب میرا منسٹر جواب دے گا، وہ اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھے گا۔ جناب سپیکر، ایگریکلچر سیکٹر میں کوئی بڑا منصوبہ نہیں ہے اور فارسٹری کے اندر بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ میں واجد خان کی تعریف کر لوں، انوائرنمنٹ کی کوئی قابل ذکر بات نہیں ہے۔ سپورٹس اور کلچر کے اندر ایک عبدالولی خان سپورٹس کمپلکس ہے جس کیلئے دو سو پچاس ملین روپے رکھے گئے ہیں اور بہت بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر، رحیم داد خان کے پاس انرجی اینڈ پاور ہے اور انہوں نے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ Construction of Shermai HPP کیلئے دو ہزار ایک سو ساٹھ ملین اور Construction of Jabori HPP کیلئے ایک سو بانوے ملین، Construction of Meritang HPP کیلئے سوات میں تین ہزار اکیاون ملین اور سولشان گنگولی کیلئے دو ہزار دو سو پچاس لیکن جناب سپیکر، ایک عجیب بات یہ ہے ہمارے ملک میں کل بجلی جو موجود ہے چوبیس گھنٹوں کیلئے، پورے ملک میں، وہ پندرہ ہزار میگا واٹ ہے اور آج وہ کہتے ہیں، متعلقہ لوگ واپڈا والے کہ چار ہزار کا Shortfall ہے۔ اگر ہم چار ہزار کا Shortfall مان لیں تو پھر اس کے معنی یہ ہیں کہ Average کے حساب سے چھ گھنٹے بجلی کو جانا چاہیئے تھا لیکن یہاں بجلی اٹھارہ گھنٹے جاتی ہے، چھ گھنٹے ہوتی ہے اور میں یہ معلوم کر کے بہت حیران ہو گیا کہ بلوچستان کے اندر پورے صوبے میں دو گھنٹے کیلئے بجلی جاتی ہے اور کراچی میں بہت کم بجلی جاتی ہے۔ اب میں حیران ہوں، ان لوگوں کا ٹائم سے کوئی تعلق نہیں، ان لوگوں کا بجلی سے کوئی تعلق نہیں، ہمارا صوبہ بجلی پیدا کرنے والا صوبہ ہے، میں بشیر خان سے کہتا ہوں آپ نے سو مفت یونٹ دینا تھے، نہ دو۔ آپ نے مدرسوں کو مفت بجلی دینا تھی، نہ دو۔ آپ نے مسجد کو مفت بجلی دینا تھی، نہ دو۔ خدا کیلئے اس صوبے کی بجلی کی ضرورت کو پورا کرو اور جب میں نے ایک بار یہ کہا کہ آپ ہمیں اجازت دے دیں ہم پہلے اپنی بجلی لیں گے، بعد میں دیں گے تو بشیر خان نے کہا یہ بغاوت ہے، ہم بغاوت نہیں کرتے۔ آپ ایک موقع پر تربیلہ ڈیم کو اڑا رہے تھے اور آج ایک موقع پر ڈیم بند کرنے کی بات کر رہے تھے، میں تو حیران ہوں کہ آپ اس وقت کیوں خاموش ہیں؟ آج اگر آپ بجلی دے دیں، میں آپ کو لکھ کے دے دوں گا، آپ دوبارہ حکومت کریں گے اور اگر آج بجلی نہیں دینی ہے

لالٹین والو، بجلی نہیں دو گے تو دوبارہ عوام کے پاس جانا بہت مشکل ہو جائے گا اور میں انرجی اینڈ پاور والوں کو کہوں گا کہ یہ آپ ایسا کر سکتے ہیں، براہ مہربانی اس کو ذرا بہت توجہ دی جائے۔ جناب سپیکر، ایک محکمہ ایسا ہے کہ اس کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں، محکمے کا وجود نہیں ہے۔ میں کہتا رہتا ہوں کہ ہمیں دو سینیئر منسٹرز اس لئے ملے ہیں، یہ پچاس پچاس فیصد ہیں، یہ دونوں ملکر ایک وزیر اعلیٰ بن جاتے ہیں اور کسی صوبے میں دو سینیئر منسٹرز نہیں ہوں گے۔ جب یہ دونوں موجود ہوں گے It means کہ Full fledge حکومت موجود ہے۔ یہ دونوں حضرات مجھے جواب دیں کہ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ کونسا محکمہ ہے اور یہ کس وزیر کے پاس ہے؟ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ کونسا محکمہ ہے؟ یوں لگتا ہے کہ اعداد و شمار کے ہیر پھیر کیلئے ایک نیا محکمہ دریافت کیا گیا اور وہاں پیسے رکھے گئے تاکہ کوئی کٹ موشن نہ آئے، لوگوں کو نظر نہ آئے اور یوں لوگ اسی طرح گزر جائیں۔ اگر یہ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ کا محکمہ بتادیں تو میں سمجھوں گا کہ مجھے سزا ملنی چاہیئے اور سزا بھی وہی ملے جو بشیر خان تجویز کریں اور اگر ایسا محکمہ نہیں ہے اور اس کیلئے پیسے کتنے رکھے ہیں؟ اکتیس کروڑ تیس لاکھ روپے، محکمے کا وجود ہی نہیں ہے اور چھیانوے کروڑ الگ الگ رکھے ہیں اس کیلئے، چھیانوے کروڑ اس کی Cost ہے، منصوبوں کی اور اس کی ایلوکیشن ہے اکتیس کروڑ تیس لاکھ اور سیریل نمبر ہے 889، یعنی اتنی بڑی وضاحت کے بعد جب میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو مان لینا چاہیئے۔ جناب سپیکر، آپ بہت خوش ہوتے ہیں کہ آپ To the point بات کریں، اس لئے میں دائیں بائیں بات نہیں کر رہا اور ختم کرنا چاہتا ہوں۔ پاپولیشن ویلفئیر کے وزیر سلیم خان ہیں اور ان کو صرف ایک سو پینسٹھ ملین روپے دیئے گئے ہیں حالانکہ یہ بہت زیادہ کم ہیں اور ایک ہی منصوبہ ہے جی۔ آپ کا پی دیکھیں تو ایک ہی منصوبہ ہے، منصوبہ نمبر 1 اور اس کے بعد کوئی منصوبہ نہیں، On going بھی نہیں ہے، نیو پروگرام بھی نہیں ہے، ایک ہی منصوبہ ہے۔ مجھے تو امید ہے کہ وہ پیسے لیکر اپنے محکمے کو تکڑہ کرنے میں ان کو ذرا اپنی کارکردگی دکھانا چاہیئے تھی اور ایسا نہیں ہے۔ جناب سپیکر، ایک بات بہت زیادہ وضاحت سے کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دہشتگردی کی جب بات کرتے ہیں تو یہ ہمارا ایک مشترکہ مفاد ہے، دہشتگردی کے بارے میں جو ہم بات کرتے ہیں تو وہاں اشارے نہ کئے جائیں، لوگ اشارے کرتے ہیں نام نہیں لیتے، جرات ہو تو پھر نام لے لو۔ دہشتگردی کے معنی یہ ہیں کہ معصوم لوگوں کو جان سے مار دینا، معصوم لوگوں کو جان سے مار دینے کی نہ کبھی حمایت کی ہے، نہ قیامت تک کریں گے اور ہم مذمت کرتے ہیں مگر جناب سپیکر، اگر آپ اجازت دیں تو میں فتویٰ کی زبان میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں بندوق اٹھانا

جائز ہی نہیں ہے سرے سے۔ جناب سپیکر، مجھے اس کا اندازہ ہے کہ جب ہم یہ بات کرتے ہیں (تالیاں) جناب سپیکر، ہمیں اس کا اندازہ ہوتا ہے، جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ جائز نہیں ہے، ہمیں اس کا کتنا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اور آپ کو اندازہ نہیں ہے، ہم یہ ان لوگوں کے خلاف بات کرتے ہیں جو میری صف کے لوگ ہیں، جو میری شکل کے لوگ ہیں، ان کی پگڑی میری طرح ہے، ان کی داڑھی میری طرح ہے اور جب اپنی صف کے لوگوں کے سامنے میں کہتا ہوں کہ آپ کا طرز عمل غلط ہے تو مجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ میرے علماء کا سرتاج شیخ حسن جان رحمت اللہ علیہ شہید ہوگئے ہیں، مولانا نور محمد شہید ہوگئے ہیں، مولانا معراج الدین قریشی، یہ تینوں سابق ایم این ایز تھے، وہ شہید ہوگئے ہیں اور مولانا فضل الرحمان صاحب پر دو دفعہ خودکش حملے ہوگئے ہیں، اب خودکش حملے ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے بچا دیا تو ہماری قربانی کو نہیں گنا جاتا تو کیا یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ خودکش حملے کے اندر ہم کسی رہنما کی شہادت دے دیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔ جناب سپیکر، بہت زیادہ احتیاط سے عرض کرتا ہوں، آپ بھی دہشت گردی کے مخالف ہیں، ہم بھی مخالف ہیں، آپ تو صرف بات کرتے ہیں، ہم تو اس کیلئے دلیل بھی دیتے ہیں، قرآن اور حدیث سے الفاظ لاکر کہتے ہیں تو پھر آپ ہماری نیت پر شک نہ کریں نا، خدا کیلئے آپ اس طرح تو نہ کریں۔ بات کہاں سے اٹھائی جاتی ہے، وہ افغانستان میں جہاد ہوا تھا، پھر ایسا ہوگیا، پھر ایسا ہوگیا، میں تو نہیں کہتا کہ اے این پی پہلے روس کے ساتھ تھی، اے این پی باچا خان کی جماعت نہیں، باچا خان کی جماعت ہماری ہے، جمعیت علمائے اسلام باچا خان کی جماعت ہے، ہم باچا خان کو شیخ الہند کا شاگرد سمجھتے ہیں، ہم باچا خان کو اے این پی سے جوڑنا اس کے قد کو کم کرنا سمجھتے ہیں لیکن یہ وقت سیاسی سکورنگ کا نہیں ہوگا، جمعیت علمائے اسلام کی اس مشکل صورتحال کو سمجھا جائے کہ ہم ایسے موقع پر جب لوگ بندوق اٹھا کر اسلام کی بات کرتے ہیں، ہم پارلیمانی جدوجہد کی بات کرتے ہیں، ہم سیاسی بات کرتے ہیں، ہم اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر بات کرتے ہیں لیکن یہ ضرور سمجھتے ہیں کہ پاکستان اسلام کیلئے بنا تھا، پاکستان اسلام کیلئے بنا ہے اور پاکستان انشاء اللہ اسلامی رہے گا۔ ہمیں آج بھی یہ کہا گیا کہ مولانا فضل الرحمان کی پالیسی اور زرداری صاحب کی پالیسی میں فرق نہیں ہے، یہ ان کی بھول ہے، جب یہ کہہ رہے تھے، انہوں نے صبح ناشتہ نہیں کیا تھا، فجر کی چائے نہیں پی تھی، مولانا فضل الرحمان صاحب جب کور کمانڈرز کے درمیان میں بیٹھے ہوتے تو وہ یہ کہتے کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے، ہر سیاسی پارٹی کا رکن یہ کہتا ہے کہ جنگ مسئلے کا نہیں ہے، ہم اس وقت بھی کہتے تھے کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے، جنگ سے تو مسائل الجھ جاتے ہیں، مسائل حل نہیں ہوتے،

آج بھی کہتے ہیں کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے اور جب میرے اتنے بچے مارے گئے، میرے وزیراعظم نے کہا ہے کہ پینتالیس ہزار لوگ مارے گئے ہیں، پینتالیس ہزار مارنے سے پہلے جب ایک ہزار لوگ مارے گئے تو کیا ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کو Re-visit نہیں کرنا چاہیئے تھا؟ ہمیں کرنا چاہیئے تھا۔ مفادات کو چھوڑنا ہوگا، امریکہ سے ڈر چھوڑنا ہوگا اور یہ کہ میرا مستقبل کیا ہوگا؟ اس کو بھی چھوڑنا ہوگا، پاکستان ہماری پہلی ترجیح ہے، پاکستان ہماری دوسری ترجیح ہے اور پاکستان ہماری تیسری ترجیح ہے۔ جناب سپیکر، میں ختم کرنا چاہتا ہوں، آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے کافی وقت دیا اور آخر میں میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں کہ شعر کے بغیر میرا دل ٹھنڈا نہیں ہوگا اور وہ شعر یہ ہے، سمجھنے والے سمجھ جائیں گے:

ٹھوکر کھا کر جب بھی گرا غیروں کو آواز نہ دی

ٹھوکر کھا کر جب بھی گرا غیروں کو آواز نہ دی

وہ آنکھوں کی معذوری تھی، یہ غیرت کی مجبوری تھی

یہ منصب ہمیں مل سکتے تھے لیکن شرط حضوری تھی

یہ شرط ہمیں منظور نہ تھی بس اتنی سی مجبوری تھی

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔ بشیر بلور صاحب، جناب بشیر بلور صاحب۔

<u>جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}:</u> جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں مفتی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ مفتی صاحب نے جتنی مدلل تقریر کی ہے اور ساتھ میرے خیال میں اپنی تقریر میں، کوئی گن لیں تو پانچ چھ دفعہ میرا نام لیا۔ ان سے پہلے ہمارے درانی صاحب نے بھی تقریر کی تھی تو انہوں نے بھی کہا تھا کہ بشیر بلور نے اس وقت ہائیڈل جنریشن کے خلاف بات کی تھی اور آج یہ اس گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں تو اس کی حمایت کرتے ہیں، ہمارے سکندر خان نے بھی کہا تھا تو میں اس پہ یہ عرض کروں سپیکر صاحب، کہ یہ جو ہائیڈل پاور ہے، یہ خدا کے فضل سے ہماری پارٹی اور ہمارے ولی خان صاحب کی وجہ سے، یہاں جو آئین سن 73ء کا آپ کو نظر آرہا ہے اور یہ جو آپ کو آئین دکھائی دے رہا ہے کہ یہ متفقہ آئین ہے، یہ اس وقت جس وقت بھٹو صاحب نے آئین کو شروع کیا تھا تو اس وقت ولی خان صاحب نے انکار کر دیا تھا کہ میں اس آئین پر سائن نہیں کرتا، 73ء کے آئین پہ جب تک میری بجلی کے منافع کے پیسے اس آئین میں درج نہ کئے جائیں اور اگر ولی خان صاحب سائن نہ کرتے جو ریکارڈ پر ہے کہ

پاکستان کا آئین بھی نہ بنتا کیونکہ اس وقت بلوچستان میں پانچ ایم این ایز تھے جن میں چار ہماری اے این پی کے تھے اور ایک مولانا مفتی محمود صاحب کا تھا، جمعیت کا تھا، تو مفتی صاحب ہمارے ساتھ تھے، مفتی صاحب بھی اس وقت دستخط نہ کرتے تو آج پاکستان کا متفقہ آئین نہ ہوتا اور یہ خدا کے فضل سے ہماری وجہ سے آج آئین میں درج ہوا ہے کہ بجلی کے پیسے جو ہیں، ہمارے صوبے کو ملیں گے اور یہ گیس کے پیسے جو ہیں، جہاں گیس اور بجلی نکلے گی، ان کو اس کا منافع ملے گا۔ یہ اے این پی اور ولی خان کی وجہ سے آئین میں آیا اور یہ On record ہے اور یہی بات میں آپ کو عرض کروں، جیسے میرے بعض بھائی کہتے ہیں کہ یہ 110 ارب روپے انہوں نے مانے اور اس وقت نہیں مانتے تھے، میں اس وقت بھی On record ہوں اور میں نے کہا تھا کہ ہمارا جو پرافٹ بنتا ہے، وہ 595 billion rupees بنتا ہے اور میں یہاں پہ اپوزیشن بینچوں پہ بیٹھا تھا، میرے بھائی موجود ہیں، سکندر خان، میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ یہ ہم نہیں مانیں گے جب تک آپ اس کو اسمبلی میں نہ لائیں۔ تو اس وقت کے وزیر خزانہ نے کھڑے ہو کر یہاں پہ کہا کہ اسمبلی میں لائیں گے تو اس وقت پھر واپڈا والے، مرکزی قیادت اور اپنے آفیسرز بھی کہیں گے کہ ہم کمیٹی میں لے جائیں گے تو یہ فیصلہ نہیں ہو سکے گا اس لئے ہم اسمبلی میں نہیں لا سکتے اور ہم ڈائریکٹ فیصلہ کریں گے، تو انہوں نے فیصلہ کیا۔ اس وقت بھی ہم نے کہا کہ یہ فیصلہ غلط ہوا ہے، ہم نہیں مانتے اور جس وقت انہوں نے ان سے بات کی، فیصلہ کیا تو On record ہے کہ ایک ٹیڈی پیسہ بھی ان کی حکومت وہاں سے لیکر نہیں آئی، 110 billion rupees میں سے ایک پیسہ بھی یہ لیکر نہیں آئے اور جب ہماری حکومت آئی، جیسے کل فرمایا ہمارے لیڈر آف اپوزیشن صاحب نے کہ وہاں ایک اسٹامپ لکھا گیا، ہم نے دستخط کئے انہوں نے مانا، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ کوئی سیاسی یا کوئی پرائیویٹ جرگہ تھا کہ اسٹامپ لکھا جاتا؟ اسٹامپ کی بات نہیں تھی، اس وقت یہ ہوا تھا کہ ہماری گورنمنٹ نے جب، ایک گورنمنٹ فیصلہ کرتی ہے، پھر ان کو پیسے نہیں ملے تو یہ سپریم کورٹ چلے گئے، اس وقت یہ پیسکو والے یا واپڈا والے سول کورٹ چلے گئے اور یہ ہماری گورنمنٹ نے کروڑوں روپے دیکر، یہ سپریم کورٹ چلے گئے اور سپریم کورٹ میں یہ فیصلہ نہ ہو سکا تو جس وقت ہماری گورنمنٹ آئی تو ہم نے سارے اپوزیشن لیڈرز کو بلایا کہ ہم تو ابھی بھی On record ہے کہ ہم نہیں مانتے، یہ غلط ہے مگر آپ لوگوں نے فیصلہ کیا ہے تو کیا کیا جائے؟ تو اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اب ہم نے فیصلہ کیا ہے اور گورنمنٹ کا فیصلہ گورنمنٹ کے ساتھ تھا تو Automatically اگر آج ایک گورنمنٹ ایک وعدہ کرتی ہے تو جب دوسری گورنمنٹ آتی ہے تو مجبوراً

وہ فیصلہ اس کو ماننا پڑتا ہے تو اس وجہ سے ہم نے وہ مانا اور پھر یہ فخر سے کہتے ہیں کہ ہماری جب گورنمنٹ آئی تو پہلی دفعہ جب کیبنٹ اجلاس ہوا تو وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں ساری کیبنٹ پرائم منسٹر کے پاس گئی اور اس میں جو باتیں میں نے کیں ولی خان صاحب کے بارے میں، یہ میں نے وہاں کھڑے ہو کر پرائم منسٹر کی موجودگی میں کیں تو ہم پرائم منسٹر اور مرکزی حکومت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ایک پیسہ بھی نہیں وصول کیا تھا، اس صوبے کیلئے ہم دس ارب روپے اس وقت لے کر آئے، پچیس ارب روپے ایک سال کے بعد انہوں نے دیئے اور پچیس ارب اس سال کے بعد ہمیں دیں گے تو پچاس، ساٹھ ارب روپے خود ہم لیکر آئے ہیں، ایک ٹیڈی پیسہ بھی یہ لیکر نہیں آئے، یہ ہماری حکومت کی بات ہے۔

(تالیاں) پھر کہا گیا جی کہ ان کے پیسے وہاں کیوں رکھے ہیں، انہوں نے بینک میں کیوں رکھے ہیں؟ تو ہم نے یہ فیصلہ کیا سپیکر صاحب، کہ ہم اس سے ایک ٹیڈی پیسہ بھی، اس سے ہم نہ تو سکول بنائیں گے، نہ کالج بنائیں گے، نہ روڈ بنائیں گے، ہم یہ سارے پیسے ہائیڈل جنریشن میں خرچ کریں گے کہ ہماری ہائیڈل جنریشن سب سے کم ریٹ پہ بنتی ہے، ہماری بجلی تاکہ بجلی ہمیں زیادہ سے زیادہ میسر آئے اور کم ریٹ پہ بھی ملے اور ہمیں اور بھی اربوں روپے وہاں اس میں ملیں۔ تو یہ ہماری پارٹی پالیسی ہے، اگر ہم اس کو اٹھا کر ایم پی ایز کو خوش کرنے کیلئے دے دیتے تو وہ بھی ہم کر سکتے تھے مگر وہ پیسے ہم نے اس لئے رکھے کہ ہم ہائیڈل جنریشن میں خرچ کریں گے اور انشاء اللہ دسمبر میں میں آن فلور آف دی ہاؤس کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب مٹلتان اور ایک دوسرے پاور پراجیکٹ کا انشاء اللہ Earth breaking کریں گے اور تقریباً 592 میگاواٹ انشاء اللہ ہمارا صوبہ جو ہے، کوشش کریں گے کہ ہمارے پاس اتنے پیسے آئیں کہ ہم وہ مکمل کر سکیں اور اس پہ کام شروع کر سکیں۔ سپیکر صاحب، مفتی صاحب نے بڑے اچھے طریقے سے باتیں کیں اور کہا کہ این ایف سی ایوارڈ، پانی پر خرچہ اور پانی کا ریٹ بڑھا دیا گیا، شکر ہے کہ ہوا پہ ٹیکس نہیں لگایا گیا، سپیکر صاحب، بد قسمتی یہ ہے کہ اب پانی جو ہے وہ اب پیسوں پہ آتا ہے، پانی جو ٹیوب ویل سے آتا ہے، موٹر پہ بجلی خرچ ہوتی ہے، اس پہ ٹیوب ویل چلتا ہے تو اس لئے اس پہ خرچہ آتا ہے، اس لئے حکومت اس پہ پیسے لیتی ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم کوئی پانی پر، اپنا جو Gravy water ہے، اس پہ کوئی ٹیکس بھی نہیں ہے، یہ صرف اس جگہ پہ ٹیکس ہے کہ جہاں پہ ٹیوب ویلز ہیں یا جہاں پہ گھریلو استعمال ہوتا ہے، جو پانی قدرتی طور پر آتا ہے، اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ مفتی صاحب کے علاقے میں ہم نے کوئی ٹیکس ایسا نہیں لگایا ہے کہ جو ڈائی واٹر پانی آتا ہے اور قدرتی پانی ہو اور اس پر ہم نے ٹیکس لگایا ہو۔ سپیکر صاحب، ولی خان

یونیورسٹی کی بات پہ، باچاخان کی اور ولی خان کی پھر، کہ جی ان کو پیسے زیادہ ملے ہیں، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کیلئے ہم نے کافی علاقوں میں، وزیراعلیٰ صاحب نے میرے خیال میں بجٹ اجلاس میں، میرے بھائی نے تفصیل سے بتایا ہے کہ ہم مختلف علاقوں میں ولی خان یونیورسٹی کے کیمپس کھول رہے ہیں، صوابی میں، چارسدہ میں، کرک میں ہم پہلے سے تیار بلڈنگز میں کیمپس کھول رہے ہیں،اس کیلئے ہم زیادہ سے زیادہ ایجوکیشن کو فروغ دینے کیلئے کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں زیادہ سے زیادہ کیمپس کھولیں اس لئے وہ پیسے مختص کئے گئے ہیں۔ سپیکر صاحب، میرے بھائیوں نے بات کی تھی کہ جنگ حل نہیں ہے مسئلے کا اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری جنگ نہیں ہے، یہ کسی اور کی جنگ ہم نے اپنے ذمے لی ہوئی ہے۔ سپیکر صاحب، میں افسوس سے کہتا ہوں کہ نائن الیون کے بعد جب جنرل مشرف صاحب نے یوٹرن ایک ٹیلفون پہ لیا تو اس وقت ہم تو اس کے ساتھ تھے، ہم نے سترہویں ترمیم ان سے پاس نہیں کی،یہاں ہاؤس موجود ہے، ریکارڈ آپ کے پا موجود ہے، یہ آپ کے سارے سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہیں، جس وقت مشرف نے یہ وردی میں ووٹ لینے کی بات کی تو اس وقت میں نے اور سکندر خان بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے اس وقت ریکویسٹ کی ایم ایم اے والوں سے کہ خدا کیلئے اگر ہم واک آؤٹ کر جائیں تو یہ ق لیگ والے اپنا کورم پورا نہیں کر سکیں گے، جب یہ کورم پورا نہیں کریں گے تو ایک یونٹ اس کو ووٹ نہیں دیگا تاکہ وہ Defective President ہو، Defective President ہوگا تو وہ پریذیڈنٹ بھی نہیں رہے گا۔ تو اس وقت میں شکر گزار ہوں جماعت اسلامی کا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ واک آؤٹ کیا تھا مگر یہ ہمارے جمعیت والے، ہماری یہ جتنی اب مخالفت کر رہے ہیں، یہ لوگ موجود تھے تاکہ کورم پورا ہو، گوکہ انہوں نے ووٹ نہیں دیئے مگر ان کو کورم پورا کرنے کیلئے Facilitate کیا اور انہوں نے کورم پورا کیا تو یہاں سے بھی ان کو ووٹ مل گئے اور وردی میں پاکستان کا بادشاہ بن گیا، یہ ان کی مہربانی سے ورنہ خدا کے فضل سے اگر اس وقت یہ کورم توڑ دیتے تو وہ پریذیڈنٹ پاکستان بھی نہ بنتا وردی میں، (تالیاں) تو پھر یہ ہمیں بات کرتے ہیں سپیکر صاحب، یہ اس وقت تک ہماری جنگ نہیں تھی جب ہمارے بچے نہیں مر رہے تھے، یہ اس وقت تک ہماری جنگ نہیں تھی جب ہمارے مینا بازار میں بلاسٹس نہیں ہو رہے تھے، یہ اس وقت تک ہماری جنگ نہیں تھی جب ہمارے بچوں کو شہید نہیں کیا جا رہا تھا، یہ اس وقت تک ہماری جنگ نہیں تھی جب تک سبز چوک کو خونی چوک نہیں بنادیا گیا تھا، یہ اس وقت تک ہماری جنگ نہیں تھی جب ہمارے بچوں کو ذبح نہیں کیا گیا تھا، تو سپیکر صاحب، جب میرے سبز چوک کو خونی چوک بنادیا جائے،

جب میرے بچوں کو شہید کیا جائے اور ذبح کیا جائے، ایسے لوگ پکڑے گئے جنہوں نے کہا کہ ہم نے تیس بندوں کو ذبح کیا ہے، سپیکر صاحب، جہاں ہمارے لوگوں کے جنازوں پہ بلاسٹس کئے جائیں، جہاں ہمارے سکول تباہ کئے جائیں، جہاں ہمارے ہسپتالیں تباہ کئے جائیں، جب ہمارے مدرسوں پر بلاسٹ کئے جائیں، جب ہمارے بچوں کو شہید کیا جائے، جب ہماری پاپولیشن کو شہید کیا جائے، جب ہمارے انٹیلی جنس اداروں کو شہید کیا جائے، جب ہمارے فوجی اداروں کو شہید کیا جائے، جب ہماری پولیس کے دوستوں اور بھائیوں کو شہید کیا جائے تو وہ اس کے بعد کس کی جنگ ہے، یہ پھر ہماری جنگ نہیں؟ تو میرے بچوں کو کیوں مار رہے ہیں اگر میری جنگ نہیں ہے؟ تو سپیکر صاحب، یہ اس قسم کی باتیں کرکے لوگوں کا جو ذہن ہے، وہ غلط کرنے کی کوشش ہیں۔ سپیکر صاحب، آپ اندازہ کریں کہ جب یہ بلاسٹ ہوتا ہے اور اب یہ بلاسٹ دو دن پہلے ہوا، مجھے افسوس ہے کہ اس دن جس دن بلاسٹ ہوا، دوسرے دن اخباروں میں کسی جماعت نے بھی اس کو Condemn نہیں کیا، کسی نے بھی اسی کی مخالفت نہیں، ایک جماعت نے کہا کہ یہ ہماری جنگ نہیں، یہ جنگ غلط ہے، دوسرے نے کہا کہ جی کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوگا تو یہ وزیرستان پہ حملہ نہ کیا جائے، یہ وزیرستان کی بات نہیں ہے، یہاں بلاسٹ ہوتا ہے تو اس کی بات تو کم از کم نہیں کریں تو سپیکر صاحب، یہاں چھتیس لوگ شہید ہوئے ہیں، یہاں پر پریس والا ایک شہید ہوا ہے، ایک Seriously زخمی ہے اور باقی چونتیس لوگ ہیں اور Young لڑکے، دس لڑکے جو ہیں وہ ہنگو کے یہاں پڑھنے کیلئے بیچارے آئے تھے، وہ شہید ہوئے ہیں، میں افسوس کرتا ہوں کہ یہاں اسمبلی میں دعا بھی کسی نے ان کیلئے نہیں کی، چاہیئے کم از کم، ہماری اسمبلی میں اتنا بڑا اجلاس ہے اور میں یہ ریکویسٹ کرونگا کہ میری تقریر کے بعد مفتی صاحب ان کیلئے دعائے مغفرت بھی کریں اور یہ ابھی دیکھیں چارسدہ اور نوشہرہ میں آج سے ایک ہفتہ پہلے نوشہرہ میں بلاسٹ ہوتا ہے اور وہاں تقریباً بیس پچیس آدمی شہید ہوئے ہیں، بچے بھی شہید ہوتے ہیں، ایک میجر صاحب جس کا ٹرانسفر ہوا تھا، گاڑی میں بیٹھا اور اس کی بیگم اور تین بچے سودا خریدنے کیلئے گئے، وہ بلاسٹ ہو گئے، وہ گاڑی میں رہ گئے، گھر تباہ ہو گیا۔ یہ میری جنگ نہیں ہے تو پھر کس کی جنگ ہے؟ تو یہ باتیں کرکے یہ لوگوں کے دماغ کو گندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگ Confuse ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جنگ ہماری ہے، ہم نے لڑنی ہے اور خدا کے فضل سے ہمارا اگر ایک پختون بھی زندہ رہے گا تو انشاء اللہ ان کا ہم مقابلہ کرتے رہینگے، ان کی گولیاں ہونگی اور ہمارے سینے ہونگے اور انشاء اللہ یہ ختم نہیں ہونگے۔ (تالیاں) مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ

جنگ مسئلے کا حل نہیں ہے، ہم تو عدم تشدد والے لوگ ہیں، ہم نے کبھی تشدد کیا؟ ولی خان، باچاخان ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ تشدد جو ہے، وہ نفرت پیدا کرتا ہے اور عدم تشدد محبت پیدا کرتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہم نے تو سب سے پہلے بات کی، مذاکرات کی بات کی، یہ واجد علی خان موجود ہے، واجد علی خان اور میں ہم دونوں گئے، وہاں پر ہم گئے چکدرہ اور چکدرہ ریسٹورنٹ میں جتنے بھی انکے طالبان یا انکے بڑے تھے، فضل اللہ کے بغیر سارے، مسلم خان اور محمود خان یہ سب آئے تھے۔ ان سے ہم نے مذاکرات کئے کہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ کہا کہ ہم نظام اسلام اور شریعت چاہتے ہیں، ہم نے کہا کہ ہم دینے کیلئے تیار ہیں۔ ہم نظام عدل چاہتے ہیں، ہم نے کہا دینے کیلئے تیار ہیں۔ انہوں نے آکر، یہاں پر پشاور میں چار میٹنگز کے بعد ہمارا Agreement ہوا کہ ہم دہشتگردی نہیں کریں گے۔ ہم نے کہا جی، ہم آپ کے ساتھ لڑائی نہیں کرنا چاہتے، ہم چاہتے ہیں کہ بات چیت کریں۔ اس وقت ہم پر اعتراض کیا گیا کہ یہ طالبان کو ٹائم دے رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو Reorganize کریں اور پھر امریکہ، جتنی بھی یہ سول سوسائٹی اور جتنے بھی یہ لوگ تھے، پھر انہوں نے ہمیں کہا کہ اے این پی سیکولر جماعت ہے اور یہ شریعت کی بات کرتی ہے، آج بھی میں کہتا ہوں کہ ہم سیکولر جماعت ہیں، یہ نظام عدل کی بات کرتی ہے۔ ہم نے سب کی باتیں سنیں۔ امریکہ نے اتنا زور ڈالا کہ آپ نہ کریں، پریذیڈنٹ صاحب سے ہم نے میٹنگ کی اور ریکویسٹ کی کہ خدا کیلئے ہمیں یہ اجازت دیں کہ ہم نظام شریعت اور نظام عدل کی بات کرسکیں مگر آپ نے دیکھا کہ جب ہمارے ساتھ Agreement ہوا، نظام عدل اور نظام شریعت لانے کا تو پھر بیت اللہ محسود صاحب نے وہاں سے اعلان کر دیا کہ پانچ دن کے اندر حکومت چھوڑ دیں ورنہ آپ سب کے سر قلم کر دیئے جائینگے۔ سپیکر صاحب، اسکے بعد پھر ہمارے پاس کونسا چارہ تھا؟ پھر وہاں سے انہوں نے لوگوں کو نکالا اور بونیر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، تو یہ تو کم از کم احساس کریں کہ پاکستان کی تاریخ کیا، دنیا کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا سپیکر صاحب، کہ پچیس لاکھ لوگ آئی ڈی پیز بن کے، اپنے ملک میں آئی ڈی پیز بن کے آئیں اور پھر خدا کے فضل سے دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ہوا کہ تین اور چار مہینے کے بعد باعزت طور پر وہ اپنے ملک میں، اپنے علاقے میں واپس جائیں اور آج سوات میں، ہمارے منسٹر عاقل شاہ صاحب کل وہاں سے ہو کے آئیں ہیں، جاکر دیکھیں، آج وہاں اللہ کا شکر ہے کیسے حالات ہیں؟ آج وہ خونی چوک پھر سے سبز چوک ہے، وہاں اسی طرح پھر سے زیادہ رونقیں ہیں، اب آپ کا سارا پاکستان سوات میں جاکر سیر کیلئے اور تفریح کیلئے جارہا ہے، تو یہ کم از کم Accept تو کریں کہ اس گورنمنٹ نے اتنا بڑا کام کیا ہے کہ پچیس لاکھ لوگوں کو تین مہینے کے

اندر، دنیا کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا، ہم نے واپس انکو بھیجا، کم از کم اتنا تو یہ مانیں، تب یہ کہیں، بس خالی اعتراض برائے اعتراض نہ کریں، تنقید برائے تنقید نہ کریں، تنقید Positive طریقے سے کریں تو ہم سر آنکھوں پر لینے کیلئے تیار ہیں۔ سپیکر صاحب، بات کرتے تو کہتے کہ وزیرستان میں ایکشن لیا گیا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا۔ بابا، کس نے کہا ہے کہ وزیرستان میں ایکشن لیا حکومت نے، ہماری حکومت نے کئی دفعہ امریکنز کے پریشر ڈالنے کے باوجود خدا کے فضل سے انکار کیا ہے اور کہا کہ جب تک ہماری لیڈر شپ اور ہماری فوج بیٹھ کر فیصلہ نہیں کریں گی اس وقت تک انشاءاللہ وزیرستان میں کوئی بھی ایکشن نہیں لیا جائے گا اور اگر مناسب ہوا تو ہماری لیڈر شپ بیٹھ کر فیصلہ کرے گی فوجی لیڈر شپ کے ساتھ، ضروری ہوا تو اس وقت ایکشن لیا جائے گا ورنہ نہیں لیا جائے گا اور جب بلاسٹ ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ وزیرستان پر حملہ ہوا تو پاکستان ٹوٹ جائے گا، تو پاکستان تو پہلے لوگوں کی مہربانیوں سے، آپ کے جرنیلوں کی مہربانی سے ٹوٹا ہوا ہے، قائداعظم کا پاکستان تو آج نہیں ہے۔ ہماری بدقسمتی دیکھیں سپیکر صاحب، ہم 1947 میں آزاد ہوئے، چائنا 1949 میں آزاد ہوا، چائنا جو آج دنیا کی سپر پاور ہے اور ہم کچکول لیکر پھر رہے ہیں، لوگوں سے بھیک مانگ رہے ہیں، یہ کیوں؟ 1965 کی جنگ کس نے لڑی اور کیوں لڑی کہ ہم لال قلعے پر سبز جھنڈا لگائینگے، ہم ہندوستان کو فتح کریں گے، ہم کشمیر حاصل کرینگے اور لال قلعہ پر سبز جھنڈا لگائیں گے، 1965 کی جنگ میں آپ نے اربوں ڈالر وہاں گنوا دیئے۔ آپ نے پھر سن 71ء کی جنگ کی تو قائداعظم کا پاکستان آپ نے توڑ دیا۔ ضیاء الحق صاحب جب تشریف لائے تو افغانستان کی جنگ کو انہوں نے اسلامی جہاد کہا، وہ ڈالر آ رہے تھے، اسلامی جہاد تھا، آج وہ امریکہ موجود ہے، اسلامی جہاد اب نہیں ہے۔ تو اس وقت ہم نے کہا تھا کہ یہ روس اور امریکہ کی جنگ ہے۔ بیلنس آف پاور تباہ نہ کریں کہ روس اور امریکہ کی جنگ اپنے ذمہ نہ ڈالیں، وہ ضیاء الحق نے جو بویا، آج وہ ہم کاٹ رہے ہیں یہاں پر۔ تو سپیکر صاحب، اسکی جنگ لڑی، اربوں روپے ضائع ہوئے۔ آج جو ہمارے جنرل صاحب کو ووٹ دیا تھا جنھوں نے، جن کی سترہویں ترمیم انہوں نے پاس کی تھی، اس نے کارگل کی جنگ میں اربوں روپے تباہ کئے تو یہ جو جرنیل ہے، ہمارے ملک میں تباہی لیکر آیا اور جب گیا تو ہمارے ملک کو آدھے سے زیادہ توڑ کر گیا۔ تو ہم یہی ریکویسٹ کرتے ہیں کہ سیاسی لوگوں کو آپ سپورٹ کریں، آپ بات بات پر سیاسی لوگوں کو Condemn نہ کریں اور یہ فرماتے ہیں کہ جی وہاں انکی پارٹی کیا کر رہی ہے، اے این پی کیا 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' کا کر رہی ہے؟ ڈھائی سال تو آپ بھی حکومت میں رہے، ابھی بھی آپ کے ہم سے زیادہ وہاں ممبرز ہیں، آپ کیوں وہاں نہیں بولتے، آپ کا حق

نہیں ہے کہ آپ بات کریں؟ ساری ذمہ داری ہم قبول کرتے ہیں اور ہم فخر کرتے ہیں اس پر کہ جب ہم نے خود مختیاری کی بات کی تو Amendment 18th میں ہم صوبائی خود مختیاری لیکر آئے۔ ہم نے چھبیس محکموں کو Devolve کیا، خدا کے فضل سے ہم نے اس صوبے کو نام دیا، خدا کے فضل سے ہم نے جو وعدے کئے تھے، وہ ہم نے پورے کئے اپنے، ہم نے امن کی بات کی تو خدا کے فضل سے آج ہم لیکر آئے ہیں۔ تو یہ سپیکر صاحب، یہ باتیں اس طریقے سے کر کے کہ اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیکر دوسروں کو یہ کہہ دینا کہ سب کچھ انکی غلطی ہے، سپیکر صاحب، میں آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ خدا کے فضل سے فیصلہ ہے ہماری حکومت کا کہ کسی Foreigner کو، چاہے وہ امریکہ ہو یا چاہے وہ نیٹو فورسز ہوں، کسی فورسز کو ہم اجازت نہیں دینگے کہ وہ بوٹوں کے ساتھ ہمارے ملک میں Interferece کریں اور انشاء اللہ ان کو سخت سے سخت جواب ہم دینگے۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دینگے کہ وہ حکومت کی رٹ کو چیلنج کرے اور یہ کہتے ہیں مذاکرات، مذاکرات تو ہم نے پہلے بھی کئے ہیں، اب بھی کرنے کیلئے تیار ہیں مگر ہماری حکومت کی رٹ مان کر، یہ نہیں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ ان سے مذاکرات کر رہا ہے آپ کیوں نہیں کرتے؟ امریکہ تو وہاں غاصب بن کر آیا ہے، انکی آزادی لوٹی ہوئی ہے، ہمارا تو ملک ہے، ہمارا تو آئین ہے، ہمارے آئین اور ہمارے قانون کو مانو ہر آدمی سے بات کرنے کیلئے ہم تیار ہیں مگر کوئی یہ کہے کہ میں نہ سپریم کورٹ مانتا ہوں، نہ میں پاکستان کا آئین مانتا ہوں، نہ میں انکی عدالتیں مانتا ہوں، نہ میں انکی حکومت مانتا ہوں تو ان کے ساتھ ہم کس طرح بات کریں اور کیا بات کریں؟ سپیکر صاحب، ہماری حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ انشاء اللہ آخری وقت تک، دہشتگردوں کے ساتھ اس وقت تک بات چیت نہیں کرینگے جب تک وہ ہتھیار نہ پھینکیں، جب تک وہ حکومت کی رٹ نہ مانیں۔ میرے بزرگوں نے بڑے اعتراض کئے، سکندر خان نے بھی تھوڑی بہت اس کے بارے میں بات کی تو میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس وقت تو ہوم منسٹر ہمارے آفتاب خان شیر پاؤ صاحب تھے جس پر خود بھی دو دفعہ دھماکے ہوئے، جب وہ Interior Minister تھے، تو یہ اس وقت، اس سے پہلے ہمارے درانی صاحب کے وقت میں، یہ جو ہمارا ملک سعد برج بنا ہے، یہ تو ملک سعد ڈی آئی جی تھا جو ان کے دور میں بلاسٹ ہوا تھا، ہمارے چار وہاں پر ناظمین بھی شہید ہوئے تھے، عابد علی جو شہید ہوا تھا ڈی آئی جی، وہ بھی انکے دور میں ہوا تھا، مولانا حسن جان بھی انکے دور میں ہوا تھا، تو یہ دہشت گردی تو ان کے وقت سے ہمارے ذمے پڑی ہوئی ہے اور ہم نے اس وقت سب کو یہ کہا کہ ہم کھڑے ہونگے ان کے خلاف، انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا، ہم مقابلے کیلئے کھڑے ہیں جسمیں ہم

مر رہے ہیں اور انشاء اللہ انکو شکست دینگے جتنے بھی دہشت گرد ہیں، ان کو کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے کہ وہ ہمارے ملک پر قبضہ کر سکیں۔ (تالیاں) سپیکر صاحب، میرے بھائیوں نے یہ اعتراف کیا باچا خان خپل روزگار سکیم کا، انہوں نے کہا کہ باچا خان کا اتنا بڑا نام اور جون میں ہوا اور مئی تک لیکر گئے۔ سپیکر صاحب، ہم نے اس میں Transparency کی ہے، جب جون میں پاس ہوئی، اس کے بعد اس کے فارم چھپے، کوئی بینک لینے کیلئے تیار نہ تھا کہ Free of cost exercise ہم نہیں کر سکتے۔ ہم نے ریکویسٹ کر کے خیبر بینک کو جو کہ حکومت کا بینک ہے، ان سے زور سے یہ کروایا کہ آپ نے یہ کرنا ہے۔ اس کیلئے وہ سارے جب فارمز چھپ گئے، فارمز چھپنے کے بعد پھر کہا کہ کس کو ملتا ہے؟ وہ First come first serve کیا ہے؟ First come first serve وہی ہے کہ ہماری پاپولیشن کے حساب سے ہم نے ہر ڈسٹرکٹ کو پیسے الاٹ کئے اور اس میں کہا کہ جو پہلے درخواست دے گا، اس کو پیسے ملیں گے۔ ہمیں کہا گیا کہ اس میں ایم پی اے گارنٹی دیں، تو ہم نے کہا کہ نہیں کوئی ایم پی اے Involve نہیں کریں گے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کی Transparency رہے اور غریب لوگوں کو جو حقدار ہیں، ان کو پہنچیں، تو ہم نے کسی ایم پی اے کو بھی، کوئی ایک بھی بتادے، سارے ایم پی ایز یا گورنمنٹ یا آپ موجودہ سپیکر صاحب، کوئی کہہ دے کہ کسی ایک بندے کو بھی یہ اختیار دیا گیا ہے کہ آپ کے کہنے پر کسی کو باچا خان روزگار سکیم میں ایک ٹیڈی پیسہ بھی ملا ہے؟ سب Genuine لوگ ہیں اور سب کو اس طریقے سے جو فارم Fill کیا ہے، وہ فارم آپ پڑھیں، تو وہ کہتے ہیں اتنا Difficult ہے کہ ہم، پھر بھی تیس ہزار فارمز جو ہمیں آئے ہیں، اس کے بعد ہم نے Scrutiny بھی کی ہے تو First come first serve والے کو دیا۔ اگر کوئی بھی یہ ثابت کر دے کہ کسی بندے کو جس نے پہلے درخواست دی ہو، اس کو نہیں ملے کسی دوسرے کو ملے ہیں، تو میں یہاں پر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ سخت سے سخت ایکشن لیا جائے گا، جس نے بھی ایسا کیا ہو۔ سپیکر صاحب، میرے دوست نے کہا کہ وطن کارڈز میں بڑی وہ ہوئی ہے تو میرے خیال میں اس کے بارے میں تو میاں صاحب نے کل ڈیٹیل سے بات کی تھی، میرے خیال میں اس دن یہ نہیں تھے سکندر خان، جس وقت میاں صاحب بات کر رہے تھے، میں ان کے نالج کیلئے عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں بھی غلط اطلاعات دی گئی ہیں، وطن کارڈز غلط طریقے سے گئے ہیں، سٹاف کے لوگوں نے غلط کیا۔ ہم نے وہ سب کچھ نادرا کو دیا، نادرا نے ایک ایک بندے کی چھان بین کر کے، یہ جو لوگ آج شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں نہیں ملا، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے غلط طریقے سے بھرے تھے اور اس وقت جب ہماری نادرا نے ان کو

کمپیوٹر پر جب دیکھا تو وہ غلط تھے اس لئے ان کو نہیں ملے، وہ لوگ شور مچا رہے ہیں۔ جو Genuine لوگ ہیں، ان سب کو ملے ہیں اور جو باقی رہتے ہیں، اگلے بجٹ میں ہم نے رکھے ہیں، انشاء اللہ چالیس ہزار روپے ہر ایک آدمی کو ملیں گے جس کا وطن کارڈ ہے۔ سپیکر صاحب، باچا خان کی تو ہمارے درانی صاحب نے اس دن بڑی تعریف کی، ان کیلئے بڑی Genuine باتیں، میں پہلے میرے خیال میں اس ٹیکس کی بات کردوں جو انہوں نے فرمایا کہ اسفندیار خان نے رائلٹی کا کہا تھا کہ میں پندرہ پرسنٹ دوں گا اور یہ کہ وہاں پہ سارا دن یہ بیٹھے رہے۔ سپیکر صاحب، اس وقت میں صوبے کا صدر تھا اور ہم نے پروگرام بنایا تھا کہ وہاں پر گیس نکلی ہے تو ہم نے جاکر پورا ایک دن وہاں پہ کیمپ لگایا اور ہم نے کنونشن کیا۔ اس وقت ہم نے یہ پانچ پرسنٹ کا کہا کہ اس کو ہم دس پرسنٹ دیں گے، پانچ پرسنٹ بڑا کم ہے، تو اس وقت۔۔۔۔۔

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: پچاس پرسنٹ۔۔۔۔۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: جی؟

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: پچاس پرسنٹ کہا تھا کہ پانچ پرسنٹ بہت کم ہے اور ہم آپ کو پچاس پرسنٹ رائلٹی دیں گے۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: کتنا کہا تھا؟

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: پچاس پرسنٹ رائلٹی اس پر دیں گے۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: کتنا، کتنا؟

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: پچاس پرسنٹ۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: پچاس پرسنٹ اگر میں نے کہا ہو، ٹھہریں، اگر میں نے پچاس پرسنٹ کہا ہو، فلور آف دی ہاؤس پہ اگر یہ ثابت کردیں تو میں Resign کردوں گا ورنہ یہ Resign کرلیں۔

(تالیاں)

<u>ملک قاسم خان خٹک</u>: میں پروف لاؤنگا۔

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: بالکل لیکر آئیں، جو میں بات کر رہا ہوں، میری بات کے بعد آپ کریں۔

<u>Mr. Speaker:</u> No cross talks, no cross talks.

<u>سینیئر وزیر (بلدیات)</u>: بالکل آپ Forty ثابت کریں، ایک پروف لے آئیں میں Resign کردونگا، کوئی ثابت کرے میں Resign کردونگا ورنہ تم Resign کروگے۔ یہ سپیکر صاحب، میاں صاحب کی

بات ہے، ریکارڈ لائیں یہ میاں صاحب، یہ گواہی کیلئے دو آدمیوں کو لیکر آئیں۔ پچاس پرسنٹ نہیں کہا تھا، مجھے ثبوت دیں۔

ملک قاسم خان خٹک: جناب والا، میاں صاحب سے کہیں کہ کتنا کہا تھا؟

Mr. Speaker: No cross talks.

سینیئر وزیر (بلدیات): میاں صاحب اس وقت میری پارٹی میں نہیں تھے۔

ملک قاسم خان خٹک: جناب والا! میاں صاحب تصدیق کریں، کتنا کہا تھا؟ میاں صاحب! ته پا څه۔

سینیئر وزیر (بلدیات): میاں صاحب! دا دے څه وائی؟

ملک قاسم خان خٹک: میاں صاحب! آپ اس کی پارٹی میں ہیں، تو Resign دے دیں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): مجھے یاد ہے کہ پچاس پرسنٹ کسی نے نہیں کہا ہے ورنہ تم Resign کروگے۔

ملک قاسم خان خٹک: بالکل میں Resign کروں گا۔

جناب سپیکر: میاں نثار گل صاحب۔ وروستو، او دریږه په دے پسے۔

میاں نثار گل کاکاخیل: سپیکر صاحب! مجھے ایک منٹ دے دیں۔ بشیر صاحب، آپ کی اجازت سے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نثار گل کاکاخیل: سر، گواہی تو اپنے لئے بھی ہوتی ہے، علاقے کے عوام کیلئے بھی ہوتی ہے اور حقیقت کیلئے بھی یہ ہے کیونکہ کل ہمیں اپنے علاقے میں بھی جانا ہے۔ بشیر بلور صاحب نے کہا، پرسوں درانی صاحب نے بھی تقریر میں کہا تھا کہ میاں نثار صاحب سچ بولتے ہیں اور میں سچ اس لئے بولوں گا کہ میں کرک سے Belong کرتا ہوں۔ اس وقت میں ایم پی اے تھا حلقہ پی ایف 40 کا، تو درانی صاحب کے وقت میں پانچ پرسنٹ رائلٹی ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ ان علاقوں پر خرچ ہوگی جن علاقوں سے تیل اور گیس نکلتی ہے۔ پھر اس کے بعد کرک میں کنونشن ہوا اور کنونشن میں اسفندیار ولی خان صاحب بھی تھے، بشیر بلور صاحب بھی تھے، حیدر خان ہوتی صاحب بھی تھے، انہوں نے اس وقت کنونشن میں کہا تھا کہ ہم بیس پرسنٹ رائلٹی کریں گے۔ (تالیاں) نہ پچاس پرسنٹ کا کہا تھا۔۔۔۔

(شور)

میاں نثار گل کاکاخیل: میری بات، میری بات ابھی آگے جانی چاہیئے جی۔ سر، انہوں نے۔۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب! میاں صاحب، بیٹھ جائیں جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا فریش ہو جائیں، میرے خیال میں تھوڑی سی بریک کے بعد آپ کو۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): نہیں نہیں، مجھے پانچ منٹ، پانچ منٹ میں، صرف پانچ منٹ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کتنا؟

سینیئر وزیر (بلدیات): پانچ منٹ میں بات کرتا ہوں۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): میری بات سنیں جی، ابھی بیس پرسنٹ کا اعلان کریں گے۔ان کی لیڈرشپ کی بات ہے، بیس پرسنٹ کا اعلان کریں گے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب! میں پانچ منٹ میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر، جناب سپیکر، بہت اہم مسئلہ، ایک ایسا مسئلہ جس کے اندر ایک طرف سے بھی بڑے مضبوط طریقے سے دلائل دیئے گئے، دوسری طرف سے بھی بات ہوئی اور یہاں پر دونوں فریق اس بات پر متفق ہوئے۔۔۔۔۔

ملک قاسم خان خٹک: جی بالکل۔

سید محمد صابر شاہ: کہ جس کی بات غلط ثابت ہوئی۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): لیکن غلط ثابت نہیں ہوئی۔ وہ کہتا ہے پچاس پرسنٹ، میں نے کہا پچاس پرسنٹ نہیں کہا تھا۔اگر میں نے پچاس پرسنٹ کہا تو میں Resign کروں گا ورنہ یہ Resign کریں۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: بہرحال ہاؤس اس کے منطقی انجام تک پہنچنا چاہتا ہے کہ کس کس (تالیاں) اور اس کیلئے آپ ایک کمیٹی بنائیں یا آپ رولنگ دیں۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر، آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بننی چاہیئے۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب، میں نے یہ کہا ہے کہ اگر میں نے پچاس پرسنٹ کہا ہے تو میں Resign کروں گا ورنہ پچاس پرسنٹ میں نے نہیں کہا تو اب یہ Resign کریں۔

جناب سپیکر: نماز اور چائے کیلئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بیس منٹ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کی بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ بشیر بلور صاحب! Continue رکھیں جی۔

سینیئر وزیر (بلدیات): سپیکر صاحب، بہت شکریہ، آپ نے مہربانی کی۔ سپیکر صاحب، میں جو بات کر رہا تھا اس وقت جو انہوں نے فرمایا تھا کہ اسفندیار خان نے کہا تھا، درانی صاحب نے کہا تھا کل آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ اسفندیار خان نے کہا تھا کہ پندرہ پرسنٹ جو ہے وہ رائلٹی ہم کریں گے، یہ ریکارڈ پہ ہے اور اگر میں غلط کہوں تو آپ اس کو اوپن کریں، یہ درانی صاحب نے کہا تھا تو میں نے اس وجہ سے کہا کہ یہ پندرہ نہیں، میں نے دس کہا، Actually میں اس وقت صوبے کا صدر تھا جیسے میں پہلے عرض کر رہا تھا، اسفندیار خان اور ہم سب اکٹھے تھے، حیدر خان اس وقت ڈپٹی جنرل سیکرٹری تھا پارٹی کا، وہ بھی موجود تھے، اسفندیار خان نے یہ بات نہیں کی تھی، میں نے یہ کہا تھا اس وقت کہ ہماری حکومت آئے تو انشاء اللہ ہم اس کو بیس پرسنٹ کریں گے، پانچ پرسنٹ بہت کم ہے ان کیلئے۔ وہ میں نے اس وقت کہا تھا جس وقت ہماری اس وقت آمدن جو تھی، 05-2004 میں 487 million rupees تھی، تو اس وقت صرف دو کروڑ اور چالیس لاکھ روپیہ ان کا بنتا تھا، پھر 06-2005 میں 1.10 بلین آمدن ہوئی تو پانچ پرسنٹ سے 59 ملین روپیہ بنتا تھا، پھر 07-2006 میں آمدن ہوئی 2.3 بلین تو پانچ پرسنٹ کے حساب سے 110 ملین بنتا تھا، گیارہ کروڑ بنتا تھا 08-2007 میں 4.2 بلین آمدن ہوئی تو 210 ملین ان کا بنتا تھا، پھر 09-2008 میں 4.2 بلین تو 210 ملین ان کا بنتا تھا، اب 10-2009 میں بھی 4.5 بلین آمدن ہوگئی، آمدن بڑھتی رہی تو ان کا 22 کروڑ روپیہ ہوگیا اور آج خدا کے فضل سے میں یہ فلور آف دی ہاؤس عرض کرتا ہوں کہ 2010 اور 2011 میں 15.6 billion rupees صوبے کی آمدن ہوئی ہے اور اس پانچ پرسنٹ کوٹے کے حساب سے ان کا 80 کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ تو ہم نے اس وقت بات کی، 05-2004 میں تو ان کا دو کروڑ چالیس لاکھ بنتا تھا، آج ان کا خدا کے فضل سے 80 کروڑ روپیہ بنتا ہے جو کہ اس پیسے سے سات سو پرسنٹ زیادہ ہے اور ساتھ ہی سپیکر صاحب، اس وقت یہ دو مرتبہ پیسے دیتے تھے، ایک وہ گیس رائلٹی میں اور ایک آئل رائلٹی میں اور ایکسائز اینڈ سرچارج کے پیسے نہیں دیتے تھے، سرچارج ڈویلپمنٹ کے بھی، جو ہماری آمدن ہے، اس میں اس کو بھی Include کر لیا ہے، تب ہی ان کی رقم تقریباً آٹھ سو اور سات سو پرسنٹ، ہم نے بیس پرسنٹ کہا تھا، اب سات سو پرسنٹ ہماری حکومت وہاں ان کو پہلے پیسوں سے زیادہ دے رہی ہے، Because of this۔ اس دن میرے بھائی نے، اب موجود نہیں ہیں درانی صاحب، انہوں نے اس دن باچا خان کے بارے میں بڑی لمبی چوڑی باتیں کیں کہ باچا خان سب کے بڑے لیڈر ہیں اور باچا خان پختونوں کے لیڈر ہیں اور ہم ان کا بڑا احترام کرتے ہیں اور مفتی صاحب نے بھی کہا اور میں بھی یہ

دعوے سے کہتا ہوں کہ باچا خان مفتی محمود صاحب ہمارے بہت بڑے لیڈر بھی تھے اور بڑے آدمی بھی تھے اور بڑے بڑے علماء صاحبان بھی تھے مگر رئیس الاحرار کا خطاب جو ہے صرف باچا خان کو دیوبند نے دیا تھا، ہندوستان کے دیوبند مدرسے نے باچا خان کو رئیس الاحرار کا خطاب دیا تھا جو پاکستان میں کسی اور عالم کو بھی نہیں ملا تھا۔ تو یہ اتنی تعریفیں انہوں نے کیں مگر ان کے اپنے دور میں باچا خان کے نام پر ایک پرائمری سکول بھی نہیں بنایا گیا اور میں صرف تفصیل بتاتا ہوں جو انہوں نے اپنے ناموں پہ بنائے ہیں: خلیفہ گل نواز ہسپتال اینڈ کمپلکس، درانی میڈیا کالونی، درانی پبلک سکول بنوں، فضل علی کالج صوابی، اکرم خان درانی سکول اینڈ کالج بنوں، درانی کڈنی سنٹر ڈی ایچ کیو ہسپتال بنوں، درانی فروٹ اینڈ ویجٹیبل مارکیٹ بنوں، مفتی محمود پبلک سکول ڈی آئی خان، مفتی محمود میموریل ہسپتال ڈی ائی خان، مفتی محمود آئی ہسپتال ڈی آئی خان، درانی جیمنازیم بنوں، تو اس میں کہیں بھی باچا خان کا ذکر نہیں ہے، یہ ان کی اتنی بڑی تعریف کرتے ہیں اور اتنے بڑے لیڈر تھے، کم از کم ایک پرائمری سکول تو اس کے نام پر بنا دیتے اور آج یہ کہتے ہیں کہ یہ جو فلائی اوور بن رہا ہے، یہ ہم نے شروع کیا تھا مفتی محمود کے نام پہ، اس کی تاریخ میں یہ آپ کو بتاؤں، میرے پاس یہ پورا ریکارڈ ہے پی ڈی اے کا کیونکہ یہ اس کو ڈیل کرتی ہے اور پی ڈی اے میرا محکمہ ہے، مجھے انہوں نے یہ پورے کاغذات بھیجے ہیں۔ یہ پراجیکٹ جو تھا، یہ تین حصوں میں تقسیم تھا، اس وقت کے گورنر ہمارے جو تھے جنرل افتخار حسین شاہ صاحب، انہوں نے یہ پراجیکٹ شروع کیا تھا، تین حصوں میں، ایک حصہ اس کا یہ جو سورے پل کے نیچے دو سائڈ پاس بنائے گئے ہیں، یہ تھا۔ ایک جو فلائی اوور جو ملک سعد کے نام پہ تھا اور ایک جو یہ کہتے ہیں، اس کا نام تھا رحمان بابا انٹر سیکشن، رحمان بابا انٹر سیکشن کے نام پہ یہ تینوں منصوبے تھے۔ تو پھر جب وہ شہید ہو گئے تو یہ کہا کہ یہ ملک سعد کے نام پہ بنا دیا جائے۔ مفتی محمود صاحب کے نام پہ انہوں نے صرف تختی لگائی تھی، میں پوچھتا ہوں کہ اگر پی ڈی ڈبلیو پی میں آیا، وہ پاس ہوا تھا؟ جو Actual جگہ ہے جہاں سے پاس ہو، اس کے بعد اس پہ عمل ہوتا ہے۔ پی سی ون اس کا تیار تھا، یہ بتائیں؟ نہیں تھا، اس وقت کی حکومت نے خدا کے فضل سے ہم نے اس وقت اے ڈی پی میں بڑے Nominal، ایک جگہ پہ 20 million اور ایک جگہ پہ 10 million rupees رکھے تھے تو اس میں تو نہ بنتی اور اس میں کوئی بھی Approved scheme ہی نہیں تھی، یہ پی ڈبلیو پی ڈی میں گئی نہیں تھی۔ تو انہوں نے یہ کہا جی کہ ہم نے اس نام کا جا کر افتتاح کر دیا ہے مگر اس کے باوجود، یہ تو زبانی کلامی بات کرتے ہیں، پی ڈبلیو پی میں 05-18 کو یہ سکیم پاس ہوئی ہے، اس کیلئے ہم نے پیسے مختص کئے ہیں

اور انشاء اللہ بہت جلد اگلے مہینے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس کا افتتاح کریں گے، Earth breaking کریں گے اور انشاء اللہ اس کو ہم دو سال میں، تین سال میں Complete کریں گے اور یہ افسوس سے کہتے ہیں ہم کہ یہ جھوٹ موٹ کا کہتے تھے کہ ہم باچاخان کی عزت کرتے ہیں، میں فخر سے کہتا ہوں کہ ہم مولانا مفتی محمود صاحب کی عزت اور قدر اتنی کرتے ہیں (تالیاں) کہ جس وقت مینگل صاحب نے استعفیٰ دیا تھا اسمبلی سے تو اس کی حکومت Dismiss ہوئی تھی، مفتی محمود صاحب ہمارے وزیر اعلیٰ تھے حالانکہ میجارٹی اس وقت بھی ہماری تھی، ان کی میجارٹی نہیں تھی مگر پھر بھی ہم نے، کیونکہ مفتی صاحب ایک بڑی حیثیت کے آدمی تھے تو ہم نے ان کو وزیر اعلیٰ بنادیا تو انہوں نے اس وقت ہمارے ساتھ استعفیٰ دیا اور ہمارے ساتھ انہوں نے Compromise کیا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم مفتی صاحب کی اتنی قدر کرتے ہیں، اتنی عزت کرتے ہیں اور اس فلائی اوور کا نام مفتی محمود فلائی اوور ہی رہے گا۔ (تالیاں) سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں درخواست کرتا ہوں اپنے اپوزیشن اور اپنے سارے ممبر صاحبان، بہت کم بھی ہیں کمرے میں، تمام منسٹر صاحبان سے، میں اپنے تمام ایم پی ایز صاحبان سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مہربانی کریں جو ٹائم بھی دیا جائے، خدا کیلئے ٹائم پر آئیں۔ یہ آج جو ہوا ہے، جو کچھ ہوا ہے اس کیلئے میں افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور یہ پریس والوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس کو اتنا ہائی لائٹ نہ کریں کیونکہ ہمارا تو یہاں باتیں کر کر کے جو کچھ بھی ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود اگر ہائی لائٹ ہو گیا تو بڑی ہمارے لئے Embarrassment ہوتی ہے، سچی بات ہے، میں ریکویسٹ کرتا ہوں اپنے ممبروں سے کہ ہمارے لئے Embarrassment یہ Create نہ کریں اور آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ جب تشریف لایا کریں تو ذرا پوچھ لیا کریں کہ ہال میں کوئی ہے کہ نہیں؟ آپ آجاتے ہیں اور پھر اس وقت لوگ نہیں ہوتے تو آپ پھر چلے جاتے ہیں تو ہمارے لئے Embarrassment ہوتی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ سے بھی، اپنے تمام وزراء صاحبان سے بھی، اپنے تمام ممبران صاحبان سے بھی اور سیکرٹری صاحبان سے بھی درخواست کرتا ہوں، نہ کہ ہدایت کرتا ہوں، میں درخواست کرتا ہوں، ریکویسٹ کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے یہ بجٹ اجلاس ہے، اس میں سب کی موجودگی ضروری ہے۔ کم از کم اپنے سیکرٹری لیول کا، ہو سکتا ہے کسی کی میٹنگ بھی ہو تو ایڈیشنل سیکرٹری لیول کے بندوں کو ضرور گیلری میں ہونا چاہیئے تاکہ جو ہمارے اپوزیشن کے لوگ ہیں، ان کے بھی اعتراضات لکھیں اور جو بھی ہم کر سکیں اور ہم بھی جو بات کریں، وہ بھی لکھیں کہ کل کوئی

Commitment ہو تو اس کو ہم Honour کر سکیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ہاؤس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری بات آرام سے سنی۔Thank you very much۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ثاقب اللہ خان۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: یو Personal explanation زه لږ کومه۔

جناب سپیکر: جی سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر، بشیر خان خبره اوکړه، زه نه یم پوهه چه دوئ په کوم Context کښے دغه کولو خو زما ئے هم نوم واغستو او جواب ئے راکولو، هغے کښے دا ذکر ئے اوکړو چه یره د دهشت گردئ خلاف دغه، نو زه بشیر خان ته دا وئیل غواړمه چه د دهشت گردئ به دوئ اوس مقابله کوی، مونږ د سن 70ء نه د هغے مقابله کوؤ لگیا یو، (تالیاں) سن 70ء کښے مونږ قربانئ ورکړی دی، دهشت گردئ کښے مونږ هغه وخت نه لگیا یو او دا Face کوؤ لگیا یو او جناب سپیکر، اوس هم مونږ ته هغه Threats شته خو مونږ چرته کور هم نه دے پریښودے او خپله علاقه هم نه ده پریښودے۔ جناب سپیکر، زه صرف دا وضاحت کول غواړمه او تاسو ته وئیل غواړمه۔

جناب بشیر احمد بلور {وزیر (بلدیات)}: سپیکر صاحب، زه دا عرض کوم څلور دهماکے په ما شوی دی او خدائے فضل سره زه خپل ملک کښے یم، خپل کور کښے یم او خپلو بازارونو کښے گرځم، خپله حلقه کښے هم گرځم خو دے چه د چا ریفرنس ورکوی، هغے باره کښے هم زه جواب کوم چه مونږ As پارټی منع کړے دے اسفندیار خان چه مهربانی کوه مه راځه، که ته یوائے راځے سل کسان به مری او ته به نه مرے نو دا سل کسان مونږ مړه کول نه غواړو۔ څنگه چه مفتی صاحب اووئیل، دا زمونږ مولانا فضل الرحمان صاحب چه یو ځل راغلو لس کسان شهیدان شو، بل ځل راغلو لس کسان شهیدان شو، بیا پخپله هغه هم په قلاره کښیناستو چه نور خلق مونږ نه وژنو۔ مونږ دا نه غواړو چه زمونږ ورکران د اووژلے شی، په دے وجه مونږ مشر منع کړے دے چه ته مه راځه او مونږ دلته

گرځو خدائے فضل سره هم دے بازارونو کښے گرځو، په دے گیله د مونږ نه څوک نه کوی او بیا دا سن 70ء، وائی سن 70ء خو هغه وخت وو چه هغه مونږ وئیل چه جنگ مه کوئ، هغه خو زمونږ هغه پالیسی وه چه مونږ وئیل چه دا جنگ د روس او د امریکے دے، زمونږ جنگ نه دےنو هغه وخت مونږ دا خبره کوله ایسټ پاکستان کښے هم د جنگ مونږ مخالفت کړے دے نو مونږ خو همیشه مقابلے کړی دی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جی ثاقب اللہ خان صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر صاحب، یو سیکنډ جی۔

جناب سپیکر: څه شے ستاسو هم Personal explanation دے ؟

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر، د سکندر صاحب چه کوم طرف ته اشاره ده، د هغه ځائے جواب لږ مناسب جی، بشیر خان جواب ورکړو۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس دا اوشو کنه میاں صاحب، دا خبره ختمه شوه۔

وزیر اطلاعات: بس هم دغه مے وئیل کنه۔

جناب سپیکر: نو ته خو هغه ته چه خبرے کوے داسے په Slow slow ورته ډزار کوے، هغه په چل ول کښے ورله دے بشیر خان ښے خبرے کوی۔

وزیر اطلاعات: بشیر خان زما مشر دے او هم هغه خبره کافی ده خو ده ذکر چه د چا کول غوښتل، هغه په بل انداز کښے کړے ده، سبا به اخبار کښے هغه خبر راځی۔

جناب سپیکر: نه بس هغوی جواب ورکړو کنه۔

وزیر اطلاعات: ٹھیک شوه جی۔

جناب سپیکر: د پارټئ د طرف نه۔ جی ثاقب اللہ خان۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی سکندر خان، خبره ختمه شوه، خبره ختمه شوه سکندر خان، پلیز۔ جی ثاقب اللہ خان۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ډیره مهربانی۔ جناب سپیکر صاحب، ستاسو شکریه چه تاسو مونږ ته موقع را کړه جی۔ زه به جی هغه خبرے نه Repeat کوم چه دے نه مخکښے شوی دی، زمونږ مشرانو کړی دی، د اپوزیشن مشرانو کړی دی خو سر دا ده چه دا 2011-12 چه کوم بجټ ډاکومنټ مونږ ګورو نو کم از کم زما یو عقیده ډیره پخه شوه جی او هغه عقیده دا ده سر چه که پولیټیکل پراسس Continue وی او دیکښے Hurdles نه وی نو هغه به خامخا پراګرس کوی۔ نن زه منسټر صاحب ته دا خراج تحسین پیش کوم چه Comparatively دا زاړه بجټس چه په دے حکومت کښے پیش شوی دی او دا بجټ، دیکښے ډیر زیات بهتر راغلو، هغے د پاره منسټر صاحب د حکومت او د دوئ سټاف ته مونږ، زه کم از کم خراج تحسین کوم۔ (تالیاں) سر، همیشه چه بیلنس بجټ وی او انوائرنمنټ ئے زمونږ وی، د دے وطن وی، د دے صوبے وی نو هغے ته چیلنجز ډیر وی او ډیر امکان دا وی چه د هغے Tendency به Deficit طرف ته ځی او بیلنس به نه پاتے کیږی۔ سر، دا ډیر لوئے چیلنج د Terrorism دا زمونږ د منسټر صاحب د حکومت د دے واک نه لرِ بره دے، هغه د دوئ په کنټرول کښے نه دے او لکه چه دے ټول ایوان ته پته ده چه دا Terrorism global دے، دا لوکل هم نه دے نو هغه کنټرول نور هم Restrict شی، نو جناب سپیکر صاحب، په دغه ټائم باندے که خدا نخواسته او خاصکر چه دا اسامه بن لادن اوس مړ شو او دا نوے یو View د Terrorism راغلے دے چه په هغے کښے ډیر شهیدان شوی دی، دا یو لوئے چیلنج دے سر چه زمونږ دا حکومت به ئے Face کوی۔ سر، زما یو څو تجاویز دی، زه به ډیر ټائم نه اخلمه سر، زما ریکویسټ دے دے ایوان ته سر، خالی حکومت ته نه جی، خالی فنانس منسټر ته نه، دا چیلنجز چه مخامخ دی او مونږ ته ښکاری نو پکار دا ده چه مونږ د دے مخ نیوے اوکړو۔ که بجټ سرپلس وے مونږ سره به خامخا څه Cussion وے، Economic cussion به وے خو چه بجټ سرپلس نه دے سر، نو پکار دا ده چه مونږ د دے چیلنجز نن ورځ نه څه نه څه طریقه کار جوړ کړو، څه نه څه یو لائحه عمل جوړ کړو چه که مونږ ته دا چیلنجز راځی نو چه زمونږ بجټ باندے د هغے Negative impact نه وی۔ سر، ټولو نه وړومبئ خبره دا سے ده چه هغه

مخکښے زمونږ مشرانو د دے Indication هم اوکړو چه فرنټ لائن سټیټ دغه دے ، پاکستان ته چه کله نن Foreign assistance ملاویږی نو هغه بل یو وجے نه نه ملاویږی سوائے د Terrorism نه خو چه کله دا پیسے راشی نو بیا دا یو پروسیجر نه د فیډرل ګورنمنټ تیریږی او مونږ ته چه کوم زمونږ حق دے ، هغه نه ملاویږی۔ جناب سپیکر صاحب، زما ریکویسټ دے چه دا ایوان د یو ریزولیوشن پاس کړی چه چونکه زمونږ قربانیانے زیاتے دی، زمونږ جهګړه زیاته ده نو Direct assistance د مونږ ته راځی او زیات Assistance د مونږ ته راځی نو هله به د ګلوبل جنګ خلاف مونږ کامیابی حاصلوؤ او هله به مونږ ځان Economically sustain کوؤ او دا بجټ کښے چه کوم بیلنس دے ، دا به جناب سپیکر صاحب، پاتے کیږی۔ زما دا تجویز دے چه یو ریزولیوشن د ایوان نه راشی، ډونرز ته هم او فیډرل ګورنمنټ ته هم چه زمونږ په نوم چه کوم Assistance راځی چه هغه د تقسیمیږی نه او نیغ د راځی۔ جناب سپیکر صاحب، زیاتے خالی دا نه دے ، زیاتے دا دے سر چه خالی د Terrorism نه جی، نور همیشه نه دا کار شوے دے دے صوبے سره، چه کومے پیسے مونږ له راځی هغه ټول پاکستان کښے تقسیمیږی۔ جناب سپیکر صاحب، ستاسو په صوبے کښے Sixty five percent افغان ریفیوجیز دی، د یو این ایچ سی آر چه کوم Statistics دی د هغے مطابق هغے کښے هغوی پاپولیشن ګروتھ هډو Consider کوی نه خو که دا هم اوګورئ نو تاسو نه سر، زه تپوس کوم چه خالی پروسکال یا هغے نه مخکښے چه څومره ډیویلپمنټ کار شوے دے ، هغے کښے تاسوSixty five percent اغستے دے ؟ سر نه دے اغستے نو زه دا ریکویسټ کومه سر چه په دے باندے مونږ خبره اوکړو چه کوم زمونږ تقسیم کیږی، ناجائزه کیږی، دا مونږ ته راشی۔ جناب سپیکرصاحب، که تاسو خپل پروانشنل بجټ ګورئ نو د فیډرل بجټ Analysis به ضرور کوئ، د فیډرل بجټ Analysis چه اوکړئ نو چه څنګه اسرار خان هم خبره اوکړه او یو دوه ملګرو نورو هم خبره اوکړه، هغه په دے Assumption چه فیډرل ایف بی آر به 1952 million rupeesد ے ځل ټارګټ ورکوی سر، دا د زوړ ټارکټ نه % 23زیات دے او چه څنګه مخکښے هم خبره اوشوه چه دا%23چه کوم Escalation شوے دے ، دا آئی

ایم ایف د پاره شوے دے ، قرضے د پاره شوے دے ځکه چه مخکښینے ټارګټ اوګورئ، ایف بی آر هغه ټارګټ هم نه دے پوره کړے ، نو چه ایف بی آر هغه ټارګټ نه دے پوره کړے نوIncrease 23% به څنګه کوی؟ نو سر، که هغوی ټارګټ نه شی پوره کولے نو زمونږ په حصه چه کوم 149.98 ملین هغه Federal receipt نه مونږ ته راځی، په هغے باندے به د دے Negative impact وی۔ جناب سپیکر صاحب، نور پاکستان د دےNegative impact متحمل کیدے شی، مونږه نه شو کیدے نو زمونږ ریکویسټ به دا وی چه فیډرل ګورنمنټ ته Through resolution یا زمونږ فنانس منسټرد هغوی ته دا ریکویسټ اوکړی سر چه دا Priority basis باندے وړومبے مونږ ته راکړی، بیا د ټول پاکستان ته ورکوی۔ جناب سپیکر، دے سره ډیر ضروری ده، $18^{th}$ amendment هم راغلو، پولیټیکل فریم ورک ئے اوشو، اوس سرSelf Reliance چه دے ، دا ډیر زیات ضروری دے ، هغے د پاره چه کوم ټیکسیشن شوے دے ، کوم فیسونه زیات شوی دی، زه هغه ډیر سپورټ کوم۔ بغیر ټیکسیشن نه تاسو حکومتونه نه شئ چلولے ، که ټیکسیشن نه کوئ نو ټول عمر به تاسوکچکول نیولے وی یا فیډرل ګورنمنټ ته یا بهر دنیا ته،غواړئ به او چه کله تاسو غواړئ، تاسو به د هغوی خبره هم منئ خو جناب سپیکرصاحب، ما مخکښے هم سپیچ کښے وئیلی دی، فنانس منسټر صاحب زما مشر دے او دوئ ته به یاد وی او زما سره ئے وعده هم کړے وه، ما مخکښے سپیچ کښے دا وئیلی وو چه داCapital value tax دے ، دا4% نه 2%کوی او Progressiveئے کوی، دوئ ته به یاد وی سر، او هغه وخت سره دوئ وئیل چه مونږ ئے پرے کوؤ۔2% شو ډیره ښه خبره ده خو دا2% چه دے چه هغوی ټیکسیشن نه وی، د دوئ Revenue need نه پوره کوی۔ پکار دا ده چه Progressive taxation اوشی، د Progressive taxation نه بغیر زمونږ بله طریقه نشته د ریونیو Collect کولو۔ بل زما ریکویسټ دا دے جناب سپیکر صاحب چه د نن وخت دا ډیر زیات ضرورت دے چه Across the board زمونږ په صوبه کښے نن هم Tax exemption ملاؤیږی، ټیکس فری زونز دی، دا سر ختمول غواړی۔دا چه تاسو ختم کړئ، زه خبر یمه منسټرصاحب هم د هغے علاقے دے ، دوئ به پرے ډیر خوشحالیږی نه، خو چه دا تاسو ختم کړئ نو ستاسو به

بوجھ هم کم شی او ریونیو به هم زیاته شی نو زما دا ریکویسټ دے چه دا د دوئ اوګوری۔ جناب سپیکرصاحب، بل لوئےTax collection کښے چه تاسو اوګورئ، لوئے چه کوم Hurdle دے، هغه کرپشن دے سر او دغه کرپشن د پاره څه کول پکار دی سر۔ زما ریکویسټ دا دے چه مونږ د خلقو ته د کرپشن موقع نه ورکوؤ، ما یو مشر ته خبره کوله چه تاسو اوګورئ په پاکستان کښے هر چرته ټریفک پولیس والا هم چالان جمع کوی او موټروے والا چالان جمع کوی، کرپشن کوم کښے زیات دے او کوم کښے کم دے؟ پولیس هغه دے، ټریفک هغه کنټرول کوی خو موټروے کښے ولے کرپشن نشته؟ سسټم د هغوی دغه دے۔ ریونیو ډیپارټمنټ دے سر، ریونیو ډیپارټمنټ کښے ولے مونږ پټواری له دا حق ورکوؤ چه هغه د Collect کوی؟ موضع باندے شیډول ریټس دی، هغه بینکونه ته به ورکړو، ډائریکټ به بینک ته ځی، تاسو هغوی نه واک واغستو، ډائریکټ به چالان کیږی، تاسو خپله ریونیو زیاته کړه او خپل دغه دے۔ زه دا ریکویسټ کومه جناب سپیکرصاحب چه دے باندے د سوچ اوکړی، زمونږ حکومت د سوچ اوکړی۔ داسے جناب سپیکرصاحب، فیس زیات شو جی، مختلف ځایونو باندے، زه د ټیکسیشن زیات سپورټر یمه جی، ما همیشه سپورټ کړے دے، زه اوس هم سپورټ کوم خو سر زما ریکویسټ به دا وی چه هغه د مونږ ډیر زیات سیریس واخلو، دا نه چه دا ټیکس چه دے، غریب سټوډنټس نه، Claints نه او عوامو نه Translate شی، د دے ټیکس چه څو پورے زما Analysisاو تجزیه ده، هغه دے د پاره جوړ شوے ده چه دا کسان ئے ګټی او حکومت دوئ له شیئر نه ورکوی، بالکل ټهیک ده، دا نه چه مونږه به په پروفیشنل کالج باندے ټیکس اولګولو او هغه فیس زیات کړی۔ جناب سپیکر صاحب، زه دا ریکویسټ کومه چه فنانس د، حکومت د داسے یو ریګولیټری اتهارټی قائمه کړی یا داسے د یو اداره قائمه کړی چه دا ټیکس چه کوم دوئ نه ورکولو او اوس ئے ورکوی، دا عوامو ته لاړ نه شی او دا سټوډنټس اوپه هغے باندے اونه لګی۔ جناب سپیکر صاحب، کله چه مونږ د ټیکسیشن خبره کوؤ، کله چه مونږ د پالیسئ خبره کوؤ، کله چه مونږ د بجټ خبره کوؤ نو د هر یو څیز بنیاد یو وی، Welfare of the state, welfare of the population، دا ئے بنیاد دے، دا ئے Object دے، دا

ئے Objective دے خو سر، بعضے ځل فیډرل ګورنمنټ داسے کارونه اوکړی، داسے پالیسی اوکړی چه هغه زمونږ خپل کسان، زمونږ پراونسز، که هغه هم زمونږ خیبر پختونخوا ده او که پنجاب او که سندھ دے، مجبوری چه ده-----

جناب میاں افتخار حسین(وزیراطلاعات): جناب سپیکر صاحب، دا مائیک سسټم چه دے، دا د درانی صاحب دوئ په وخت کښے جوړ شوے دے او دا ټیکنیشن هم د دوئ د دور دے چه د هغوی تقریر وو نو نه خرابیدو خو چه کله د کار خبره راغله نو دا خراب شو۔

جناب سپیکر: جی ثاقب خان،پلیز۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب، دا میاں صاحب چه کومه اخرنئ خبره اوکړه، هغه په ریکارډ راغله سر، نو که Expungeکوئ نو Expungeئے کړئ سر۔ جناب سپیکرصاحب،ډیره مهربانی۔ سر-----

جناب سپیکر: دا راغونډوئ جی چه بیا خراب نه شی۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: راغونډوم سر۔ جناب سپیکر صاحب، فیډرل ګورنمنټ داسے پالیسی اناؤنس کړی چه صوبو سره بل حل نه وی چه هغه Follow کړی خو هغے سره جی چه کومMain objectiveدے ، هغه خراب شی۔ سر، دا څلور پینځه کالو کښے ایډهاک ریلیف په Basicباندے سرEnhancementګورنمنټ سرونټس ته تقریباً increase106% ملاؤ شو او Across the boardملاؤ شو۔ سر زه د دے ایوان نه تپوس کومه او ستاسو نه تپوس کومه چه کله دا پالیسی شی، Across the boardشی چه یو سړے د ناست وی، هغه د خپل کار هم کوی، یو سړے دے ، هغه خپل پوره کار هم کوی، بل سړے دے کرپشن کوی، کار له د نه راځی او دوئ کښے د فرق نه وی، دا انصاف دے ، په دے باندےچه کوم په صوبو باندے بوجھ راځی،دغه Justified دے ؟ او جناب سپیکرصاحب، د اووه اته لکھه فوج سره تاسو چه کوم فیډرل ایمپلائز او پراونشل ایمپلائز یوځائے کړئ، دوه ملین نه کم دی۔ Average شپږ کسان تاسو ورسره کړئ د فیملی نو دا 120ملین شو جی، 120ملین خو تاسو بنه کړل خو دا اتهاره کروړ چه باقی پاتے دی 120ملین نه پس، د هغوی به څه کوؤ؟ چه د ګورنمنټ پالیسی دا شی چه تاسو

دا فیډرل او پراونشل جابز دومره Attractive کړئ، دومره ئے Secure کړئ چه تاسو کار کوئ او که نه کوئ، تاسو بنه یئ او که نه یئ، تاسو ته به سیلریز ملاویږی نو پرائیویټ سیکټر به څنګه ډیویلپ کیږی؟ او چه پرائیویټ سیکټر نه ډیویلپ کیږی نو تاسو سر ما پوهه کړئ چه کوم حکومت اوس زمونږ حکومت یا راتلونکے حکومت به دا د نوکریانو پرابلم Solve کوی؟ جناب سپیکر صاحب، زما ریکویسټ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: څنګه چه زمونږ د ټیچرز حال دے، دغه حال به ئے وی کنه۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: دا حال به ئے وی سر۔

جناب سپیکر: د پرائیوټ سیکټر څه حال دے؟۔۔۔۔۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: هغه سکولونه څنګه بنه ډیویلپ کیږی او ستا څه حال دے؟

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: او جی، او سر۔ دا تاسو چه اوس سیلریز کښے Increase ورکوئ سر، هر یو سړے به وائی چه Secure job دے، ښوک اوکاړی نه، کرپشن کوم نه کوم، فرق نشته دے، کار کوم نه کوم، فرق نشته دے، سر دا مونږ څه کوؤ لګیا یو؟ انډسټری به څنګه ډیویلپ کیږی او مونږ چه کله هم د انډسټری او د جابز خبره کوؤ کنه جی، مونږ Industrial based ګورو، ایګریکلچرل ته نه ګورو۔ جناب سپیکر صاحب، زما ریکویسټ دے دے حکومت ته چه دا Salaries increase د نه ورکوی، Across the board د نه ورکوی، چه ښوک کار کوی، Performance measurement د هر یو کیږی، ریونیو جنریشن ډیپارټمنټ کښے، چه چا ټارګټ نکړو هغوی ته ورکوئ، چه کوم د سحر نه ماسخوتنه پورے ناست وی هغوی له ورکوئ، اوس سرپلس پول کښے ناست دی سر، هغوی ته هم دا ورکوئ۔ سر چه کله چوکیدار له تاسو باره هزار روپئ ورکوئ نو ستاسو په Mind کښے زمونږه په ایګریکلچر کښے ښوک به کار کوی؟ سر، پالیسی داسے پکار ده چه ایمپلائمنټ Generate شی او ایمپلائمنټ به کله هم نه Generate کیږی، پبلک سیکټر ایمپلائمنټ Generate کولو د پاره نه دے، هغه سروس ډیلیوری د پاره دے او ګورننس د پاره دے، ایمپلائمنټ جنریشن د پاره

پرائیویټ سیکټر دے خواوس Competition کښے تاسو اوګورئ، تاسو څه کوئ لګیا یئ سر؟ زما ریکویسټ دا دے فیډرل ګورنمنټ ته، د 18th Amendment مونږ باندے Mandatory دا پالیسی د Review شی سر، دا به مونږ نه بوجھ هم اخوا کړی، Across the board د نه وی، چه کوم سړے کار کوی، کوم سړے Deserving دے، هغوی له د ورکوی او هر چا له د نه ورکوی۔ سر، اخرنے پوائنټ کومه جی، بیا به اجازت غواړمه جی، ډیره مهربانی۔ سر، زمونږ چه وړومبے کال وو، ستاسو په مهربانئ سره ما یو Unanimous resolution پاس کړے وو او هغه Unanimous resolution دا وو سر چه کوم کارپوریشن ته الاؤنس ملاویږی، د هغے Disparity د رورل ایریا نه د ختم شی سر، هغه د بجټ کښے ختم شی۔ زه ډیره شکریه ادا کوم سر، دا ایوان مشکور دے د دے حکومت، زه ئے مشکور یمه سر، دے سره به ډیر زیات Change راځی۔

جناب سپیکر: دا ښه او شو۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: مګر یو ریکویسټ مے دے چه Next step دا پکار دے جی چه Class based education system ختمول پکار دی، د دوه کلاس رومز پرائمری سکول زمونږ ایجوکیشن یا لټریسی نه زیاتوی، پرائمری سکول کښے کم از کم پینځه کلاسونه وی او که د پینځه کلاسونو پرائمری سکول نه وی، مونږ جی ځان هم دهوکه کوؤ او څه جوړوؤ هم ترے نه، سر، زما ریکویسټ به دا وی چه کومه سیلری هغه کسان Deserve کوی نه، ورنه واخلئ او دا سټرکچر چه کوم دے سر، دا کوم Basic Structure د پرائمری ایجوکیشن دے، دا د Change شی، کم از کم پینځه کلاسه د وی او د Class based چه کوم سسټم دے د ایجوکیشن، دا د ختم شی۔ ډیره مهربانی، جناب سپیکر۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ډیره شکریه جی، ثاقب الله خان۔ عظمیٰ خان بی بی، زرقہ بی بی سخت خط بھی مجھے لکھتی ہیں اور پھر غائب بھی ہوتی ہیں۔ جی پیر صابر شاہ، جی آنریبل پیر صابر شاہ صاحب۔

(تالیاں)

سید محمد صابر شاہ: مہربانی، مہربانی۔ (قہقہہ) اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ شکریہ جناب سپیکر، میں مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ کل بھی کہا گیا تھا لیکن میں تیار نہیں تھا اور آج عبدالاکبر خان نے بڑی کوشش کی کہ میری سپیچ کو Sabotage کیا جائے لیکن آپ نے معاونت کی۔ شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ (عبدالاکبر خان، رکن اسمبلی سے) سیریس نہ لیں اس کو۔ (قہقہے) میں یقیناً جناب فاضل منسٹر صاحب کی اس کوشش کو، باوجود اپوزیشن میں ہوتے ہوئے کہ روایت یہ ہے کہ بجٹ کو Appreciate نہیں کیا جاتا لیکن میں ان کو Appreciate کرتا ہوں، اس روایت کو میں توڑتا ہوں (تالیاں) اور ان کو Appreciate اسلئے بھی کرتا ہوں کہ یہ جو 249 ارب 15 کروڑ اور 10 لاکھ کے یہاں پہ محاصل بھی ہیں اور اخراجات بھی یہی 249 ارب 15 کروڑ 10 لاکھ کے ہیں، تو یہ یقیناً اگر ہم اس کو دیکھیں تو یہ خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ یہ ہماری اسمبلیوں کی روایت بھی ہے کہ ہم ہمیشہ متوازن بجٹ پیش کرتے ہیں اور انہوں نے اس روایت کو بھی برقرار رکھا ہے، اس پہ بھی میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں (قہقہہ) کہ کم از کم وہ روایت انہوں نے توڑی نہیں ہے، اس روایت کو قائم و دائم رکھا ہے، حالانکہ ہمارے صوبے کے جو حالات ہیں اور یہ دہشت گردی ہو، ہمارے اوپر باہر سے ڈرون حملے ہوں، اسی صوبے کے اندر امریکن ہیلی کاپٹرز آکر اور راتوں رات یہاں پر کارروائی کر کے بحفاظت نکل جائیں، ان حالات کے اندر صوبہ سرحد میں بیلنس بجٹ پیش کرنا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ یہ بجٹ غیر متوازن نہیں ہوگا، میرے خیال میں یہ خام خیالی ہوگی لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ جو سیلاب آیا، سیلاب سے جو تباہی ہوئی اور ملاکنڈ ڈویژن سے ہماری جو Displacement ہوئی تیس لاکھ، تقریباً اتنے لوگ آئے اور اس کے بعد ان کا واپس جانا اور ایسے حالات کے اندر دوبارہ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر اور آنے والے وقت کیلئے ایک بجٹ کو پیش کرنا یقیناً اس کو Appreciate کرنا چاہیئے لیکن جناب سپیکر، آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں اور ہمارے سامنے جو لاقانونیت، بے روزگاری اور مہنگائی، یہ ایسے مسائل ہیں جو ہمارے سامنے ایک بڑی خطرناک صورت میں کھڑے ہیں اور بیرونی مداخلت بھی ہے۔ آج میرے بھائی چمکنی صاحب نے فرمایا، میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں اور یہ ہمارا اثاثہ ہیں اس ہاؤس کا، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں ایک قرارداد پیش کرنی چاہیئے کہ امریکہ کی طرف سے ہمیں جو امداد ملتی ہے، وہ امداد براہ راست ہمیں ملے اور اس میں جو مرکز کی

طرف سے پروسیجر درمیان میں ہوتا ہے، اس پروسیجرز کو ہٹا کے براہ راست ہمیں اگر امریکہ کی امداد ملے گی تو کم از کم ہم اپنے جو اخراجات ہیں اور بجٹ کی جو ہماری Requirements ہیں، ان کو ہم Meet کر سکتے ہیں لیکن میں اس سے انتہائی ادب کے ساتھ، اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ ساٹھ سال سے ہم امریکہ ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں اور جب ہماری Budget formation ہوتی ہے، ہم بجٹ تشکیل دیتے ہیں تو اس کی بنیاد انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ، میں اس حکومت کی بات نہیں کر رہا ہوں، ہماری حکومتیں بھی گزری ہیں، جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں، جب ہم بجٹ کی اپنی متوقع آمدن کو پیش کرتے ہیں تو اس میں ہماری بیرونی امداد، ایسا کوئی بجٹ ہے نہیں جس کے اندر ہم خود انحصاری کو بنیاد بنا کر اپنے بجٹ پیش کریں بلکہ ہمیشہ جب ہم بجٹ پیش کرتے ہیں، اس کے اندر ہماری باہر سے امداد کا ایک فیکٹر جو ہوتا ہے، اس میں ہم اس کو شامل کرتے ہیں کہ متوقع ہمیں اتنے پیسے باہر سے آنے کی امید ہے اور آج تو جناب سپیکر، حالت یہ ہے کہ آج تو ہم بالکل ایک طرح سے کرائے کے گوریلے بن چکے ہیں، جب ہمیں 'ڈومور' کہا جاتا ہے، ہم ہر قدم پہ کہتے ہیں، پیسے دو، پیسے دو، میں کرتا ہوں، کام کرونگا، تو قدم قدم پہ ہمیں نئے نئے احکامات دیئے جاتے ہیں اور ہر قدم پہ پیچھے ہم دیکھ کہ کہتے ہیں کہ جی پرانا حساب تو ہمارا ختم کرو۔ جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ کیا ایک زندہ قوم، میں صوبہ خیبر پختونخوا سے ہٹ کے پورے پاکستان کی بات کرتا ہوں، ہمارے حالات کوئی اس ملک سے علیحدہ نہیں ہیں، کیا ہم نے بحیثیت ایک خوددار قوم کے، غیر تمند قوم کے اور اس خیبر پختونخوا میں تو من حیث الانسان، انسان کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں، ان کے اپنے احساسات ہوتے ہیں، وہ غیرت کے ساتھ، عزت کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، پھر ہم مسلمان ہیں، مسلمان بنیادی طور پر غیر تمند ہیں اور پھر اگر اس صوبے کی بات کرتے ہیں تو ہم تو پٹھانوں کا صوبہ ہیں اور پختون اور پختونولی جو ہے، یہ تو عبارت ہی غیرت سے اور خودداری سے ہے اور خود انحصاری سے ہے۔ تو جناب سپیکر، میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم روایات سے ہٹ جائیں اور ایک کڑوا گھونٹ، کہ نہیں ہم نے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کے اور اپنے ریسورسز کو لیکر، اپنے ریسورسز کو ڈیویلپ کر کے اور کسی کی طرف ہاتھ نہیں پھیلائیں گے، اگر ایک سال، دو سال، تین سال کیلئے میری گلی، میرے سکول، واٹر سپلائی یا دیگر ڈیویلپمنٹ کے کام کے بدلے خود انحصاری کی مجھے نعمت ملتی ہے، اس قیمت پہ آ کے میں اپنے ریسورسز کو ڈیویلپ کر دوں اور ہاتھ پھیلانے کے بجائے ایک غیر تمند قوم کی طرح سر اٹھا کر اور اپنے ریسورسز کے ساتھ، اگر کم بھی ہوں، تھوڑے بھی ہوں، اس کے ساتھ اگر میں جینا سیکھ لوں تو جناب سپیکر، میں سمجھونگا کہ ہماری بہت بڑی

کامیابی ہو گی۔ ہم ان روایات سے ہٹنے کیلئے اگر اپنے صوبے کو دیکھیں، اگر ہم اپنے ریسورسز کو دیکھیں تو جناب سپیکر، غالباً بجٹ میں میں نے پڑھا کہ پینتیس ہزار میگاواٹ اور یہ وائٹ پیپر کے اندر یا دوسری کتاب تھی، اس میں میں نے دیکھا کہ پچاس ہزار میگاواٹ بجلی کا پوٹینشل جو ہے، وہ آپ کے اس سال کی ڈاکومنٹ میں Present کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، آپ کے پورے ملک، پورے پاکستان کی جو Requirement ہے، وہ میرے خیال میں سولہ ہزار میگاواٹ پورے ملک کی Requirement ہے۔ اگر صوبہ سرحد کی پچاس نہیں، پینتیس نہیں، تیس ہزار میگاواٹ اپنی یہ بجلی، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نعمت اور ایک ہمیں خزانہ دیا ہے، اگر ہم اسی کو ڈیویلپ کر لیں تو جناب سپیکر، ہم افغانستان اور دوسرے ملکوں کو اپنی بجلی ایکسپورٹ کر سکتے ہیں، پورے پاکستان کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ آج صرف تربیلہ ڈیم سے ہمیں جو نیٹ پرافٹ یا یہاں پہ آپس میں بات ہو رہی ہے، کسی نے Arbitration کی، کسی نے مخالفت کی جناب سپیکر، کچھ ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ ہماری فتح ہے، دوسرے ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے اس وقت بھی مخالفت کی، میں تو کہتا ہوں کہ میں کس کے ہاتھ پر، میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں، میں کس کے ہاتھ پر۔۔۔۔

(تالیاں، قہقہے)

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جناب سپیکر، میں مشاعرہ نہیں کر رہا، (قہقہے) میں یہ کہ 593 ارب جو ہمارا بجلی کے منافع کا حق تھا، 593 ارب، ہم Arbitration کے ذریعے سے 110 ارب پر آئے۔ جناب سپیکر، میں معذرت کے ساتھ، جان کی امان چاہتے ہوئے چونکہ آج جب بات ہوتی ہے، بہت سیریس لی جاتی ہے لیکن بخدا ہم جب بات کرتے ہیں، وہ آپ کی بھلائی کیلئے کرتے ہیں، اس ملک کی بھلائی کیلئے کرتے ہیں، اس صوبے کے عوام کی بھلائی کی بات کرتے ہیں، جناب، میں نہیں کہتا کہ یہ جرم کیا ہے؟ شاید کل مورخ لکھ لے، شاید وہ لکھ لے کہ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ اگر درانی صاحب کی حکومت میں یہ Arbitration ہوئی ہے، انہوں نے زیادتی کی اور اگر معافی کے ساتھ آج کی حکومت نے اسے Acknowledge کیا ہے تو معافی چاہتے ہوئے کہ آپ نے بھی زیادتی کی۔۔۔۔

<u>میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات)</u>: اگر اس سے پہلے ہوا ہے، وہ بھی۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: وہ بھی زیادتی ہے، وہ بھی زیادتی۔ اگر کسی نے کیا ہو، چھ ارب اس وقت۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: یہ آپ اور ہم نے۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: جی جی، بالکل آپ نے اور ہم نے ملکر (قہقہے) آپ نے اور ہم نے مل کے کیا۔ میرے بعد جواب دیں مجھے۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (بلدیات): یہ باتیں ہماری حکومت میں نہیں ہوئیں بلکہ یہ دعویٰ پہلی حکومت نے کیا تھا۔

سید محمد صابر شاہ: جی جی۔ ہماری ضرورت ہے، ہم نے تو سرکاری سطح کے ساتھ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے جان کی امان پہلے مانگی تھی جی۔

سید محمد صابر شاہ: میں گزارش کرتا ہوں، میں نے جان کی امان چاہی تھی جی۔ (قہقہے) اگر جان کی امان، چونکہ میں۔۔۔۔۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): پتوئ ئے مہ جی، لگیا یئ۔ ډیر ښکلی لگیا دی، پیر صاحب پریږدوئ۔

سید محمد صابر شاہ: نہ دغہ دی نو زہ بہ خنگہ مطلب دے۔۔۔۔۔

(قہقہے)

آواز: یریږدہ مہ۔

سید محمد صابر شاہ: نہ، یریږم نہ خو صرف زہ دا وایم، میری جو گزارش ہے کہ ہمیں 483 بلین روپے، ہمیں 483۔۔۔۔۔

آواز: 485۔

سید محمد صابر شاہ: 85، وہ میں نے چھوٹے فگرز جو ہیں، اتنی بڑی رقم ہے کہ اس میں دو کروڑ کو میں نہیں لایا بلکہ 483 بلین روپے، جناب سپیکر Forego کر دیئے ہم نے، بخش دیئے ہم نے اللہ کے راستے میں، چلو ہم نے بخش دیئے بابا۔ گھر میں کھانے کیلئے نہیں ہے، بجٹ بناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ امریکہ والے پیسے درمیان میں مرکزی حکومت اڑالے جاتی ہے، براہ راست ملیں ہمیں، یہاں پر ہم خیرات بانٹتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جو ہوا سو ہوا لیکن آج بھی میں پیپلز پارٹی اور اے این پی کی حکومت سے، آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدا کیلئے بجٹ میں، کچھ فگرز آئے ہیں ہائیڈل جنریشن کے، لکھا ہوا ہے، آٹھ کا ہے، کہیں چھ کا ہے، کہیں چالیس کا، کوئی متفرق قسم کے کچھ پراجیکٹس کی نشاندہی ہوئی ہے لیکن خدا کیلئے آپ کو جو پیسہ مل رہا ہے، میں اس ہاؤس کے ممبران سے بھی کہتا ہوں، میں کہتا ہوں، میں قربانی دیتا ہوں اور اگر یہ ہاؤس اس

بات پر تیار ہو جائے کہ آپ Straight away ہمارے ڈیویلپمنٹل پروگرام کو ختم کر دیں اور آئیں اس پیسے کو آپ ہائیڈل جنریشن میں لگا دیں، (تالیاں) اس میں لگائیں، خود انحصاری کیلئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں، اگر ہم دو سال تین سال کی قربانی دے دیں اور Continuity رکھیں، آج اگر موجودہ حکومت یہ قربانی دیتی ہے، اپوزیشن انکا ساتھ دیتی ہے، پھر یہ عہد بھی ہو ہمارا کہ آنے والے ٹائم میں حکومت جس کی بھی آئے، وہ اس پروگرام کی Continuity کو قائم رکھے، ہم پانچ سال، چھ سال، آٹھ سال کے بعد جناب سپیکر، امریکہ کو قرض دینگے، ہمیں امریکہ کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں پڑے گا۔ اس لئے ہمارے اپنے جو ریسورسز ہیں، ہمیں ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بجٹ میں کافی چیزیں ہیں، خیبر بینک کا ذکر ہوا ہے، خیبر بینک کے ساتھ ساتھ ایک اور بینک بھی ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے، یہ لینڈ بینک کا قیام ہے، لینڈ بینک، لینڈ بینک اور اس کیلئے کوئی، اس کتاب میں میں نے پڑھا کہ دو ارب اور چالیس کروڑ روپیہ جو ہے، اس کی ٹوٹل ایلوکیشن ہے اور شاید اس سال چوالیس کروڑ یا کتنا ہے، وہ اس کیلئے رکھا گیا ہے۔ تو یہ میری سمجھ میں نہیں آیا، یقیناً کوئی اچھا پراجیکٹ ہو گا لیکن اتنے بڑے پراجیکٹ رکھنے سے بہتر ہے کہ، اس بجٹ کے اندر صرف بینک کا ذکر ہوا ہے لیکن ابھی تک میرے خیال میں اپوزیشن لیڈر کو بھی اس کا پتہ نہیں ہو گا اور اگر ہو تو وہ خاموش بیٹھے ہیں کہ یہ بینک کیا چیز ہے؟ یہ اتنا بڑا پیسہ جو ہم رکھ رہے ہیں، کس مقصد کیلئے رکھ رہے ہیں؟ بہر حال اس پر میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا، موجودہ بجٹ سے پہلے گزشتہ سال جب بجٹ پیش ہو رہا تھا تو اس وقت میں نے ایک گزارش کی تھی کہ جناب، جب بھی بجٹ کی تشکیل ہوتی ہے، جب اس کی تیاری ہوتی ہے تو اس سے پہلے ایک روایت تھی کہ مشاورت ہوا کرتی تھی، حکومت اپنے ایم پی ایز کے ساتھ اور اپوزیشن کے ساتھ، اس سال یہ مشاورت کی گئی ہے، اس کو میں Appreciate کرتا ہوں اور آئندہ کیلئے بھی اس کو جاری رہنا چاہیئے۔ (تالیاں) بجٹ میں اٹھارہویں ترمیم کے حوالے سے جو منسٹریاں تحلیل ہوئی ہیں، اس سے کچھ ایک ارب اور ساٹھ کروڑ روپے کے اضافی اخراجات اور میرے خیال میں کچھ آٹھ وزارتوں کا نزلہ جو ہے، وہ گرنا ابھی باقی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ جو سلسلہ ہے کہ ایک دم صوبوں پر ایک بوجھ ڈالا گیا ہے، اگر حکومت مناسب سمجھے تو مرکزی حکومت سے اس سلسلے میں بات ہونی چاہیئے کہ ایک محدود ٹائم کیلئے، کم از کم دس سال کیلئے یہ جو منسٹریز یہاں پر شفٹ ہو رہی ہیں، بجائے اس کے کہ ایک دم صوبوں کے اوپر بوجھ ڈالا جائے، اگر Gradually اس بوجھ کو ٹرانسفر کرنے کیلئے ایک نئی پالیسی ترتیب دی جائے تاکہ اس پالیسی کے تحت ایک شیڈول ہو، اس شیڈول

کے تحت یہ جو ایک دم ہمارے صوبے کے اوپر بوجھ ڈالا گیا ہے، میرے خیال میں مرکزی حکومت سے اس پر بات ہونی چاہیئے تاکہ یہ لوڈ ہم سے تھوڑا کم کیا جائے تو اس طرح سے یہ جو ہم ایک دم ایک پریشر کے اندر آئے ہیں، کم از کم اس سے ہمیں نجات مل سکتی ہے۔ جناب سپیکر، یہاں پر اور تو ٹیکس لگے ہیں، دیوانی مقدمات پر فیس میں اضافے کی بھی بات ہوئی ہے تو اس سلسلے میں باقی ٹیکسز اگر نہیں لگیں گے تو حکومتیں نہیں چلتیں۔ اس بارے میں ہمارے دیہاتوں میں ایک بات کی جاتی ہے کہ اگر بھینس کو ہم ونڈا دیں گے، چارہ دیں گے تو آپ کو دودھ دے گی۔ اگر آپ بھینس کو چارہ نہیں ڈالیں گے، اچھا چارہ نہیں دیں گے تو بھینس آپ کو دودھ نہیں دے گی۔ اسی طرح اگر ٹیکس ہم نہیں لگائیں گے تو حکومتیں نہیں چل سکتیں۔ چونکہ اس کو میں دیکھ نہیں سکا کہ ٹیکسز کی مد میں جو پیسے ہمیں مل رہے ہیں، وہ ہمارے بجٹ کی I don't know کہ Percentage کتنی بنتی ہے؟ بہت کم، تین پرسنٹ اس کی Percentage ہے، یعنی کہ بالکل ہماری تو اس میں کوئی Percentage ہی نہیں ہے، ہمیں Realistic ہونا پڑے گا۔ ہمیں سیاسی اپنی پوزیشن کو بحال رکھنے کیلئے، ٹیکس فری بجٹ ہے ہمارا، ہم نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا، نہیں ہمیں اس سے باہر نکلنا ہوگا۔ جب خود انحصاری کی بات کرتے ہیں، جہاں آپ سروسز Provide کرتے ہیں، جہاں پر لوگ Benefit اٹھاتے ہیں، وہاں لوگوں سے بھی ہمیں یہ توقع کرنی چاہیئے کہ وہ ٹیکس دینے کا ہمارا ایک کلچر جو ہے، اس کو ہمیں ڈیویلپ کرنا پڑے گا۔ ٹیکس دینے کے کلچر میں یقیناً Political will کی ضرورت ہے۔ چونکہ جب ہم ٹیکس کی بات کرتے ہیں، سیاسی لوگ ہیں، لوگوں میں جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہم پر ٹیکس لگا لیا، جیسے فاضل اپوزیشن لیڈر نے نسوار کی بات کر دی کہ جناب نسوار پر آپ نے ٹیکس لگا دیا اور آج 'مشرق' میں اس پر پورا ایک آرٹیکل آیا ہے کہ پٹھانوں پر جناب، غریبوں پر جو پانچ روپے نسوار کی وہ پوڑی لیتے تھے، اس پر ٹیکس لگ گیا، چھ روپے کی ہوگئی یا سات کی۔ گزارش میری یہ ہے کہ نسوار کو تو کنارے کر لیں لیکن ایک ٹیکس دینے کا کلچر ہمیں ڈیویلپ کرنا چاہیئے لیکن اس کے اندر بھی، اب جیسے دیوانی مقدمات پر فیس میں اضافہ، جو آدمی دیوانی مقدمات میں ملوث ہوگیا، سمجھو وہ نہ اپنے کام کا رہا نہ گھر والوں کا رہا، وہ چلا گیا اس دنیا سے، وہ دیوانہ ہوگیا۔ اب ان پر ٹیکس لگانا، (قہقہے/تالیاں) وہ جو ان کے ساتھ جاتے ہیں گواہی دینے کیلئے، گھسے پٹے لوگوں پر کم از کم ہمیں غور کرنا چاہیئے، ہمیں ذرا وہ کم کرنا چاہیئے۔ یہاں پر ایگریکلچر انکم ٹیکس اور لینڈ ٹیکس ایسے ہیں جن کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے، لیکن اس پر اگر Reconsideration آپ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

آواز: پورے پاکستان میں۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: جی ہاں، پورے پاکستان میں کریں لیکن اگر آپ Initiative لے لیں، ایشو ہے پورے ملک میں، Initiative آپ لے لیں اور Political will کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔

آواز: Imposed ہے۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: ہاں Imposed ہے تو Implement کرنے کی بات ہے، صرف سنجیدگی کی بات ہے اس لئے ہم آپ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اب یہ نہیں کہ آپ ٹیکس لگائیں گے، ہم اس پر جا کے آپ کے خلاف سیاسی اس کا Benefit، نہیں یہ اس ملک کی ضرورت ہے۔ آج آپ کی حکومت ہے کل کسی اور کی حکومت ہوگی تو آپ کی ہو، جس کی بھی ہو، آپ کیوں بولتے ہیں کہ ہماری حکومت ہے، کس کی حکومت ہے، آپ کیوں اس پر چادر ڈال کے بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ ہماری حکومت ہو تو اسی پر کل ہمارا کوئی بھائی بیٹھا ہوگا، ایسی بات نہیں ہے۔ دوسری بات جو چھ ڈیموں کی تکمیل ہے، اس میں میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ان چھ ڈیموں میں میرے حلقے کا ایک ڈیم بھی ہے لیکن وہاں پر جو زیادتی ہوئی ہے، اس کو ذرا آپ نوٹ کر لیں جی، میرے خیال میں نوٹ کوئی نہیں کر رہا۔۔۔۔

جناب محمد ہمایون خان (وزیر خزانہ): جناب، میں نوٹ کر رہا ہوں۔

سید محمد صابر شاہ: اچھا فنانس منسٹر صاحب کر رہے ہیں، وہ ویسے بھی انڈر پریشر ہیں تو اس کے اوپر مزید نہ ڈالیں، اگر آپ کر لیں کیونکہ آپ کا لکھا ہوا جو ہے، وہ ذرا زیادہ پر اثر ہوگا۔ چھ ڈیموں میں ایک ڈیم میرے حلقے کا ہے، اس ڈیم کی پوزیشن جناب سپیکر، یہ ہے کہ اس کے رائٹ بنک پر، یہ جب ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں سے تو رائٹ بنک والوں نے آنے جانے اور ان کے ساتھ اچھا رویہ رکھا، میں اس کو Appreciate کرتا ہوں لیکن اس کے نتیجے میں جو لفٹ سائڈ ہے، Completely ان کو پانی کی ایک بوند بھی نہیں مل رہی۔ میں وہ ڈیموں کے ڈائریکٹر سے بات کرتا رہا، پہلے کہتا کہ یہ سب ہوگا، سب ہوگا، آخر میں مجھے Dodge کر کے کہ میرا ایس ڈی او آجائے گا، اس سے آپ بات کر لیں۔ میں نے کہا اب ایس ڈی او بیچارے کو کیوں تکلیف دے رہے ہو جناب عالی، وہاں پر تو آپ کے چوکیدار بھی تو ہونگے، ان سے کہدیں، میں ان کے پاس چلا جاؤنگا بات کرنے کیلئے۔ یعنی اگر ہمارے اداروں کا یہ رویہ ہو جناب سپیکر، یہ کہتے ہیں نا Good governance کی بات اور Implementation کی بات، اگر Good governance پر کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو ان جیسے لوگوں کو جو مجھے کہتے ہیں کہ جاؤ تم اپنا مسئلہ، میرے ایس

ڈی او کے دفتر میں جاکر اس سے بات کرو، یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کی حکومتوں کو، ہماری حکومتوں کو ناکام بناتے ہیں، پالیسیاں ناکام ہو جاتی ہیں، اس قسم کے لوگ جب آپ کے اداروں کے اندر بیٹھے ہوتے ہیں، میں کہتا ہوں اس پر بھی آپ Kindly ذرا غور کیجئے گا۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ یہ آپ نے تناول کے علاقہ کی جو ڈسٹرکٹ کونسل، Sorry یونین کونسلز ہیں، ان کو Incentives دی ہیں، ہارڈ ایریا ڈیکلیئر کیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تناول کو؟

سید محمد صابر شاہ: ہاں اس کو، اس تناول کی چار پانچ جو یونین کونسلز ہیں، کلینجر، لالو گلی، بیڑ، لدڑمنگ، امازئی اور بیت گلی۔ یہ اس تناول کا حصہ ہیں اور یہ پہلے اس کو لیتے رہے لیکن اس دفعہ یہ جو آپ ان کو وہ دوبارہ شروع کر رہے ہیں، ان کو نظر انداز کیا گیا جو کہ انتہائی Backword area ہے، میں امازئی کی بات کر رہا ہوں، یہ کالا ڈھاکہ کے ساتھ جاکر ملتا ہے، کالا ڈھاکہ کی باؤنڈری کے ساتھ ہے جی، تورغر کے ساتھ، تورغر سابقہ کالا ڈھاکہ، تو برائے مہربانی اس میں ان یونین کونسلز کو بھی آپ شامل فرمائیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر میں بات کرتا ہوں، صنعتی ترقی کیلئے پشاور، مالاکنڈ اور حطار میں نئی صنعتی بستیاں قائم کرنے کی بات ہوئی ہے جناب، غازی انڈسٹریل اسٹیٹ جو Approved ہے، زمینیں اس کیلئے آپ نے لی ہیں اور غازی انڈسٹریل اسٹیٹ کی میں آپ کو بات کروں، آپ کی حطار انڈسٹریل اسٹیٹ کی پوزیشن یہ ہے کہ اس سے تقریباً اب تک کوئی چالیس پنتالیس لوگ وقتاً فوقتاً، جو انڈسٹریلسٹس ہیں، وہ اسلام آباد سے جاتے ہوئے اغوا ہوئے۔ اسی طرح آپ کی جو انڈسٹریل اسٹیٹ ہے گدون، اس کا بھی لاء اینڈ آرڈر بڑا Developed ہے لیکن وہاں پر بھی ہمیں یہ مسائل ہیں لیکن جو غازی انڈسٹریل اسٹیٹ ہے، اس کی Importance یہ ہے کہ یہ موٹروے چھچھ انٹرچینج سے صرف تیرہ منٹ کا راستہ ہے، یعنی یہ واحد آپ کے اس صوبے کے اندر انڈسٹریل اسٹیٹ ہو گی جو تیرہ منٹ، جب آپ پروڈکشن گاڑی میں ڈالیں گے تو تیرہ منٹ بعد آپ موٹروے پر ہونگے۔ سوئی گیس موجود ہے، سڑکیں موجود ہیں، سب کچھ موجود ہے اور جہاں ہم نے بات کی ہے کہ اگر ہمارے صنعتکاروں کو ہم ایک محفوظ جگہ فراہم کر دیتے ہیں، ایسی انڈسٹریل اسٹیٹس جہاں پر وہ اپنے آپ کو محفوظ کریں، جہاں سے ان کو سامان ادھر ادھر لیجانے میں آسانی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر ہمیں، آپ مہربانی کر کے غازی انڈسٹریل اسٹیٹ کو جو موجودہ آپ Extension دے رہے ہیں بلکہ آپ اس کو حطار انڈسٹریل اسٹیٹ کا فیز ون بنادیں، اس کا حصہ بنادیں لیکن اس صوبے

کی ترقی کیلئے میں سمجھتا ہوں غازی انڈسٹریل اسٹیٹ جو ہے، تربیلہ ڈیم کے منہ میں ہے تو بجلی موجود، سوئی گیس موجود، سڑکیں موجود، انفراسٹرکچر موجود، زمین موجود، اگر اس کے باوجود بھی ہم ان سے فائدہ نہ لیں، تو مہربانی کر کے اس صوبے کی خاطر، اس صوبے کی ترقی اور صنعتی ترقی کیلئے آپ مہربانی کر کے اس کو اس میں شامل کر دیں۔ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ، آپ کے پانچ ٹیکنیکل ووکیشنل ادارے قائم ہیں، غازی سنٹر جو ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس کو بھی اپ گریڈ کیا جائے اور پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ بنایا جائے کیونکہ جب انڈسٹریل اسٹیٹ غازی، انڈسٹریل اسٹیٹ گدون، اب جب غازی میں آپ پولی ٹیکنک بنائینگے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Catter کرے گا آپ کے دونوں انڈسٹریل اسٹیٹس کو، آپ کی ضروریات کو پورا کرے گا اور آپ کی ترقی کا پہیہ جو ہے وہ دن رات، دن دگنی اور رات چوگنی یہ ترقی بھی کرے گا۔ جنگلات کی بات ہوئی ہے، آٹھ ہزار چھ سو ایکڑ زمین پر شجر کاری بہت اچھی بات ہے لیکن میں گزارش کرتا ہوں، گزارش کس سے کروں؟ منسٹر صاحب بات چیت کر رہے ہیں، اگر یہ توجہ فرمائیں تو منسٹر صاحب! آپ کو مبارک ہو، یہ آٹھ ہزار چھ سو ایکڑ پر آپ شجر کاری کرینگے، بہت بڑا کام ہے، یہ بہت بڑی ہماری Requirement ہے اور ضرورت ہے لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ اس پر آپ کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے پہلے جتنی بھی شجر کاری ہوئی ہے 5% Successful rate آپ کی نہیں ہے، پانچ فیصد جو جنگلات کی آپ نے شجر کاری کی ہے، پانچ فیصد کامیابی نہیں ہوئی، یہ ایک تلخ حقیقت ہے اور اگر اتنی بڑی رقم اور اتنا بڑا کام جو کہ آپ کامیاب ہوئے ہیں، اس بجٹ میں اس کی اتنی بڑی ایلوکیشن آئی ہے تو اگر یہ بھی ناکام ہو گئی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ میں Personally آپ سے گزارش کروں گا کہ جہاں جہاں بھی وہ ہوں، اس میں آپ کی پرسنل توجہ بہت ضروری ہے، میں صرف اتنی سی بات کرتا ہوں جی۔ یہ تعلیم کیلئے آپ نے پیسے رکھے ہیں، تعلیم کے حوالے، وزیر تعلیم صاحب چونکہ نہیں ہیں، کسی اہم اس پر گئے ہونگے، یقیناً Important Ministry ہے ان کی اور یہ تو ہاتھ جوڑ رہے ہیں، ان سے تو میں ویسے بھی، ان کی کافی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: پیر صاحب! یہ باقی ان کو کٹ موشنز پر سمجھادیں، میرے خیال میں اتنا کافی ہے۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: آپ مجبور کرتے ہیں تو میں کٹ موشنز بالکل پھر ڈال دوں گا، سارے ڈیپارٹمنٹس پر۔ (قہقہہ) میرا تو ارادہ تھا کہ کٹ موشنز داخل نہیں کروں گا، چونکہ آپ کا حکم ہے تو میں کٹ موشنز بھی جمع کراؤں گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ قاضی صاحب پر ضرور لائیں۔

سید محمد صابر شاہ: میں صرف اتنا کہتا ہوں جی کہ میرے حلقے کے اندر سکول بنے ہوئے ہیں تو ان میں ہائی سکول ہیں، پرائمری سکول ہیں لیکن ان کی بلڈنگز تباہ ہو رہی ہیں تو میں گزارش کرتا ہوں کہ ان پرائمری سکول، مڈل سکول، ہائی سکول کو فنکشنل بنایا جائے۔ دوسری جو اہم بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ میں مشکور ہوں اپنے سابقہ چیف منسٹر صاحب درانی صاحب کا، اپوزیشن لیڈر کا، یہ میرے گاؤں آئے تھے اور چلتے چلتے میں نے انہیں ریکویسٹ کی کہ میرے پاس چائے پینے آئیں اور پھر میں نے ان سے کہا کہ مجھے ہائر سیکنڈری سکول دیں، انہوں نے کہا کہ پیر صاحب، میں تو نہیں کروں گا، میں نے کہا نہیں آپ نے کرنا ہے، مہمان تھے لیکن پھر بھی میں نے تھوڑی سی، اور انہوں نے وہی اعلان کیا اور ہائر سیکنڈری سکول بنا لیکن جو بڑی عجیب بات ہے کہ وہ آدھا سکول بنا ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے، محکمہ تعلیم نے بھی اور سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے بھی آدھے سکول کی ایس این ایز بھیج کر اسے کلیئر کرایا۔ اب ٹھیکیدار نے واللہ اعلم، اس کی جو آدھی بلڈنگ ہے، وہ ٹھیکیدار اور ڈیپارٹمنٹ نے ملکر یہ پیسہ کھا لیا ہے یا کیا کیا ہے؟ تو اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی، اگر آپ مہربانی کرکے، منسٹر صاحب مجھے اشارے کر رہے ہیں، منسٹر صاحب جو ہیں، اگر یہ خود اس کی ذمہ داری لے لیں تو مہربانی کرکے جی اس پر بھی ذرا توجہ دیں، باقی میں آپ سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سنا، سپیکر صاحب، میں آپ کی بے چینی کو محسوس کرتا ہوں۔۔۔۔

Mr. Speaker: Thank you.

سید محمد صابر شاہ: آپ ہمیشہ شفقت کرتے ہیں اور آپ کی ایک بہت بڑی تاریخ ہے، آپ سپیکر ہیں، آپ ہیڈ ماسٹر نہ بنیں، ہم اس پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (تالیاں) تو میں آخر میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ ہاتھ نہ جوڑیں، آپ کے مطلب کی بات کرتا ہوں۔ پورے ہاؤس کی طرف سے وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک کروڑ کی بجائے ہمارے حلقوں میں دو کروڑ روپے جو ہیں وہ ڈیویلپمنٹل کیلئے دیئے ہیں۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): وہ تو انر جی کو دیئے ہیں۔

سید محمد صابر شاہ: جی؟

قائد حزب اختلاف: وہ تو انر جی کو دیئے ہیں۔

سید محمد صابر شاہ: نہیں اس میں آئے ہیں، تو دیں، اگر آپ، یہ تو بڑی بات ہو گی، یہ Offer تو ہم نے دی ہے۔ اگر انرجی سیکٹر میں آپ اس پر آتے ہیں تو پھر تو کچھ نہ دیں اور اگر انرجی میں آپ فی الحال تیار نہیں ہیں، فی الحال امریکہ ہی کی طرف دیکھنا ہے آپ نے (قہقے) تو پھر امریکہ کو ناراض نہ کریں، میں یہ جرم نہیں کرتا کہ امریکہ کے ساتھ آپ کے تعلقات میں رخنہ پڑے۔ وآخِرُ الدَّعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: تھینک یو۔ رحیم داد خان۔

جناب لیاقت علی شباب (وزیر آبکاری و محاصل): جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: لیاقت شباب۔

وزیر آبکاری و محاصل: دا ډیر کنفیوژن روان دے جی، په نسوارو باندے دا ډیره Important خبره ده جی، تهینک یو سر۔ دے نسوارو باندے جی زمونږ قابل احترام مشر اپوزیشن لیډر جناب اکرم درانی صاحب هم دلته خبرے اوکړے، نورو ملگرو هم، میډیا کښے هم داشے ډیر راغلے دے جی، ډیر کنفیوژن دے۔ داسے څه خبره نشته جی، په نسوارو باندے ټیکس نشته جی، صرف د نارتھ ویسټ فرنټیئر پراونس فنانس ایکټ 1996 لاندے ورجینا ټوبیکو چه کوم قسم دے، په هغے باندے ټوبیکو سیس، ټیکس دے جی او په سفید پته باندے دے او بیا د هغے نه چه کوم تمباکو پاتے شی چه هغه د کمپنیانو ضرورت نه وی جی، نو چونکه هغه کنټریکټر مونږ نه اخلی نو دا ټیکس په کنټریکټر باندے په هغه ټوبیکو باندے وی، هغه Rough مال چه کوم وی نو هغے باندے چه دا دے، دا د1996 نه جی دا سیس راروان دے، ستر پیسے Per Kg او دے ځل صرف مونږ تیس پیسے په هغے کښے Enhancement کړے دے چه یو روپئ مے کړے دے خو هغه په نسوارو باندے نه دے جی، نو کم ازکم دا شے مے کلیئر کولو جی۔ تهینک یو، جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، میرے خیال میں۔۔۔۔۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): دا سپیکر صاحب، د هغے خام مال نه نسوار جوړیږی ----
(قہقہے)

سید محمد صابر شاہ: دا نسوار پریږدوئ، دا د خیشکو نسوار نه شی چرته -----
(قہقہے)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! یہ کافی تقاریر ہوئیں، میں یہ ریکویسٹ کرونگا کہ رول 141 کی Second proviso کو سسپنڈ کیا جائے اور فنانس منسٹر صاحب کو ریکویسٹ کریں کہ اس کو Wind up کر لیں۔

قائد حزب اختلاف: سپیکر صاحب! عبدلاکبر، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمارے سارے اپوزیشن کے ممبرز بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں-----

جناب عبدالاکبر خان: ہاؤس سے آپ پوچھ لیں جی۔

قائد حزب اختلاف: اور جتنے بھی اپوزیشن کے ممبرز ہیں، اگر عبدالاکبر خان اس کو راتوں رات پاس کرنا چاہتے ہیں، اس کی اپنی مرضی لیکن اس پر بھرپور ہم احتجاج کرینگے۔ اپوزیشن کا ہر ایک ممبر اس پر بات کرے گا (تالیاں) اور اس کے علاوہ اس طرح نہیں ہوگا کہ عبدلاکبر خان صاحب کی بادشاہی ہے کہ رول کو Relax کریں اور اٹھیں یہاں پر ایک-----

جناب عبدالاکبر خان: سر رول، وہ تو میری بادشاہی نہیں ہے، وہ تو ہاؤس Relax کرے گا۔

قائد حزب اختلاف: نہیں نہیں، ہاؤس کی اس طرح کوئی بات نہیں، اگر آپ اس طرح بلڈوز کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہاں پر اس ہاؤس میں ہم نے ہمیشہ آپ کا ساتھ دیا ہے، بڑے اچھے انداز سے لیکن یہ روایت ختم ہونی چاہیئے کہ ابھی آپ چاہتے ہیں، ہم تو تیس تک ہر کٹ موشن پر بات کرینگے، کوشش کرینگے کہ اپنے دلائل سے ہر محکمے پر بات کر لیں اور میرے اپوزیشن کے سارے ساتھی چاہتے ہیں کہ ہر ایک بجٹ پر بات کریں۔ سپیکر صاحب، ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اس روایت کو، آپ نے تیس تاریخ تک ہمیں ایجنڈا بلکہ دو تک دیا ہے، تیس تاریخ تک بجٹ ہوگا اور اس کے بعد بھی اگر آپ چلاتے ہیں تو پلیز، اس میں تو صرف یہ ہوگا کہ اگر اس طرح آپ کی اکثریت ہے اور یہاں پر 'ہاں' اور 'ناں' آپ کہتے ہیں تو پھر تو اپوزیشن کا یہ حال ہے کہ آپ چلے جائیں گے اور پھر تیس تاریخ تک یہاں پر کوئی ممبر بھی اپوزیشن کا نہیں آئے گا۔

جناب بشیر احمد بلور {سینئیر وزیر (بلدیات)}: سپیکر صاحب، څنګه دوئ خبرے اوکړے، تاسو ته به یاد وی چه ستاسو په صدارت کښے دا ټول اپوزیشن لیډران صاحبان موجود وو او هغے کښے مونږ دا خبره کړے وه، دوه خبرے وے، یو خو لاء اینډ آرډر سیچویشن هم داسے وو نو مونږ دا وئیل چه یره مونږ کوشش به کوؤ چه څنګه مخکښے مونږ تاسو ته ریکویسټ کړے وو، هغه شان هاؤس ته مو ریکویسټ کړے وو نو هغه وخت هم مونږ بجټ داسے تقریباً اته ورځو کښے پاس کړے وو نو دے باره کښے مونږ تاسو ته دے ځل هم دا ریکویسټ کوؤ چه مونږ وروستو ځل دا سیشن چه وو، مونږ Twenty six days چلولے وو، حالات نارمل وو نو مونږ ته هیڅ هغه نشته، اوس به هم مونږ انشاءالله دا سل ورځے پوره کوؤ خو تاسو ته پته ده دا حالات څه دی؟ بهر تاسو نن پخپله راغلئ، تاسو وئیل چه دا ټول روډونه بند وو، خلقو ته دومره تکلیف دے چه دا ټوله علاقه Cordoned شوے ده، د حالاتو تقاضا دا ده چه مونږ دا ریکویسټ یو کړے وو تاسو ته، دا سکندر خان موجود وو چه مونږ کوشش کوؤ چه آټه دس ورځو کښے دننه دا بجټ پاس کړو نو آټه دس ورځے لا تیرېږی۔ سپیکر صاحب، زما به دا ریکویسټ وی چه تاسو هاؤس نه تپوس اوکړئ او دا چه اجازت راکړئ چه زمونږ منسټر فنانس صاحب خپل دا تقریر Sum up کړی او تاسو د هاؤس نه تپوس اوکړئ چه هاؤس وائی خو ټهیک ده، که هاؤس نه وائی نو مونږ به غږ نه کوؤ۔ تاسو ته دا خواست کوؤ۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر۔۔۔۔

سینئیر وزیر (بلدیات): دوئ لږ، خبره زه اوکړم نو بیا د خبره اوکړی۔ زه خبره پوره کړم نو بیا، زه خبره پوره کړم بیا تاسو وایئ کنه۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر، که ستاسو یاد وی جی، ستاسو صدارت کښے اجلاس وو، په هغے جناب سپیکر، مونږ خبره کړے وه، زه لږ وضاحت کول غواړمه جی، ځکه چه بشیر خان بعضے Facts لږ Distort کوی جی، زه په هغے کښے لږ دغه کومه۔ هغے کښے مونږ دا دغه کړے وو چه اپوزیشن هر ممبر به خبره کوی او دوئ مونږ سره منلے وه، ما ورته وئیل د دوئ ګورنمنټ به پرے

خبرے نه کوی، دوئ پخپله د هغه شی Violationدغه کړے دے جناب سپیکر، دا شے مونږ ته بالکل قبول نه دے۔

سینئر وزیر(بلدیات): نه دا سے نه وه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، دا سے خبره ده چه دا زما خیال دے پریس هم موجود دے، تاسو ته یاد دی چه کوم وخت ما خبرے اوکړے پریس سره، هغے نه پس تاسو مائیک زمونږ شیرپاؤ خان ته ورکړو، سکندر خان ته او سکندر خان وئیل چه او ټهیک ده زه اتفاق کوم چه دا حالات دا سے دی چه آٹھ دس ورځو کښے مونږ دا دننه پاس کول غواړو، نو دا On recordدے سپیکر صاحب، دا پریس کښے هم راغلی وو۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر، که ستاسو یاد وی ماورته دا وئیلی وو چه مونږ د صوبے په معاملو کښے ،مونږ د صوبے په معاملو کښے چه کوم د صوبے مسئله وی څه دغه وی هغے کښے مونږ دغه کوو خو د اپوزیشن چه کوم کردار دے یا د اپوزیشن، مونږ نه د خلقو طمع جوړیږی، هغه کردار به مونږ ادا کوؤ۔ بله دا خبره شوے وه چه د اپوزیشن هر ممبر به تقریر کوی، گورنمنټ بنچز به تقریر نه کوی-----

سینئر وزیر(بلدیات): سپیکر صاحب، سپیکر صاحب، هغه وخت کښے دا خبره هم دا سے شوے وه چه دا ټول زمونږ-----

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: دوئ هر یو کس چه دے دوه منټه پس پاڅی تقریر کوی، نه د کوی دوئ دا تقریرونه، اپوزیشن والو له د موقع ورکوی۔

سینئر وزیر(بلدیات): بالکل مونږ ته اعتراض نه وو خو هغه وخت کښے حالات دا سے دی سپیکر صاحب، چه اپوزیشن لیډر او ټول پارلیمانی لیډرانو خپلے خبرے کړی دی، زما به دا خواست وی سپیکر صاحب چه تاسو هاؤس نه ټپوس اوکړئ، مونږ دا غواړو چه مونږ دا زر ترزره د حالاتو تقاضه دا ده سپیکر صاحب، یو خو لاء اینډ آرډر سیچویشن او بل دا خلقو ته ډیر لوئے تکلیف دے، په دے وجه مونږ ریکویسټ کوؤ چه تاسو هاؤس نه ټپوس اوکړئ چه هاؤس دا Agree کوی نو بیا تاسو اومنئ، چه هاؤس Agreeکوی بس ټهیک ده بیا به خبره-----

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر۔

قائد حزب اختلاف: محترم سپیکر صاحب! زه تاسو ته گزارش کوم، زه سپیکر صاحب، تاسو ته گزارش کوم چه اول خو دا قاعده نه ده چه کله لیډر آف اپوزیشن تقریر اوکړی، هغه ته دا سے چرته نه دی شوی چه هر یو کس راپاځی او جواب ورکوی، د دے اسمبلئ روایات دا دی چه فنانس منسټر پوائنټس واخلی او ښه روایات دا وی چه کله چیف منسټر پخپله راشی بیا د هغوی اوکړی، مونږ خو دلته دا سے عجیبه خبره واوریدله چه جواب در جواب، دا به د اپوزیشن ټولے خبرے زمونږ فنانس منسټر صاحب نوټ کړے وے او روایات دا دی چه بیا به هغه د یو یو شی مونږ ته تفصیل وئیلے وو چه دا تاسو دا سکیم اوغوښتو دیکښے دا خامی ده، دا ئے هغه دے۔ دلته خو دا سے روایات جوړ شو چه مونږ چه کښینو نو د حکومت یو کس پاڅیدلے وی جوابی تقریر کوی، نه چرته په بجټ کښے جوابی دا سے تقریرونه شوی دی، مونږ جی تا ته دا گزارش کوؤ چه مونږ دا اسمبلی چلول غواړو جی، مونږ د روایاتو خلق یو، دا ټول دا اپوزیشن، زمونږ د دے اسمبلئ په زړه کښے ډیر لوئے احترام دے، دا ستا دا چئیر چه دے، د دے مونږ سره ډیر زیات احترم دے او د گورنمنټ احترام هم تاسو ته معلوم دے چه ته Dictation نه شے راکولے، دا سیکرټری ته نه شے راغوښتلے، دا هم ما وړومبی ځل اولیدل چه سپیکر ته د گورنمنټ سائډ منسټر پاځی او سپیکر ته وائی چه دا ستا اختیار نشته، ستا خو دا اختیار هم دے چه که نن د اووئیل چه زه د اکتیس نه وروستو دا اجلاس راغواړم، د گورنمنټ په دیکښے څه اختیار نشته دے، ته ئے کولے شے خو مونږ دا وایو چه دا زمونږ صوبه ده، زمونږ په هر ډیپارټمنټ باندے انتهائی اعتراضات دی، زمونږ هر ملگرے په هر ډیپارټمنټ او په بجټ بک باندے خبرے کول غواړی، دا خو قدغن لگول دی د ژبے په اظهار باندے، زمونږ خیالاتو باندے تاسو پابندی لگوئ، زمونږ سوچ خپل سوچ سره نه شاملوئ۔ همیشه خبره کیږی چه اپوزیشن او گورنمنټ د گاډی دوه پهیئے وی او دا چه په یو ځائے باندے چلیږی نو په دیکښے فائده ده، دا به ښنگه وی چه دا دا سے انجن تاسو ورواچوئ چه اپوزیشن که نه غواړی او په ځان پسے کوئ، دا دا سے اپوزیشن نه دے چه ته ئے په ځان پسے اوگرځوے، مونږ به دومره احتجاج

کوؤ، که هغه د اسمبلئ نه بهر مونږ کوؤکه په دغه روډ باندے مونږ کوؤ او که په هر ځائے باندے ئے کوؤ خو چرته مونږ خپل ځان بلډوز کولو له چا ته نه ورکوؤ (تالیاں) نو زمونږ تا ته دا گزارش دے، تا ته زمونږ دا گزارش دے چه ته د اسمبلئ آمین ئے، دا ستا په لاس کښے دی چه دا بلډوز اختیار چه دے، دا ته مه چلوه، پینځه کاله ما هم حکومت کړے دے او که یو ځل ما ته ځوک دا اووائی چه ما دا ریکویسټ ورته کړے وی چه ته په دے باندے بحث مه کوه، په دے باندے کټ موشنز مه راوړه او یو بجټ ما د تیس تاریخ نه مخکښے پاس کړے وی او نه به مے منت کړے وی، دا د اپوزیشن مکمل اختیار دے چه هغه په هر څه باندے خبره اوکړی۔ زه به یو ځل بیا ډیر په ادب سره دا ماحول د تلخئ نه بچ کولو د پاره د دے ایوان تقدس د خیال ساتلو د پاره مونږ ته خطره ظاهره شوے وه چه چیف منسټر صاحب سوموار په ورځ باندے روټئ کړے ده او دا روټئ چه وی، دا په تیس تاریخ باندے اخری وی او مونږ ته دعوت راکړے شوے دے، نو مونږ وئیل چه چرته دا دعوت داسے خو نه دے چه تاسو په زړه کښے فیصله کړی وی چه چهټی کوئ د دے بجټ اجلاس، نو مونږ به تاسو ته ډیر په احترام، زه گورنمنټ ته ډیر په ادب سره چه د دے صوبے هر یو معزز ممبر دا غواړی چه زه کټ موشنز هم په ډیپارټمنټ باندے پیش کړم، زه په هر یو نکته باندے خبره هم اوکړم او ستاسو اختیار دے، ستاسو حکومت دے که ستاسو خا مخا دا غواړئ چه مونږ دا ختموؤ نو هغه خو ستا په اختیار کښے دے خو ته زمونږ مشترکه انتخاب ئے، ستا سره اپوزیشن مقابله نه ده کړے، تا باندے دومره حق زما دے چه څومره د دے سائډ دے نو زمونږ ستا نه دا امید دے چه تاسو به دا خبره ورسره نه منئ او زمونږ دا تیس تاریخ پورے ستا چه کومه ایجنډا ده، ستا د طرف نه ایشو شوے ده، ما سره پرته ده، ته به په هغے باندے خپله کارروائی جاری ساتے او ته به دا امانت چه دے، د دے پاسداری به کوے۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی رحیم داد خان صاحب، پلیز۔

<u>سینئیر وزیر (بلدیات):</u> سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> اودریږه۔ رحیم داد خان یو دوه خبرے کول غواړی۔

سینئیر وزیر (بلدیات): نه، دا زمونږ اپوزیشن لیډر صاحب څه خبرے اوکړے ، زما خو دا خواست وو چه څنګه دوئ اووئیل چه یره هر یو کس پاځی او سیاسی تقریر کوی او پکار دا وو چه په بجټ فنانس منسټر صاحب پوائنټونه نوټ کوی او فګرز باندے د خبره اوکړی، نو ما خو جی دا دوئ سیاسی سوالونه کړی دی، مونږ سیاسی جوابونه ورکړی دی، دوئ سیاسی تقریرونه کړی دی، مونږ سیاسی خبرے کړی دی۔ Facts and figuresجی، هغه به بالکل هغه کوی، هغه سره پوره ریکارډ شته، د یو یو Fact به جواب کوی، مونږ خو دلته اسمبلی هم چلول غواړو۔ سپیکر صاحب، څنګه چه ما مخکښے تاسو ته عرض اوکړو چه مونږ هغه چهبیس ورځے بغیر د خبرو اجلاس چلولے دے خو تاسوته پته ده چه حالات څه دی؟ دا دوه ورځے مخکښے څه حالات شوی دی، دے بهر صدر کښے-----

جناب سپیکر: ٹھیک شوه جی، دا-----

سینئیر وزیر (بلدیات): نو مونږ په دے وجه باندے دا ریکویسټ کوؤ اپوزیشن-----

جناب سپیکر: رحیم داد خان۔

سینئیر وزیر (بلدیات): اپوزیشن ملګرو ته ریکویسټ کوؤ چه زمونږ مجبوری د اوګوری، زمونږ حالات د اوګوری نو دے حالاتو کښے مونږ سره مهربانی د اوکړی۔

قائد حزب اختلاف: محترم سپیکر صاحب، د دهشت ګردئ فهرست زما د فنانس منسټر د بجټ تقریر حصه وه، ما په دهشت ګردئ باندے تقریر کړے دے ، ما دا چه کوم وړومبے سټارټ وو زمونږ د فنانس منسټر، د هغے دا وو چه ہم نے سکھ کا سانس لیااور ہم بڑے خوش ہیں، ہم نے اس کا نیٹ ورک ختم کیا۔ یہ کس طرح نیٹ ورک کا خاتمہ ہے جو ہم اسمبلی کا اجلاس جاری نہیں رکھ سکتے؟

سینئیر وزیر (بلدیات): خدا کے فضل سے اب بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے-----

جناب سپیکر: دا تاسو کښینئ جی، تاسو دواړه کښینئ۔ رحیم داد خان، رحیم داد خان، پلیز۔

سینیئر وزیر (بلدیات): نیٹ ورک ختم کیا ہے اور جا کر دیکھیں سوات میں کہ کیا حالت ہے؟ آپ لوگوں کے وقت میں تو وہاں وہاں پہ ٹنلز بن رہی تھیں، آپ لوگوں کے وہاں ٹریننگ کیمپس، آج اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم نے وہ ختم کیا ہوا ہے مگر یہ تھوڑے بہت جو ہو رہے ہیں، ان کو بھی انشاء اللہ ختم کریں گے۔ یہ آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان باتوں سے ناراض نہ ہوں۔

جناب سپیکر: جی ابھی، ابھی اس ہاؤس کا زیادہ وقت آپ دونوں لے رہے ہیں، اتنی دیر میں میرے پاس لسٹ کہاں بچی ہے کون بولے گا؟ رحیم داد خان پلیز، لسٹ Expire ہو رہی ہے، لسٹ ختم ہو رہی ہے۔ کون بولے گا؟

آوازیں: ہم بولیں گے، ہم بولیں گے۔

جناب سپیکر: بس آپ کو صبح تک بٹھاؤں گا، آپ سب بولیں گے۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر، میں ایک گزارش کرتا ہوں، اپوزیشن لیڈر سے بھی اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی رحیم داد خان، پلیز۔ رحیم داد خان، رحیم داد خان، پلیز۔

جناب رحیم داد خان {سینیئر وزیر (منصوبہ بندی)}: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر، ستاسو ډیره مهربانی چه ما له مو موقع را کړه خو په بجټ باندے د خبرو کولو نه مخکښے زه به لږ ریکویسټ اوکړم لیډر آف اپوزیشن ته، هغه ملګرو ته چه همیشه خپل روایاتو مطابق اسمبلۍ نه بهر اعتماد سره هر یو کار کړے دے او نن کوم حالاتو کښے بجټ پیش کیږی، پیش شوے دے، ملک کومو حالاتو نه بالخصوص زمونږ صوبه د کوم حالاتو نه تیریږی، د آئی ډی پیز بوجهـ، فلډ، Insurgency، دا ټول څیزونه زمونږ مخے ته دی او په دے حالاتو مونږ ټول Concerned یو، یوائے د حکومت خلق نه، د اپوزیشن لیډرز هم ټارګټ دی او حملے پرے کیږی۔ مخکښے هم دا خبرے شوی وے، زما محترم مولانا فضل الرحمان صاحب باندے دوه حملے شوے وے، زه پخپله هم ورغلے ووم، درانی صاحب هم ناست وو، دا ټول حالات داسے دی چه یو بل له به مونږ لاس ورکوؤ او مخکښے به ځو۔ قطعاً داسے دغه نه دے پکار چه څوک به خبره نه کوی، چه لیډرز خبره اوکړی نو ډیرکم بیا د هغوی Followers خبرے کوی په دے چه دا یو ځائے شی ټول په Understanding باندے پوائنټس یوځائے کړی او مخکښے ئے کړی او دغه شان کټ موشنز باندے به هم زما ریکویسټ وی اپوزیشن لیډر ته، نورو ته چه د

حالاتو مطابق دغه شان هغه شارټ کړی، خبرے اوکړی خو شارټ کړی، په دے چه هیڅ پته نه لګی زمونږ دے ملک کښے دلته کښے څه حال دے، دے ګیټ نه بهر به څه حالت وی؟ نو په دغه ټولو څیزونو باندے مونږ ته غور پکار دے۔ بجټ باندے اپوزیشن لیډر پرون شروع اوکړه او بیا ئے څه تعمیری خبرے، تعمیری تنقیدونه مخکښے راغلل خو زه د خپل ګورنمنټ د طرفه چه زمونږ کوم سوچ دے، کوم پلاننګ لاندے دا حکومت مونږ کوؤ او په هغه طریقه باندے مونږ روان یو، اپوزیشن لیډر زمونږ آفیسرز صاحبان باندے تنقید اوکړو چه نشته، دوئ په ډسپلن کښے نه دی، خو دا افسران مونږ تش 'جی حضور' له نه دی ساتلی، دوئ ښه Deliver کوی او یو ډیر ښه ټیم مونږ را مخکښے کړے دے او هغه پرفارمنس کتل پکار دی چه د دوئ پرفارمنس څنګه دے؟ زه د پی اینډ ډی آفیسرز، د فنانس او د نورو محکمو د آفیسرز شکریه ادا کوم چه کوم تکلیف، مشکلاتو باندے دا کوم حالات سنګین د فلډ وو، د دے ترقیاتی کارونو، Ongoing schemes implementation او څه لږ ډیر Ongoing new schemes باندے دوئ شروع کړے وه۔ جناب سپیکر، پی اینډ ډی په دے دغه باندے یو Comprehensive Development Strategy جوړه کړے ده، هغه د Seven years د پاره ده۔ دا واحد صوبه ده چه هغے کښے دا پلاننګ دے او Sectorial wise هر ډیپارټمنټ ته هر کال په هغه طریقه باندے به ایلوکیشن کیږی۔ ایګریکلچر ته، انډسټری ته چه څومره متعلقه زمونږ محکمے دی، په هغے دغه باندے مونږه به ځو۔ درانی صاحب د ملاکنډ تهری خبره اوکړه، مختصر زه هغه خپل دغه له راځم، وخت نه ضائع کوم، چه په دے افتتاح ما کړے وه خو زه د دوئ په نالج کښے دا راولم چه دا سن 95ء کښے محترمه بینظیر صاحبه راغلے وه او د دغه ملاکنډ ټنل افتتاح ئے کړے وه او په هغے کښے دا ملاکنډ تهری ډسکس شوے وو او بیا د هغے فیزیبلټی رپورټ چه کوم وو، په سن 96ء کښے هغه Complete شو او بیا 2002 کښے ډسټرکټ ګورنمنټ MoU سائن کړو او په هغے کښے د هغے نه پس 2004 کښے په دے باندے پی سی ون جوړ شو او کار پرے روان وو او مخکښے رسیدو۔ دوئ دا خبره کړے وه چه یره انډسټری د پاره هغه ځائے کښے څه دغه پکار وو نو په هغه ځائے کښے یو انډسټریل ایریا ملاکنډ

کښې مونږ ټارګټ کړې ده، هغه ځائے مو کتلے دے Locate کړے دے چه هغه ځائے کښې به یو انډسټری جوړېږی او د هغے نه به د دے بجلی ګهر نه هغے ته بجلی سپلائی کیږی او هغه دغه به سر ته رسوؤ او دا بجلی چه مونږ راوستے ده، دا تش Misuse د پاره نه ده، رنړاګانو د پاره نه ده، دے د پاره ده چه دے صوبے ته څه فائده اورسی، هغه کاټج انډسټری که هر څه وی په هغے دغه باندے۔ بل دوئ خبره دا اوکړه چه دا لس دولس پراجیکټس دی او دوئ یو ارب ایلوکیشن دوئ ته کړے دے خو درانی صاحب چیف منسټر پاتے شوے دے، دوئ له پکار وو چه په دے سوچ کړے وے، بل که هرچا خبره کړے وے خو چه دوئ دا خبره نه وے کړے، په دے چه دے شی ته دس پرسنټ ایلوکیشن اے ډی پی نه کیږی او بیا نور فنډ د دے هائیډل ډیویلپمنټ فنډ چه کوم دے، هغے ته کیږی او په دے ټولو پراجیکټس باندے تقریباً 5.5ارب روپئ به خرچ کیږی۔ دغه شان تیل او ګیس خبره ئے اوکړه، دا د تیل او ګیس کوم رائلټی به چه مونږ له راتله، مخکښے به داسے وه لکه چه خیرات مونږ له څوک راکوی، په دے باندے فنانس ډیپارټمنټ، انرجی ډیپارټمنټ لاړل او د هغوی سره کیناستل چه زمونږ حق سیوا کیږی، هغه د شپږ اووه اربو چه کوم ساړهے پنډره ارب روپئ مونږه د هغوی نه حاصلے کړے او نور حساب کتاب ورسره به زمونږ وی۔ جناب سپیکر، چه کوم ځائے کښے دا ګیس Utilize کړے دے او هغوی چه کومه فائده اغستے ده، هغه به د هغوی نه مونږ اخلو، په دیکښې پوټینشل دے، په هائیډل کښے تقریباً پچیس هزار نه واخلے تر تیس هزار میګاواټ پورے مونږه بجلی پیدا کولے شو او دغه شان بیا زمونږ د ګیس او دآئل پوټینشل هم شته نو د دغے د پاره یو ډیپارټمنټ مونږ جوړ کړو او هغه ډیپارټمنټ د دے د پاره چه یره دا یو صحیح طریقه باندے دا پراجیکټس چه کوم دی او دا تیل چه کوم دی، مونږ د دے نه فائده حاصله کړو نو په دغه باندے یو ډیپارټمنټ مونږ جوړ کړو او د هغے لاندے چه کوم دے-----

<u>جناب سپیکر</u>: رحیم داد خان! زما خیال دے ښه به دا وی، د مونځ ټائم شوے دے، دس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے نماز کیلئے، باقی تقریر آپ اس کے بعد کریں گے، تھینک یو۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی دس منٹ تک کیلئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن لرحیم۔ شازیہ، نشتہ؟ Sorryرحیم دادخان صاحب، پلیز Continue کریں۔

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی): جناب سپیکر، شارٹ کوؤ پہ دے چہ اپوزیشن هم څه دوستان خپله هم دغه دی او بیا د هغے سره مفتی صاحب پہ دے ریسرچ اینډ ډیویلپمنټ سیکټر خبره اوکړه، پکار خو دا وه چہ د دوئ پہ نالج کښے وے، دا د پی اینډ ډی سب سیکټر دے او دا چہ ساتلے شوے دے، Foreign Aided Projects، M & E Projects، او څه داسے Multi Sectors Capacity Building Projectsدی چہ د هغے خیال پی اینډ ډی کوی نو د دے شی د پاره دا یو سب پراجیکټ ساتلے شوے دے او نور که دے بجټ کښے هر یو ډیپارټمنټ ته، هر یو طبقے ته خیال ورکړے شوے دے، سټوډنټس ته، فنانس منسټر صاحب خبره کړے وه، کوم قابل هلکان ځومره چہ کوم وی، هغوی ته بہ انعامات وظیفے ملاویږی، بیا د دے د پاره ځومره سکولونه دی او د ځومره سکولونو تقریباً Completionشوے دے، ډیر Completionشوے دے او اپ گریډیشن هم شوے دے او پہ دے کال کښے نور هم پہ هغے دغه باندے خیال ساتلے شوے دے۔ دغه شان د زراعت د پاره خیال ساتلے دے او د دے فنډ Increaseشوے دے او پہ دیکښے اهم Main خبره چہ پچیس بلډوزرز دی چہ دLeveling د پاره دی او پہ ښه قیمت باندے کرایه باندے زمیندارو ته ملاویږی او بیا د تخمونو د پاره داسے نرسری جوړیږی چہ ښه تخمونه، هائی بریډ ښه دغه باندے راشی او زمیندارو ته ملاؤ شی چہ هغه پروډکشن سیوا کړی او بیا دغه شان لرو علاقو کښے چہ کوم دا کاغان شو، هزاره شوه نو هغے کښے داسے انډسټریز جوړ شی چہ هغه ځائے کښں فریز کیږی، میوے سبزیانے چہ بیا پہ وخت ضائع کیږی نه او بیا پہ وخت باندے خپل مارکیټ ته هغوی اورسوی۔ دغه شان د ایکسپریس هائی وے خبره وه، د هغے د پاره هم پوره ایلوکیشن شوے دے، د هزارے ممبرانو ته پته ده او فنډ ریلیز شوے دے او د حویلیاں پورے زمکه چہ کوم ده، پہ هغے باندے کار روان دے۔ بیا دا خبره اوشوه-----

جناب سپیکر: یره جی دا یو، حویلیاں تک لینڈ کی بہت اچھی خبر ہے۔

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی): ریلیز شوے دے۔

جناب سپیکر: ہوچکی ہے، توآپ میرے ساتھ اس بجٹ کے بعد انشااللہ جائیں گے اور ہزارہ کے ممبران صاحبان بھی ہونگے،آپ خود ہی اس کاوہ کریں گے۔ تھینک یو۔

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی): ریلیز شوے دے او بیا وائی چه د غریبو خلقو ثوک خیال نه ساتی نو دا باچا خان سکیم چه کوم دے ، بے نظیر انکم سپورٹ پروګرام، دا ټول داسے ځیزونه دی چه د غریبانانو د پاره دی۔ د بے نظیر انکم سپورټ نه چالیس لاکھ کسان مستفید شوی دی او تقریباً دا به دے بل کال ته ستر لاکھ ته رسی نو دایو قسم د 'روٹی کپڑا' یو متبادل پراګرام دے ، ورته ملاویږی او دغه شان باچا خان انکم سپورټ او بیا داسے یو شے دے چه د هغے خبره زه به خامخا کوم، په دے چه کسب ګر چه زمونږ په دے معاشره کښے به خلقو ډیر بد ګنړل، هغوی په خپلو پښو اودرولو د پاره بیا داسے پروګرام جوړ کړے دے ، که موچی دے که هر ثوک دے د هغه د پاره پیسے به ملاویږی چه هغه په خپلو پښو اودریږی۔ په ایریګیشن کښے کوم مشکلات، کومو خلقو ته چه تکلیف رسیدلے دے ، فلډ راغلے دے نو د هغے د پاره ګورنمنټ Twenty three percent په دیکښے Increase کړے دے چه یره هغه خلق، زراعت پیشه خلقو سره د ایریګیشن ښه انتظام وی او آئنده داسے د ایریګیشن منسټر صاحب ښه سوچ دے او Effortsکوی د هغے د پاره چه داسے بندونه او داسے River system صحیح کړی چه بیا دا خلق په تکلیف کښے نه وی او په مشکلاتو کښے نه وی، نو سپیکر صاحب، ما خبرے مختصر کړے په دے چه ناوخته دے او فنانس منسټر صاحب به هم خبرے کوی۔ ډیره مهربانی، شکریه ستاسو۔

جناب سپیکر: محترمہ شازیہ طہماس خان صاحبہ۔ حافظ اختر علی صاحب۔ زیاد اکرم خان درانی صاحب۔ نرگس ثمین بی بی۔ ملک قاسم خان خٹک صاحب۔ یہ خود بخود Lapseہو رہے ہیں۔ جاوید عباسی صاحب، برسٹر جاوید عباسی،آپ بھی خوش ہو رہے ہیں کہ اس کی ایک گھنٹہ تقریر سے بچ گئے۔ عنایت اللہ خان جدون صاحب۔ (شور) ہاں، لسٹ تقریباً ختم ہو رہی ہے۔ غلام محمد صاحب۔

جناب غلام محمد: DDACکے چیئر مین بولیں گے ؟

جناب سپیکر: کیوں نہیں بولیں گے،DDACکے چیئر مین بولیں۔

جناب غلام محمد:   شکریہ جناب سپیکر، میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے وقت دیا لیکن دیر آید درست آید، ویسے لسٹ میں میرا دس نمبر تھا لیکن آپ نے کہا نہیں، کیونکہ ہم چھوٹے لوگ ہیں، آپ کے پاس قلندر لودھی جیسے، آپ کے پاس پیر صابر شاہ جیسے، آپ کے پاس عبدالاکبر خان جیسے، آپ کے پاس بشیر بلور جیسے لیڈر ہوں تو ہم غریبوں کا کوئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں آپ بجٹ پر آجائیں، ان کو چھوڑ دیں۔

جناب غلام محمد:   Being a custodian of the House یہ آپکی ذمہ داری بنتی ہے، جتنے یہ لوگ آپ کیلئے قابل احترام ہیں، اتنے ہم بھی آپ کیلئے قابل احترام ہیں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب غلام محمد:   جناب سپیکر، میں نے شروع دن سے ہی کہا تھا کہ حکومت کے ہر اچھے اقدام کی ہم حمایت کریں گے، اب بھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ حکومت جو بھی اچھا اقدام کرے گی ہم اس کی حمایت کریں گے۔ جناب سپیکر، ان حالات میں، نامساعد حالات میں حکومت نے جو بجٹ پیش کیا، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، میں سلام پیش کرتا ہوں۔ (تالیاں)   بڑا اچھا بجٹ ہے، عوامی امنگوں کا عین ترجمان ہے۔ جہاں تک اس بجٹ میں زیادہ آمدنی والے لوگوں سے ٹیکس لینے کا تعلق ہے جی، پروفیشنل کالجوں میں، میڈیکل کالجوں اور انجنیئرنگ کالجوں کے ایک ایک سٹوڈنٹ سے سات سات لاکھ روپیہ لیا جارہا ہے ایک سال کیلئے تو ان لوگوں پر ٹیکس لگا کر حکومت نے ایک اچھا اقدام کیا، میں اس کو بھی سلام پیش کرتا ہوں (تالیاں)   اور ساتھ ہی 6992 آسامیاں پیدا کرنے کی تجویز ہے، جس سے صوبے میں جو بے روزگار طبقہ ہے، اس پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ پولیس فورس میں شہداء کیلئے پیکیج دینے کی تجویز ہے، ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد، پنشن پر بیس فیصد اور دوسرے الاؤنسز میں ہر ڈسٹرکٹ کیلئے پچیس فیصد دینے کی جو تجویز ہے، یہ بھی ایک حد تک، اس میں جو بے چینی پائی جاتی ہے، وہ بھی تقریباً حل ہونے کے قریب ہے۔ بجلی کی مد میں ملاکنڈ ڈویژن میں مختلف ہائیڈل اسٹیشنز میں 811 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی تجویز ہے، پاکستان میں پندرہ سو سے لیکر تین ہزار پانچ سو تک بجلی کی جو Shortfall ہے، کچھ حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ جناب سپیکر، چترال میں قدرتی وسائل کی بہتات ہے، قدرتی وسائل کی کوئی کمی نہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں اگر وہاں پر چھوٹے چھوٹے پن بجلی گھر بنائے جائیں تو پاکستان میں بجلی کی جو Deficiency ہے، تقریباً اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اور کچھ پہلو ایسے ہیں، ہمارے منسٹر صاحب اریگیشن

تشریف نہیں رکھتے ہیں، مجھے ان سے بڑا گلہ ہے، DERA پروگرام کے تحت چترال میں تین ایریگیشن سکیمز شروع کی گئیں، جناب سپیکر صاحب، DERA پروگرام کے تحت چترال میں تین ایریگیشن سکیمز شروع کی گئیں جو کہ نامعلوم وجوہات کی بناء پر ان پر کام بند کر دیا گیا۔ حکومت کے تقریباً بارہ کروڑ سے لیکر پندرہ کروڑ روپے تک خرچ ہوئے لیکن عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ جب میں نے اس سلسلے میں متعلقہ منسٹر صاحب، ابھی تشریف نہیں رکھتے ہیں، میں نے ان سے ریکویسٹ کی، میں نے ان سے گزارش کی، سر پندرہ کروڑ روپے خرچ کرنے کے باوجود بھی آپ اس سکیم کو بند کرتے ہیں، عوام کو کوئی ریلیف نہیں پہنچا، وہ بھی ان کے پیسے خرچ ہو گئے تو بار بار یہی کہا گیا کہ ہم اگلی اے ڈی پی میں اس کو ڈالتے ہیں، ہم اگلی اے ڈی پی میں اس کو ڈالتے ہیں جبکہ تیسرا اے ڈی پی ابھی گزر رہا ہے لیکن ابھی تک وہ چینلز جو ہیں، گورنمنٹ کے پیسے خرچ ہو گئے لیکن اے ڈی پی میں وہ کہیں بھی نظر نہیں آتے۔ جناب سپیکر، اس کے علاوہ اس بجٹ کے متعلق کہنے پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ لکی مروت، کوہاٹ، بونیر، ٹانک اور بٹگرام کو سب سے پسماندہ ضلع قرار دیا جا چکا ہے حالانکہ جناب والا، آپ دیکھ لیں، حکومت دیکھ لے، کوہاٹ پسماندہ ہے یا چترال پسماندہ ہے یا کوہستان پسماندہ ہے؟ تو میں نہیں سمجھتا کہ کیوں ایسا کیا گیا ہے؟ اب میری تجویز یہی ہے کہ کم از کم ان پسماندہ اضلاع میں چترال اور کوہستان کو Specially شامل کیا جائے، یہ میری تجویز ہے سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ بس پانچ منٹ سے زیادہ نہیں جی، پانچ منٹ بس۔

<u>جناب غلام محمد:</u> میری ایک بہت ضروری چیز ہے سر، ایک ضروری بات ہے سر، جو کہ اس موضوع سے ہٹ کر ہے۔ لواری ٹنل جو کہ چترالیوں کیلئے موت اور زندگی کا سوال ہے جناب سپیکر، اس پر بھٹو شہید نے کام کا آغاز کیا تھا، پھر پچھلی حکومت میں اس پر کام شروع ہوا، پھر مارشل لاء کے دور میں وہ ختم ہو گئی تھی۔ سترہ ارب روپے اس پر خرچ ہونے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، سترہ ارب روپے، ابھی تک چھ ارب روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں۔ اب معلوم یہی ہوتا ہے کہ SAMBO Korean Company جس نے اس کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا، اس کا ٹھیکہ Terminate کر دیا گیا 03-06-2011 کو، انہوں نے اپنا بوریا بستر، سامان لپیٹنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے چترال میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے۔ گو کہ میں اور سلیم خان صاحب اس سیٹ پہ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہمیں اس عوام نے سیٹ پہ اس لئے بیٹھایا ہوا ہے کہ آپ ہمارے حق کیلئے آواز اٹھائیں۔ اگر یہ کام شروع نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں پھر سلیم خان اور مجھے سیٹ پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں جناب سپیکر۔ اب سننے میں آیا ہے کہ اس کیلئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، ساٹھ کروڑ

روپے ٹھیکیداروں کی Liability ہے۔ آپ مجھے بتائیں جناب والا، کہ چالیس کروڑ روپے سے کیا سترہ ارب روپے کی سکیم Complete ہو سکتی ہے؟ میرے خیال میں کبھی بھی نہیں ہو سکتی، اس لئے میری آپ سے درخواست ہے، حکومت سے درخواست ہے، کم از کم اس کیس کو فیڈرل حکومت کے ساتھ Take up کریں اور ان کو یہ بتایا جائے کہ حفظان صحت کے مطابق اس کو بنایا جائے۔ اگر اس پہ گورنمنٹ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں، تین چار ارب روپے لگانے سے کم از کم چترالی پروگرام کے مطابق آتے جاتے رہیں گے۔ جناب سپیکر، پچھلے سال آپ نے خود چیئر کی تھی جو High profile meeting تھی، اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ریت ٹنل کو روڈ ٹنل میں تبدیل کیا جائے گا، آپ کو یاد ہو گا جناب سپیکر، لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ ابھی تک اس بات پر کوئی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں، یہ چترالی عوام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے اور اس کو میں Highlight کرتا ہوں، میڈیا والے! آپ لکھ دیں اس چیز کو کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، کم از کم اس لواری ٹنل کے پراجیکٹ کو آگے بڑھانے کیلئے حکومت خاطر خواہ فنڈ دے۔ چترال میں جولاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو گی، چترالی لواری ٹنل کے حوالے سے، کوئی پارٹی نہیں ہے، صرف چترالی ہیں، وہ سڑکوں پر پھر نکل آئیں گے اور بڑی بے چینی پیدا ہو گی، اس لئے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا تھا، امید ہے یہ میری بات آپ آگے پہنچائیں گے۔

<u>جناب سپیکر</u>: انشاءاللہ۔

<u>جناب غلام محمد</u>: تھینک یو، جناب سپیکر۔

<u>Mr. Speaker:</u> Alhaaj Sanaullah Khan Miankhel Sahib. Mufti Said Janan Sahib, not present it lapses. Reshad Khan.

<u>جناب محمد رشاد خان</u>: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر، آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے حالیہ بجٹ 12-2011 پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر، یہ ایک اہم روایت ہے کہ ہمیشہ بجٹ کے موقع پر اپوزیشن یہ کہتی رہتی ہے کہ بجٹ میں کچھ نہیں ہے، الفاظ کا ہیر پھیر ہے، عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ اور اسی طرح حزب اقتدار کا ہر رکن یہ کہتا ہے کہ عوام کیلئے سبز باغات الاپنے کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر، میری کوشش ہو گی کہ میں اس روایت سے ہٹ کر، اس ڈگر کو چھوڑ کر اپنی عقل و فہم کی بنیاد پر وہ چیزیں جو مجھے اس غمزدہ عوام کیلئے، اس صوبے کیلئے اچھی لگیں، میں اس کی تعریف کروں اور جہاں جہاں مجھے بحیثیت منتخب عوامی نمائندہ یہ محسوس ہو کہ حکومت کو میری رائے کی ضرورت ہے، میں اپنی رائے کا اظہار نہایت ایمانداری کے ساتھ کروں۔ جناب سپیکر، موجودہ مالی سال

کے اخراجات کا، حالیہ مالی سال کا تخمینہ 127 ارب 95 کروڑ80 لاکھ روپے تھا جو Revised estimates میں بڑھ کر 147ارب50 کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اگر غور کیا جائے، دیکھا جائے تو غیر ترقیاتی اخراجات کے حجم میں اضافہ سب سے بڑی وجہ ہے، تو میری یہ درخواست ہو گی کیونکہ اگر یہ شرح اس طرح بڑھتی رہی تو ترقیاتی کاموں کیلئے فنڈز کی کمی ہو گی اور گورنمنٹ کو یہ چاہیئے کہ ہر حال میں کوشش کرے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم سے کم کرے۔ اس طرح جناب سپیکر، سب سے پہلے میں لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں بات کروں گا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ بہتر ہے کہ آپ بجٹ پہ آ جائیں، پانچ منٹ ہیں۔

<u>جناب محمد رشاد خان:</u> اسی بجٹ کے سلسلے میں۔

<u>جناب سپیکر:</u> لاء اینڈ آرڈر کو چھوڑیں، سب نے اس پہ خوب باتیں کی ہیں۔

<u>جناب محمد رشاد خان:</u> بجٹ کی بات ہو رہی ہے، سر اس بجٹ پہ بات ہو رہی ہے۔

<u>جناب سپیکر:</u> بجٹ پہ آ جائیں، بجٹ پہ۔

<u>جناب محمد رشاد خان:</u> میں آپ کو بتا رہا ہوں، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پورے خطے کا، بالعموم پاکستان بلکہ بالخصوص اس صوبے کا ایک سنگین مسئلہ ہے، ہماری بد حالی اسی وجہ سے ہے۔ شہداء کا جو پیکج دیا گیا ہے، میں اس کی تعریف کروں گا بلکہ لائق تحسین ہے یہ اقدام لیکن میری ایک درخواست ہے کہ اس کے ساتھ اس سپیشل کیمونٹی فورس کو بھی شامل کیا جائے اس پیکج میں، وہ بھی 100% security risk

۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں پیکج میں، شہداء پیکج میں وہ شامل نہیں ہیں؟

<u>جناب محمد رشاد خان:</u> نہیں وہ نہیں ہیں، یہ ریگولر پولیس کیلئے پیکج دیا گیا ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو، اگر یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> فنانس منسٹر صاحب! یہ ذرا نوٹ کر لیں، اچھی بات۔

<u>جناب محمد رشاد خان:</u> کم از کم اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، کم از کم اس پر نظر ثانی کی جائے، ان کی تنخواہوں پر، ان کے بعد از مرگ شہداء کا جو پیکج ہے، اس پر۔ اگر یہ بھی فی الحال ممکن نہ ہو تو فوراً ایک سال دو سال ان کی مدت ملازمت میں توسیع کر دینی چاہیئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مشکل وقت میں جب تمام علاقوں سے پولیس والے استعفے دے رہے تھے، اپنی ڈیوٹیاں چھوڑ رہے تھے، یہ سپیشل کیمونٹی فورس تھی

جو ان حالات میں آئی اور کھڑی ہے، اب ان پہ وقت جب مدھم ہو رہا ہے، نرم ہو رہا ہے تو ہم ان کو چھوڑ دیں گے؟ جناب سپیکر، میں ایک اور چیز کیونکہ مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے، مجھے اس سے کالے بادل نظر آ رہے ہیں، آپ کا رویہ بھی مجھے چیلنج نظر آ رہا ہے تو میں کوشش کروں گا کہ میں مختصر کروں اپنی بات کو۔ غلام محمد صاحب نے بھی اس بارے میں بات کی، ہمیں بتایا گیا ہے کہ پی اینڈ ڈی کے سروے میں کم ترقیاتی فنڈز ملنے کی وجہ سے پانچ اضلاع کو منتخب کیا گیا ہے جو پسماندہ ہیں، مجھے حیرت ہے اس بات پر، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کونسا پیمانہ ہے پسماندگی کو ناپنے کیلئے جو اپنایا گیا ہے، جس میں شانگلہ نظر نہیں آتا؟ میری یہ درخواست ہے کہ ذراDefinition کی جائے کہ پسماندگی کسے کہتے ہیں؟ پسماندگی تو یہ ہے، یہ دوسری چیز ہے کہ کان کنوں کی تربیت کیلئے ایک ادارہ بنایا جا رہا ہے، ان کے تحفظ کیلئے، میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ مزدور ضلع شانگلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کے نوٹس میں یہ ہو گا کہ حالیہ دنوں میں کوئٹہ میں ایک واقعہ ہوا جس میں تینتالیس کان کن، جن میں سے سینتیس صرف شانگلہ کے شامل تھے، اس میں انہیں شامل کیا جائے، ان کی بھی کچھ دادرسی ہونی چاہیئے۔ جناب سپیکر، سماجی اور معاشی ترقی کی بنیاد سڑکوں پر ہوتی ہے، حکومت آئندہ مالی سال میں ایک سو چونتیس منصوبوں پر آٹھ ارب ستتر کروڑ روپے خرچ کرنا چاہتی ہے۔ شانگلہ کی پسماندگی کا حال تو میرے خیال سے معلوم ہو گا، رہی سہی کسر جو ہے وہ سیلاب نے پوری کر دی۔ سیلاب آیا شانگلہ سے، پیر خانہ سوات کے کوہستانی علاقوں سے آیا، کوہستان سے آیا، چترال کے علاقوں سے آیا اور ریلیف کا کام یہاں سے شروع ہو رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں سے ریلیف کا کام شروع کیا جانا چاہیئے تھا۔ پیر خانہ سے لیکر کروڑہ تک اور ملک خیل سے لیکر آپ سیدھا آئیں بشام کی طرف بندئی تک، یہ سارے ایریاز جو ہیں، یہ فلڈ کی وجہ سے تمام تر تباہ ہو چکے ہیں، ابھی بھی ایسے گھر ہیں جو تباہی کے دہانے پر کھڑے ہوئے ہیں، ان کیلئے فور اگلڈ پروٹیکشن برانچ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال سے تین ہزار Some things فنڈ ایسا کچھ ہے، وہ دیا گیا ہے شانگلہ کیلئے، یہ تو میرے خیال سے ابھی ابھی جو گھر تباہی کے دہانے پہ کھڑے ہیں، ان کو کوئی اس پہ فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حالیہ اے ڈی پی میں واٹر سپلائی سکیمیں، ہر ضلع کیلئے روڈز، ان چیزوں کو یقینی بنایا جائے۔ ابھی ضلع شانگلہ میں صرف ایک روڈ کروڑہ سے پیر خانہ تک، اس کا ٹینڈر ہو چکا ہے۔ شانگلہ میں جوLinks roads ہیں، وہ تباہ ہو چکے ہیں، اس کے بارے میں تاحال کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ شانگلہ خوڑوں میں منقسم ایک ضلع ہے، تمام لوگوں کا آنا جانا پیدل جو ہے وہ

Suspension bridge پر ہوتا ہے، معلق پلوں پر ہوتا ہے، ابھی تک ایک پل کی بھی مرمت نہیں ہوئی۔ مریض کیسے جاتے ہیں، عام لوگ، بزرگ کیسے جاتے ہیں، ہماری خواتین ان خوڑوں میں کیسے جاتی ہیں؟ ان کی بے پردگی ہوتی ہے ان خوڑوں میں آنے جانے سے۔ ایک Suspension bridge پر دو لاکھ سے پانچ لاکھ روپے خرچہ آ رہا ہے تو کم از کم کب تک ہم اپنی مدد آپ کے تحت بناتے رہیں گے؟ میں چاہوں گا کہ حکومت اس کو سنجیدگی سے لے۔ کم از کم Suspension یہ جو Bridges ہیں، معلق پل، ان کیلئے کچھ نہ کچھ ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، اسی طرح کچھ علاقوں کو منتخب کیا گیا ہے دستکاری سنٹر کیلئے، میرے خیال سے پندرہ دستکاری سنٹرز بنائے جا رہے ہیں، یہ بھی پسماندگی کو دیکھ کر بنائے جائیں علاقوں میں، ان علاقوں کی خواتین کو کوئی فائدہ پہنچے۔ تین چیزیں جناب سپیکر، پولیس کا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے، صحت کے بارے میں، تعلیم پر جو پیسہ دیا جا رہا ہے، وہ میرے خیال سے اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے، یہ تین چیزیں ایسی ہیں، پولیس تمام برائیوں کو ختم کر سکتی ہے، اگر ان پر توجہ دی جائے۔ صحت ہمارے بہتر صحتمند ماحول کی ضامن ہے اور اسی طرح تعلیم ہماری بہتر کل کی۔ جناب سپیکر، ایک بہت ہی عجیب سی چیز میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں ETEA test کا نفاذ کیا گیا جس کیلئے شانگلہ کو منتخب کیا گیا، ETEA test میں جو پرچے لیے گئے ہیں، پی ٹی سی اور سی ٹی کے پرچے وہی ہیں۔ عجیب سی بات یہ ہے کہ پی ٹی سی پرائمری لیول کے بچوں کو پڑھائے گا اور سی ٹی مڈل لیول کو، تو ان میں کیا کرنا چاہیئے تھا؟ اگر ایک پروفیسر ممکن نہیں ہے کہ وہ آئے پرائمری لوگوں کو پڑھائے تو مڈل کو جو پڑھائے گا تو اس میں اور پرائمری کو پڑھانے والے میں تو کوئی تفریق ہونی چاہیئے۔ اسی طرح قاری، ٹی ٹی اور اے ٹی پوسٹوں میں ایک ٹیچر ہے، وہ عربی سکھائے گا، ٹی ٹی اسلامیات پڑھائے گا اور قاری جو ہے، وہ قرآن سکھائے گا، تو ان کیلئے ایک پرچہ ہے۔ جگہ منتخب کی گئی ہے کہ سوات میں یہ ٹسٹ ہوگا، آخر ایک دن پہلے اس کو دوبارہ ضلع شانگلہ میں لایا گیا اور ضلع شانگلہ میں ہیڈ کوارٹر سے دور کہیں اور جگہ پر۔ جب لوگ وہاں پر پہنچے اگلے دن ٹسٹ کیلئے تو کسی کو جگہ معلوم نہیں تھی، بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ ریکارڈ دیکھیں تو کافی بڑی تعداد اس میں Absent ہے۔ جو خواتین امیدوار ہیں، ان کیلئے بھی وہی طریقہ کار اپنایا گیا ہے۔ کم از کم علاقے کی پسماندگی کو دیکھتے ہوئے ان کو میرٹ میں تھوڑی سی نرمی دینی چاہیئے اور ایک اور اہم چیز کیونکہ ETEA ہمارے خیال سے اگر پورے صوبے میں اس کے امتحانات لیے جا رہے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن ۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بڑے کام کی باتیں ہیں، یہ کسی اور موشن پر آپ آ جائیں۔

جناب رشاد خان: بس میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بجٹ سے Related نہیں ہیں۔

جناب رشاد خان: میں ختم کر رہا ہوں سر۔ آپ محکمہ تعلیم کو اتنا پیسہ دے رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Procedural چیزیں ہیں، Procedural چیزیں، آپ کے پاس پچاس Tools ہیں، کسی اور موشن پر اس کو لے آئیں تاکہ اس پر ڈیبیٹ ہو جائے۔

جناب رشاد خان: جی سر، ٹھیک ہے سر۔ اسی طرح ایک اور چیز ہے، ایجوکیشن کے حوالے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔

جناب رشاد خان: وہ یہ ہے کہ جیسے ہمارے وزیر صاحب نے کہا تھا کہ تدریسی اور تعلیمی شعبے الگ کئے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے دو تین مہینے تو اس میں لگ گئے، چار پانچ مہینے میں دیکھتا آرہا ہوں کہ وہ سارا سسٹم الٹ پلٹ ہے کہ پتہ نہیں وہ کمیشن والے آرہے ہیں، یہ ادھر ہو رہا ہے، پانچ چھ مہینے تو سارا سسٹم خراب ہو گیا ہے، وہ سدھرے گا کیسے، اس کے نتائج کب برآمد ہوں گے؟ اگر اس کے نتائج پندرہ بیس سال بعد مل رہے ہیں تو اس سے ہمیں کوئی ایسی پریکٹیکل چیزیں نہیں چاہئیں جن کے اثرات ہمیں نہیں مل رہے تو اس میں بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے جناب سپیکر۔ جنگلات کے بارے میں، ہمارے شانگلہ کے زیادہ تر جنگلات تو سیلاب میں بہہ گئے ہیں، جو رہی سہی کسر ہے، اس پر پتہ نہیں وہ ٹمبر مافیا والے لگے ہوئے ہیں دن رات، ہر جگہ میں دیکھ رہا ہوں پورے صوبے میں۔ جناب سپیکر، بجٹ آگیا، پیش بھی ہو چکا ہے، بحث بھی ہو رہی ہے اور یہ کل پاس بھی ہو جائے گا، اس چیز کو یقینی بنانا چاہیئے، ایسے منصوبوں پر توجہ دینی چاہیئے جن سے ہمارے اس صوبے کو آمدنی متوقع ہو۔ سیاحت کی طرف آپ جائیں، میں اپنے ضلع کی مثال آپ کو دوں گا جناب سپیکر۔ کالا اور غوربن کے جو علاقے ہیں، وہ مری سے کم نہیں ہیں، مری میں کیا ہے؟ مری میں صرف روڈز اور ہوٹلز موجود ہیں، آپ آئیں شانگلہ میں، کوئی ٹیم بھیجیں ادھر، وہاں پر دیکھیں کتنے مواقع ہیں اس چیز کیلئے؟ یہ چیزیں ہیں جن سے اس صوبے کو کچھ مل سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پانچ دنوں کی جو بات کی گئی، اس کے بارے میں بات میں کر چکا ہوں، شانگلہ میں On the record کانیں موجود ہیں جن میں زمرد کے ذخائر موجود ہیں۔ ایک علاقہ ہے اس مقام پر، اس کو پتہ نہیں ٹریفک دی گئی تھی، جو کوئی طریقہ، کوئی سسٹم تھا اس کا، کوئی فارن والے تھے، وہ تاحال بند ہے، اس کو کھولنے کی ضرورت ہے۔ کرومائیٹ کے ذخائر ہیں، ماربلز کے ذخائر ہیں، ان کو توجہ دینی چاہیئے۔ غلام محمد

صاحب نے پن بجلی کے منصوبوں کی بات کی اپنے چترال کیلئے، تو یہ چیزیں ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اس صوبے کو کچھ ملے۔ اس سے پہلے کہ آپ مجھے بیٹھنے کو کہیں، میں اپنے شانگلہ کے عوام کی طرف سے ایک شعر کہنا چاہوں گا:

نوم مے ورته مه اخله خو بس د ومره ورته اووایه

نوم مے ورته مه اخله خو بس د ومره ورته اووایه

تا چه خوک هیر کړے دے هغه د رته سلام وائی

جناب سپیکر: شکریہ۔ (قہقہہ) جناب سردار اورنگزیب خان نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: خالی شکریہ ادا کریں اور بس۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: باقی تو کچھ کہنے کو تو رہا نہیں ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: وقت کا میں بڑا خیال رکھوں گا لیکن میرے جس ساتھی کا ابھی آپ نے نام لیا ہے تو وہ اپنا ٹائم مجھے دیکر گئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: وہ آپ کو چپکے سے دیا ہے، اناؤنس کر کے نہیں گئے ہیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں سپیکر صاحب! آپ کا بڑا مشکور ہوں اور میں اس پر بھی وقت ضائع نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: پانچ پانچ منٹ میں اپنے ضروری پوائنٹس بتادیں تو اچھا ہو گا جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں بالکل اس پر وقت نہیں ضائع کروں گا، چونکہ وزیر خزانہ صاحب کی اور حکومت کی جو کل میرے ساتھی قلندر لودھی صاحب نے تعریف کی ہے، میں سمجھتا ہوں یہ تعریف سب سے زیادہ ہے اور میں قلندر لودھی صاحب کی تعریف پر بڑا خوش بھی ہوا ہوں، کچھ تھوڑا مجھے احساس بھی ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا رویہ ہے سارے ممبران کے ساتھ کہ سب ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہیں، تو ہم نے بھی بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا، جس طرح پنجاب میں پی ایم ایل این کی حکومت کے ساتھ Coalition partners نے جو رویہ اختیار کیا، چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم بھی وہی رویہ اختیار کرتے لیکن ہم نے بڑے صبر اور تحمل سے وزیر خزانہ صاحب کی تقریر سنی اور میں توقع رکھوں

گا حکومت سے کہ یہ جو ہر سال جناب سپیکر صاحب، امبریلہ بجٹ آتا ہے جس میں وہ ہم اپوزیشن کے ممبروں کا خیال رکھیں گے۔ جب کسی سکیم کی بات آتی ہے تو ہمیں یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ آپ لوگ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو دو کلومیٹر روڈ تھی سب ممبران اسمبلی کیلئے لیکن ہمیں اس میں نظر انداز کیا گیا تو میں آپ کے توسط سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ جو اے ڈی پی بنایا جائے گا امبریلہ، اس میں سب ممبروں کو شامل کیا جائے گا اور ان کے حقوق، کیونکہ ہمیں اپنے اپنے حلقوں سے لوگ منتخب کر کے بھیجتے ہیں، اسمبلی میں اس لئے بھیجتے ہیں کہ ہم ان کی تکالیف کا ازالہ کریں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں جو حویلیاں میں انہوں نے نئی تحصیل مجھے دی ہے، اس کا نوٹیفیکیشن کیا اور بجٹ میں بھی (تالیاں) وزیر خزانہ صاحب نے اس کا ذکر کیا، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ایک بات، جو شہداء پیکج دیا گیا ہے پولیس کیلئے، میں سپیکر صاحب، یہ گزارش کروں گا حکومت سے کہ یا تو اس پیکج کا نام تبدیل کر دیا جائے کہ اس میں گریڈ ایک سے لیکر، 5 سے 16 تک 10 سے 30 لاکھ روپے اور 10 سے 50 لاکھ روپے 17 کیلئے اور اوپر 18 سے 19 گریڈ کیلئے 10 سے 90 لاکھ روپے اور 20 سے 22 سکیل کیلئے 1 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے تو جناب سپیکر صاحب، قرآن پاک میں کسی جگہ یہ نہیں لکھا گیا ہے، حدیث میں کسی جگہ یہ نہیں آیا ہے کہ جنت میں شہید کیلئے، گریڈ ایک کیلئے کونسا مقام ہے اور دس کیلئے کونسا مقام ہے اور بیس کیلئے کونسا مقام ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی تمیز شہید کیلئے نہیں رکھی ہے، شہید سب برابر ہیں، خواہ وہ سپاہی ہے، خواہ وہ اے ایس آئی ہے، خواہ وہ ڈی آئی جی ہے، تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو بھی یہ تمیز نہیں کرنا چاہیئے تھی سب کیلئے برابر پیکج رکھتی، دس لاکھ روپے رکھتی، پچاس لاکھ رکھتی، کروڑ رکھتی تو سب کیلئے برابر رکھتی۔ اگر حکومت یہ کام نہیں کرتی تو پھر یہ اس کو کسی اور ریلیف پیکج کا نام دے، شہداء کا نام اس میں سے کاٹ دے کیونکہ شہید کا رتبہ، چاہے وہ بڑا ہے یا چھوٹا ہے، وہ میرے خیال کے مطابق برابر ہے اور شہید کے لفظ کے ساتھ یہ توہین ہوگی کہ پانچ گریڈ یا دس گریڈ یا بیس گریڈ میں کوئی فرق ہو۔ دوسری بات یہ ہے سپیکر صاحب، کہ انہوں نے پولیس کے اسلحے کیلئے کوئی (80) اسی کروڑ روپیہ بجٹ میں رکھا ہے، ٹرانسپورٹ کیلئے سولہ کروڑ روپے اور مختلف آلات کیلئے بھی پیسے انہوں نے رکھے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن پہلے بھی ایک دفعہ سکینڈل آیا تھا، شاید آپ کو بھی اس کے بارے میں علم ہے، تو میری یہ تجویز ہے کہ یہ اسلحہ خریداری کے وقت پہ حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے ممبران کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس کے زیر نگرانی، زیر سرپرستی یہ اسلحہ خریدا جائے تاکہ اس میں کوئی کرپشن نہ ہو۔

جناب سپیکر صاحب، ہزارہ ڈویژن کے علاقہ تناول کے ملازمین کیلئے Incentive allowance جو گورنمنٹ نے رکھا ہے، میں بڑا مشکور ہوں وزیر خزانہ صاحب کا، پہلے اس میں پچھتر روپے، ایک سو پچیس روپے سے دو سو روپیہ تھا، اب انہوں نے بڑھا کر ایک ہزار اور پندرہ سو روپیہ کر دیا ہے لیکن سپیکر صاحب، پورا ہزارہ ڈویژن اتنا پسماندہ ہے، دور دراز ملازمین کو جانا پڑتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ یہ الاؤنس پورے ہزارہ ڈویژن کیلئے رکھا جائے اور محکمہ تعلیم کیلئے بھی انہوں نے خاصی رقم رکھی ہے اور رکھنی چاہیئے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو اپنے سکولوں کو اور دوسرے معاملات کو ٹھیک کریں گے تو تعلیم ہی وہ بنیادی چیز ہے جو ہمارے اس معاشرے سے، اس ملک سے جہالت کو ختم کر سکتی ہے۔ میری یہ وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہے کہ جن سکولوں میں بجلی نہیں ہے، وہاں پر پانی نہیں ہے اور ٹاٹیں اور فرنیچر نہیں ہیں تو اس سے زیادہ پیسہ ان چیزوں پر خرچ کیا جائے۔ آپ نے چار ہزار دو سو ملازمین کو ٹریننگ کیلئے اس میں پیسہ رکھا ہے، سپیکر صاحب، یہ جو پرائیویٹ سکولوں میں بالکل تھرڈ ڈویژن پاس فیمیل اور میل ٹیچرز ہوتے ہیں، وہ پڑھاتے ہیں اور ان کا رزلٹ ہمارے سرکاری سکولوں سے بہت زیادہ بہتر آتا ہے تو پھر ان کو ٹریننگ دینے کی کیا ضرورت ہے، کیوں ان پر اتنا پیسہ خرچ کیا جائے؟ اس سے بہتر یہ ہے کہ سکولوں کے اندر جو Facilities نہیں ہیں، وہ انہیں پہنچانی چاہیئں اور جناب سپیکر صاحب، یہ جو فلڈ کے حوالے سے واقعی ہمارے پورے صوبے میں بہت زیادہ نقصانات ہوئے، ہزارہ ڈویژن میں بھی اس سے زیادہ نقصانات ہوئے لیکن ہمیں فلڈ کے جو پیسے تھے، جو ریلیف تھی، اس میں وہ حصہ نہیں ملا جو ملنا چاہیئے تھا۔ بالخصوص میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کہ میری کوئی بہت ساری روڈز Damage ہوئیں، اس کا Estimate پی اینڈ ڈی میں جب آیا تو انہوں نے اس لئے رد کر دیا کہ ہمارے پاس اس کیلئے پیسے نہیں ہیں تو میں درخواست کروں گا وزیر خزانہ صاحب سے کہ جو ہمارے Estimates یہاں پر پہنچے ہوئے ہیں، کم از کم ان کیلئے ہمیں پیسے دیں تاکہ وہ Damage شدہ روڈز ٹھیک ہو سکیں اور جو نئے ڈیمز رکھے گئے ہیں سمال ڈیمز، میں نے پہلے بھی ایک دفعہ اسمبلی میں بات کی تھی کہ میرے حلقے میں رجوعیہ ایک ڈیم، سمال ڈیم پچھلے، غالباً 2002 میں منظور ہوا تھا، اس کی فزیبلٹی رپورٹ بھی بنی اور اس کے اوپر کام نہیں ہوا تو میں گزارش کروں گا وزیر خزانہ صاحب سے کہ ان سمال ڈیمز میں سمال ڈیم رجوعیہ کو بھی شامل کیا جائے جس سے ہزاروں ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور ہماری زراعت میں بھی ترقی ہوگی، لوگوں کی ضروریات Automatically پوری ہو جائینگی۔ تو یہ بھی گزارش کروں گا جناب سپیکر صاحب، آپ سے بھی کہ

آپ حویلیاں میں تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر آپ نے اعلان کیا تھا جلسہ عام میں، گرلز کالج حویلیاں کی بلڈنگ کیلئے، اس کے بعد بھی ڈیڑھ سال گزر گیا اور ابھی تک وہ بلڈنگ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی اسد صاحب، ذرا سنیں آپ کے ہزارہ کی بات ہو رہی ہے۔ نہیں اس کے ساتھ نہیں، ادھر ذرا کان کھولیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: قاضی صاحب جب ہزارہ کی بات ہوتی ہے تو یہ پھر کم سنتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جی۔ بس نلوٹھا صاحب اس پر۔۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): نلوٹھا صاحب کہتے ہیں کہ قاضی صاحب ہزارے کی بات کم سنتے ہیں، میں تو سنتا ہی ہوں زیادہ ہزارہ کی بات کو۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: نہیں آپ ادھر بات کر رہے تھے۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: اصل میں بات۔۔۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: اور کان میں انہوں نے وہ لگایا ہے، اس کو کیا کہتے ہیں اس میں؟

آواز: ہیڈ فون۔

سید محمد صابر شاہ: ہیڈ فون اور اس سے ہزارہ کے۔۔۔۔۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: کہتے ہیں ہزارے کے بہت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی وہ کالج کی بلڈنگ کی بات کر رہے ہیں، حویلیاں میں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں جو بات کر رہا ہوں سپیکر صاحب، آپ ذرا متوجہ ہوں، یہ آپ سے Related ہے۔ تو سپیکر صاحب میرے حلقے میں گئے تھے ایک سال پہلے، وہاں پر پوزیشن یہ تھی کہ گرلز ڈگری کالج 'نان' اے ڈی پی میں پرائمری سکول میں اس وقت پہ چلایا گیا تھا جو اب تک پرائمری سکول میں چل رہا ہے اور بچیوں کی یہ حالت ہے کہ پرائمری سکول میں ایک ایک کمرے میں سو سو، ڈیڑھ ڈیڑھ سو بچیاں ہیں جہاں پر تیس بیٹھ سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں یہ زیادتی ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اور سپیکر صاحب آئے تھے اور انہوں نے اعلان بھی کیا تھا اور میں اس بات پر بھی سپیکر صاحب، آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: بس اسی پر بات ختم کریں تو قاضی صاحب کو یاد رہے گا۔

سر دار اورنگزیب نلوٹھا: قاضی صاحب کو یاد رہے گا لیکن آپ حکم دیں گے تب قاضی صاحب کو یاد رہے گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

سر دار اورنگزیب نلوٹھا: قاضی صاحب میرے پڑوسی بھی ہیں، ان کا حلقہ اور میرا حلقہ بالکل جڑے ہوئے ہیں تو میں توقع رکھتا تھا کہ تین کالجز انہوں نے نئے اپنے حلقے میں بنائے ہیں تو ایک میرے حلقے میں بھی اگر بنا دیتے تو بڑا شکریہ آج ان کا ادا کرتا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

سر دار اورنگزیب نلوٹھا: اور ایک جناب سپیکر صاحب، میں یہ گزارش کروں گا، میں لمبی تقریر نہیں کروں گا، اپنے حلقے میں جو دو تین مسائل میں نے آپ کو بتائے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سر دار اورنگزیب نلوٹھا: پچھلے سال عدالتوں کا قیام حویلیاں میں کیا گیا تھا اور وہ جج صاحبان ٹی ایم اے کی بلڈنگ میں ایک سال سے وہاں پر بیٹھ کر کام کر رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ جوڈیشل کمپلکس حویلیاں میں منظور کیا جائے تاکہ وہ اپنی آزادی سے وہاں پر کام کر سکیں اور لوگوں کو وہاں موقع پر انصاف فراہم ہو سکے۔ تو میں انہی گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک بات سپیکر صاحب، اگر آپ اجازت دیں، یہاں پر دہشت گردی کے حوالے سے بات ہوئی تو میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جتنی جنگ تھی، یہ امریکہ کی جنگ تھی، جنرل مشرف اس کو پاکستان میں لایا اپنے اقتدار کو طوالت بخشنے کیلئے اور آج صوبہ سرحد اور پورا پاکستان اس کی لپیٹ میں ہے۔ میں جناب سپیکر صاحب، یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جمہوری حکومت کو بڑے شوق سے لوگوں نے ووٹ دیئے، ایک جمہوری حکومت کا انتخاب کیا اور اس وقت یہ سارے لوگ ہمارے ساتھ ملکر یہ نعرے لگاتے تھے کہ "گو مشرف گو، امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے"، تو میں پوچھتا ہوں حکومت سے کہ آج تک حکومت نے اس کی بنائی ہوئی پالیسیوں کو کیوں Change نہ کیا اور یہ جو جنگ ہمارے سر پر زبردستی تھونپی گئی، کم از کم اس پالیسی میں کچھ Change آتی۔ آج امریکہ بھی ہمارا دشمن ہے، طالبان بھی ہمارے دشمن ہیں اور اسامہ بن لادن کا بھی ہمیں پتہ نہیں ہے کہ پانچ سال سے وہ ایبٹ آباد میں مرغیاں پال رہا ہے، گائے رکھی ہوئی ہے اس نے اور ہمیں یہ بھی پتہ نہیں ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کے ہیلی کاپٹرز آئے اور وہ آپریشن کر کے بحفاظت واپس چلے گئے اور اوباما نے ہمارے صدر صاحب کو فون کیا کہ ہم آپریشن کر کے واپس آ گئے

ہیں۔جناب سپیکر صاحب،اب ہماری دونوں پارٹیوں سے دشمنی ہے،دونوں ہمارے دشمن ہیں۔اگر ہماری پالیسی وضع ہو جائے تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کم از کم ایک دشمن ہمارا دوست بن سکتا ہے،دونوں سے ہماری دشمنی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ ہمارے اوپر کون بم پھینک رہا ہے،کون حملے کر رہا ہے،طالبان کر رہے ہیں یا امریکہ کر رہا ہے؟اور میں یہ بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جتنے بھی یہاں پر دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں،ان میں پچاس فیصد ہاتھ امریکہ کا ہے اور پچاس فیصد ہاتھ طالبان کا ہے،ہمیں کسی ایک کو دوست بنانا چاہیئے تاکہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس کریں جی،بس تھینک یو،تھینک یو،تھینک یو۔جناب حبیب الرحمان تنولی صاحب، بس اختصار سے کام لینا ہوگا،جو ٹائم پانچ پانچ منٹ کا ہو چکا ہے،بس۔۔۔۔۔

الحاج حبیب الرحمان تنولی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ،جناب سپیکر صاحب۔ میں بہت کم ٹائم لوں گا۔سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اس نے یہ چوتھا بجٹ بڑی کامیابی سے پیش کیا اور جس طرح پیر صابر شاہ صاحب نے کہ وہ249ارب اور 249ارب برابر اور متوازن ہے تو اس کو اسی طرح سمجھیں کہ یہ متوازن ہے۔اب دیکھنا یہ ہے جی کہ حکومت کے ٹارگٹس کیا ہیں؟ میرے نزدیک بجٹ میں جو آمدن ہے اور جو خرچہ ہے،اس کو فکس کیا گیا ہے تو ہر حکومت یہی کرتی ہے اور حکومت نے یہی کرنا ہوتا ہے،دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ یہ جو اخراجات یا ڈیویلپمنٹل فنڈز کی ڈائریکشن ہے،وہ گورنمنٹ نے کس طرف کی ہے؟ مثال کے طور پر حکومت کا تیل اور گیس پہ وہ خوش ہوا تو پچھلے سال چار ارب روپے کا اس سے ہماری حکومت کو اضافی منافع ہوا۔یہ ابھی جو تقریروں میں بھی یہ بات آئی کہ آگے فاٹا کی حدود تک اس میں آئل اور گیس کے بہت بڑے فیلڈز ہیں تو اس پر گورنمنٹ نے ایک کمپنی بھی بلائی ہے آئل اور گیس کو ڈیل کرنے کیلئے،تو ہم اگر اس پر Focus کریں اور اس پر Implementation پہ زور دیں،یہ لفظ میں اس لئے استعمال کرتا ہوں کہ پراجیکٹس تو بڑے اچھے بنتے ہیں،پروگرام بہت اچھا بنتا ہے،طے ہوتا ہے لیکن اس کیلئے جو Implementation کی بات ہے کہ آیا وہ جو کمپنی پچھلے سال بنی اور یہ جو Areas identify ہوئے،اس میں آگے پراگریس کیا ہوئی؟تو چاہیئے یہ کہ آنے والے وقت میں ہم اس پہ زیادہ سے زیادہ پراگریس لائیں تاکہ اگلا جو ہمارا بجٹ ہے،اس میں یہ اضافی رقم ہمیں مل سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حکومت نے معدنیات پہ توجہ دی ہے تو بجٹ سپیچ میں یہ ہے کہ 329 نئی چیزیں، یہاں لائسنسز دیئے گئے ہیں،یہ بڑی Appreciatable بات ہے کہ یہ پرائیویٹ سیکٹر کو اتنے لائسنسز

جاری ہوئے ہیں جو کہ معدنیات میں جارہے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نوشہرہ کو ماربل سٹی قرار دیا گیا، مانسہرہ گرینائیٹ سٹی قرار دیا گیا ہے، اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ معدنیات پر بھی Focus عملاً ہونا چاہیئے کیونکہ یہ صوبہ معدنیات سے مالامال ہے تو اس میں اگر ہم توجہ دیں گے تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان سے اپنے وسائل میں ہی خود کفیل ہوں گے۔ ایک اور بات جو پچھلے بجٹ میں یہ طے پائی تھی کہ انرجی پہ ہم توجہ دیں گے، پن بجلی پہ ہم توجہ دیں گے۔ بجلی کے جو پیسے ہمیں ملیں گے، وہ بجلی پہ Invest کریں گے یا پھر میرے علم میں یہ بات ہے اور میرا Contact بھی ہے، میں جاتا بھی ہوں ان کے ساتھ، ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو بھی ملا ہوں، گو کہ Letters of interest انہوں نے بہت سی پرائیویٹ پارٹیز کو بھی ایشو کئے ہیں، جنرل سائٹس Identify کئے ہوئے ہیں اور پوٹینشل بھی ہے، جیسا کہ تقاریر میں کہا گیا ہے کہ جی اتنا پوٹینشل ہمارے پاس ہے اور واقعی ہمارا صوبہ جو ہے، وہ پانی کے لحاظ سے اور اس پن بجلی کے لحاظ سے سب سے Rich صوبہ ہے، پورے پاکستان میں اور اگر ہم پانی کو اور پن بجلی کو صحیح طریقے سے استعمال کر سکیں تو میرا خیال ہے کہ پورے ملک کو یہ Feed کر سکتے ہیں۔ ہمارا اضافی پانی ہم سے بچ کر پنجاب کو نکل رہا ہے، ہم اس کو سٹور نہیں کر سکے، ہم اس کیلئے کوئی ڈیم نہیں بنا سکے، کوئی خشک علاقہ اس کیلئے تجویز نہیں کر سکے تو اس پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حکومت نے جنگلات کو Focus کیا اور اس میں کافی Improvement دکھائی گئی ہے اور آگے بھی Target Sketch میں میں چاہوں گا کہ صوبہ ہمارا بہت (تالیاں) اس میں پوٹینشل ہے اور جتنے درخت ہم لگائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی Out come ملے گا۔ اسی طرح زراعت کے جس طرح ٹارگٹس پچھلے سال میں فکس ہوئے ہیں، ابھی بھی اگر ہم، جس طرح فکس کئے ہیں، ان کو Achieve کرنے کی کوشش کریں تو جس طرح ہمارے پاس ڈیرہ اسماعیل خان کی زمینیں ہیں تو وہاں پہ اگر ہم پانی پہنچا سکیں تو ہمارے پاس فیصل آباد یہاں پر موجود ہے اور گندم کی خریداری اس وقت ہمارا صوبہ اپنے ڈیرہ اسماعیل میں کر رہا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا ہر زمیندار، ہر آدمی جو چھوٹی سے چھوٹی جگہ پر بھی کاشت کرے، اس کی حوصلہ افزائی ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ ہمارا صوبہ کی اپنی خوراک پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد جی، پنجاب میں بجٹ میں انہوں نے پیلی ٹیکسی سکیم شروع کی اور جو پہلے بھی چلائی تھی تو میں اس کے مقابلے میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پہ باچا خان خپل روزگار سکیم اپنانی چاہیئے، میں سمجھتا ہوں اس سے یہ بہتر سکیم ہے۔ میں نے پانی کی بات کی ہے اور پھر آبپاشی کی بات میں کرنا چاہوں گا کہ ہمارے سارے جتنے بھی یہ

Sources تھے، وہ جو نالے بنائے گئے تھے زمینوں میں، جتنے بھی تھے وہ اس سیلاب میں بہہ گئے، ہم نے اپنے وسائل سے ان کو اپنی کاشتکاری کیلئے بنایا لیکن وزیر زراعت، وزیر آبپاشی صاحب بھی کہیں باہر نکلے ہوئے ہیں، تو ان سے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس بات پہ آپ توجہ دیں کہ جتنے یہ چھوٹے چھوٹے نالے ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کسانوں کے کام ہوتے ہیں اور وہ غلہ پیدا کرتے ہیں اور کم از کم اپنے آپ کو خود کفیل کرتے ہیں۔۔۔۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): بس کریں۔

الحاج حبیب الرحمان تنولی: بس کرتا ہوں جی، بس کرتا ہوں۔ پھر جی، میں وہ فوکس کر رہا تھا کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی ہمارے پاس، ہمارے پاس صنعت ہے، ان پہ ہم نے اپنے ٹارگٹس تو بتائے ہیں لیکن ہمیں ان کو Achieve کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان پر محنت کرنے کی ضرورت ہے، Learning کی ضرورت ہے۔ آٹھ ہزار آسامیاں پیدا کی گئی ہیں، ان کی بھی میں تعریف کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جو پی ایس ڈی پی کا، جو ہمارے ہزارہ کیلئے ایکسپریس وے یا ہزارہ موٹروے ہر سال آتا ہے، اس سال بھی ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ شامل ہے، میں جی۔۔۔۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): بس کریں، تنولی صاحب۔

الحاج حبیب الرحمان تنولی: جی صاحب۔ حویلیاں تک، اس کا پھر جو Land acquisition کا پراسس تھا، وہ مکمل ہوا، میں یہ کہوں گا کہ ہمیں اسے ہر حالت میں، اس پر ہمیں Implementation چاہیئے۔ سپیکر صاحب بھی دیکھ رہے ہیں اور درمیان سے ہمارے منسٹر انفارمیشن بتا رہے ہیں کہ بس کرو تو آپ کا بہت شکریہ، بہت مہربانی جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: غلام قادر خان بیٹنی صاحب۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر صاحب، ډیره مهربانی
چه تاسو ټائم راکړو۔ سپیکر صاحب، زه صرف د ټانک دوه درے مسائل بیانوم، ډیر ټائم ستاسو نه اخلم۔ پهلا پهلا خو زه دا ریکویسټ تاسو ته کوم چه مونږ د دوه میاشتو نه ګرځو او پینځه سیټونه مو خالی پراته دی، ای ډی او فنانس مو خالی پروت دے، ډی او آر مو خالی پروت دے، اکاؤنټ افسر مو خالی پروت

دے ، اے سی او مو نشته او فنانس والا مو تر اوسه پورے نشته۔ دا پینځه واړه پوسټونه زمونږ اوسه پورے خالی پراته دی او دوه میاشتے کیږی چه زه پسے ګرځم او ځوک ، فنانس په دے باندے سوچ نه کوی چه ولے خالی پراته دی ، ولے دا مونږ څه خیبر پختونخوا سره نه یو ؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! دا یو عرض خو تاسو د دوئ دغه ته اورسوئ جی ، د ټانک ضلع وائی خالی پرته ده چه دے ته پوره سټاف لاړ شی۔جی۔

جناب غلام قادر خان بیټنی: او د جون میاشت ده کنه ، جون میاشت چه تیره شی بیا وروستو که راشی بیا څه فائده نه کوی ، په دے چه زه که نوے پیسے غواړم ، هغه زړے رانه درومی نو ماته څه فائده بیا نه راکوی۔ دویمه دا مسئله ده چه د کومے ورځے نه سیلاب تیر شوے دے ، د هغه ورځے نه مونږ داسے اوبه څښنکو چه هغه د څښنکو قابلے نه دی۔ بورنګانو باندے سیلاب ختلے وو ، تقریباً چه څومره بورنګان دی ، ټول ټانک ته دوه یا درے چلیږی ، هغه داسے چلیږی چه هغه ترخے اوبه دی ، دا نورے بارانی اوبه راځی تقریباً یو د محسودو علاقے نه او د وزیرو علاقے نه ، دے ته قسم قسم ګند راچولے کیږی او مونږ ئے څښنکو۔ هغه داسے اوبه دی چه پړے اولمبیږے ، خارښ درباندے اولګیږی نو زمونږ مجبوری ده ، څښنکو به ئے څه به کوؤ؟ په دے سکیمونو کښے مونږ ته یو واټر سپلائی سکیم ملاؤ دے ، پکار دا وه چه مونږ ته زیات ملاؤ وے۔ دریم هسپتال نه دے ، هیډ کوارټر هسپتال نه دے په ټانک کښے ، خره پکښے ولاړ وی ، د پینتیس پوسټو کمے دے په ټانک کښے ، څلور ډاکټران ئے راکړی دی هسپتال ته ، هغه صرف د ایمرجنسی ډیوټی کوی ، هغه د دوه کالو نه کوی ، زه وایم چه داسے ډاکټران دی چه هغوی اوسه پورے دا وائی چه مونږ نن استعفیٰ کوؤ او سبا استعفیٰ کوؤ ، په دے چه د دوه کالو نه مونږ خپله یوه مسئله نه شو کولے ، دغه هسپتال ډیوټئ ته ځان رسوؤ۔ دویم چه کوم روډونه مو اوبو خراب کړی دی ، مونږ یوه ګهنټه نه شو تلے ، مونږ ایسار یو۔ اوسه پورے یو کار په دے نه دے شوے ، لس روپئ په دے روډونو نه دی لګولے شوی ، چه کوم کلی اوبو وړی دی ، هغه کلو ته یو بلیډ چا نه دے لګولے ، هغو کلو کښے هغه اوبه هسے بهیږی ،

نو سپیکر صاحب، زه نور ټائم ستاسو نه اخلم، دا زما د ټانک مسائل دی په دے باندے تاسو غور اوکړئ، ستاسو به ډیره مهربانی وی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ محمد علی خان صاحب۔

جناب محمد علی خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ ډیره مننه سپیکر صاحب۔ زما پارلیمانی لیډر سکندرحیات خان شیرپاؤ صاحب، اپوزیشن لیډر اکرم خان درانی صاحب او نورو ملګرو بجټ باندے پوره خبرے اوکړلے او زه به خبرے اوکړم صرف خپلے حلقے پورے یا خپل تحصیل شبقدر پورے خو نور دے بجټ کښے خو د هرے حلقے ذکر شته، د هر تحصیل او ضلعے ذکر شته خو د شبقدر ذکر پکښے یو ځائے کښے راغلے دے او بیا هغے کښے نور څه بل ذکر نشته۔ جنا ب سپیکر، دا نه چه شبقدر کښے کمے نشته یا زما حلقه پی ایف وائز کښے نور هر څه شته، مونږ ته د هر څه ضرورت دے، تاسو ته ډیر ښه معلومه ده خو نه پوهیږم چه ولے، د څه وجوهاتو په بناء باندے زما حلقه بالکل بلکه تحصیل شبقدر ټول نظرانداز کیږی؟ همایون خان، دیکښے تاسو خبرے اوکړے چه تحصیل شبقدر کښے مو سوچ اوکړو چه تحصیل شبقدر کښے د جینکو د سره کالج نشته۔ مفتی کفایت الله صاحب خو اووئیل چه هر څه چارسدے ته لاړل، مردان او صوابئ ته لاړل، مردان او صوابئ ته خو واقعی هغے نه خو اسلام آباد جوړ شو خو زه دا وایم چه دا مونږ د چارسدے حصه یو (تالیاں) دا 22/21 هم د چارسدے حصه دی (قہقہہ) 22/21 هم د چارسدے حصه دی، حلقے دی خو دلته اوسه پورے کالج نشته، نن نه دوه دوه نیم کاله مخکښے ماته اووئیلے شو چه کالج به جوړیږی، درے کالجونه چارسده ضلع کښے جوړیږی، یو شبقدر کښے، یو چارسده کښے، یو تنګی تحصیل کښے، ما وئیل چه ډیره ښه ده۔ مشر ئے یاد کړو، وئیل اسفندیارخان به راځی، ما وئیل چه زه به خپله ویلکم له ورځم، زه به خپله دے پروګرام کښے شرکت کومه، دا زمونږ د پاره احسان دے د هغه چه زمونږ علاقے له کالج جوړ کړی۔ هغه کالج هغه کال جوړ نه شو، وائی بل کال له به جوړیږی، بل کال هم تیر شو نو دا 12-2011چه راغے، دیکښے هم اوس نوم نشته دے نو میاں صاحب! تاسو چارسده زمونږ شبقدر کښے جلسے کوئ، زه

خپله اے این پی کښے پاتے شوے یمه، ما هم وئیلی وو، زما هغه وخت کښے مشران، اوس هم زمونږ مشران دی، اسفندیار خان، دے ټولو به وئیل چه باچا خان، او دا حقیقت دے چه باچا خان تحریک شروع کولو نو د دوآبے نه ئے شروع کړے دے، شبقدر تحصیل نه ئے شروع کړے دے او هغه تحریک شروع کړے دے نو ما ته خلق وائی، د حلقے خلق چه هر ځائے کښے باچا خان او ولی خان کیمپس جوړیږی، کالجونه یونیورسټئ جوړیږی، شبقدر کښے خو پکار دا دے، تنګی، دوآبه کښے، شبقدر تحصیل کښے خو چه خامخا جوړ شی چه د دلته نه باچا خان تحریک شروع کړے دے خو مونږ هغه بدقسمته یو چه مونږ ته اوس دوئ هغه نظر نه کوی چه کوم باچاخان مونږته نظر کولو، دغه علاقے سره د کوم مینے محبت اظهار ئے کولو، نو نن هغلته نه کالج شته، سپیکر صاحب! ستاسو توجه غواړمه جی، میاں صاحب، همایون خان ته دغه کومه چه دے باندے توجه ورکړی چه دا بدقسمته خلق دی، مونږه هم د چارسدے حصه یو، د چارسدے ضلعے او زمونږه دغه حال دے چه مونږ ته کالج نشته دے۔ دے سره سره سپیکر صاحب، په هغے کښے روډونه زمونږ ډیر زړه مسئله ده، سړکونه مسئله ده، تاسو ته یاد شی، یو ځل ما د اسمبلئ په فلور باندے د ایف ایچ اے تعریف اوکړو، تاسو هم د هغے ستائنه کړے وه او ما ته هغه تعریف هم پته نشته مسئله جوړه شوه، قصیده جوړه شوه، هغوی ورته شا کړله خو بهرحال زه دا وایم چه دے دوه کالو کښے مونږ ته یو کلومیټر سړک هم نه دے جوړ شوے۔ نه ئے سړک راکړے وو، یو ئے پرائمری سکول راکړے دے، اپ ګریډیشن دے، تیر کال کښے ئے یو را نکړو، په تیر کال کښے ئے نه دے راکړے، اپ ګریډیشن د یو سکول، نو دا ولے؟ دا خو هغه علاقه ده، هغه تحصیل دے، هغه دوآبه ده چه کوم نه باچا خان تحریک شروع کړے وو، چه کوم نه پنځوس کاله قومی او صوبائی اسمبلئ الیکشن دوئ ګټلے دے نو زه نه پوهیږمه چه دا څه او ولے؟ حقیقت دا دے وزیراعلیٰ صاحب خو ډیر ښه سړے دے، ډیر اخلاقی سړے دے خو دا څوک مشورے ورکوی یا دا څوک ورته دغه ورکوی چه دا یا زما د وجے یا هر څه وجه چه وی، او د دے سوال جواب مطالبه کوم چه دغه پسماندګئ په لحاظ د دغه علاقه کښے، زما په وجه د نه جوړوی خو جوړ د کړی، هلته د سکولونه جوړ

کړی، هلته مونږ ته د جینکو سکولونو ډیر ضرورت دے ، د کالج ضرورت دے ، د سړکونو ضرورت دے او سړکونه بیا چه جوړیږی هم، کوالټی هم پکار ده، دا نه چه مخکښے سړک جوړیږی او وروستو ورپسے ورانیږی او دے د پاره خو زه یو مطالبه سپیکر صاحب، کوم چه دا ایف ایچ اے ، دغه سی اینډ ډبلیو والا محکمے د مهربانی اوکړی، وزیراعلیٰ صاحب باندے کار ډیر زیات دے ، دا محکمه د میاں افتخار صاحب له ورکړی نو دا محکمه به هیله ټهیک شی جی، دیکښے بے انتها لانجے شروع دی، ډیرے مسئلے پرے جوړے شوی دی چه هغه زه په دے فلور نه وایم نو دا به هله ټهیک شی چه میاں افتخار شان سړے راشی، دلته په دے محکمے انچارج شی نو دا مسئلے به مونږ ته، دا د کمیشنو چکرے او دا دغه جوړیږی۔ سپیکر صاحب ،تاسو سوچ اوکړئ۔۔۔۔

<u>میاں افتخار حسین(وزیراطلاعات):</u> سپیکر صاحب! سپیچ کښے هسے Interruption کوم خو زه ئے مشکور یمه، وزیراعلیٰ صاحب سره د ما نه جنگوی، هغه زما مشر دے خو دا ده چه دوئ کومه پیرزونه اوکړه نو مهربانی۔

<u>جناب محمد علی خان:</u> نه جی، جنګوم د نه جی، زه د خپلے صوبے کروړونو، اربونو روپو فنډ اوړے یمه، چه هغه جوړیږی، هغه شرو ع دے تاسو یقین اوساتئ چه شبقدر ته میاں صاحب! تاسو خو لاړ یئ چه د شبقدر، بټګرام ټول سړک پوخ او کچه چوبیس فټ دے ، هلته اوس ایف ایچ اے دغه اوکړو، چوبیس فټ خو ئے بلیک ټاپنګ واغستو، څه ورسره Drain اخوا څه Drain اخوا ، څه کچه، هغه څه چهتیس فټ ته ئے اورسو۔ هلته اخوا دیخوا آبادی ده، بائیس کروړ، اتهاره کروړ روپو Estimate ئے جوړ شو، حالانکه هغه روډ د پاره آٹھ کروړه هم ډیرے جوړیږی خو هغے سره خوا کښے د میرزو، کټوزئی روډ دے چه په هغے باندے به د تلو شان نشته۔ هغه کټوزئی چه هغه د اے این پی ګړه دے ، وو او اوس هم دے ، هلته ایم پی اے صاحبه تبسم شمش پکښے هغه ځائے ناسته ده او هغه ما بار بار د اسمبلئ په فلور باندے اووئیل، ارشد عبدالله صاحب د یقین دهانی راکړی او خبره ختمه، نه جوړیږی او ډیر بد حال کښے دے ، دا روډونه د راته جوړ کړی او سپیکر صاحب، یو مسئله خو تاسو سره هم تعلق ساتی چه دے زمونږه علاقه کښے ماربل انډسټری ډیره زیاته ده، کم از کم ډیړه سو کارخانے دی، سو، ډیړه سو

مینځ کېښے فیکټرئ دی هلته، خلقو پخپله جوړے کړی دی او هغے ته هغه سهولت نه دے ملاؤ، د حکومت د طرف نه هیڅ سهولت نه دے ملاؤ، روډونه کچه، سټریټ لائټس ئے نشته، د اوبو نکاسئ که دغه ئے خراب دے، هر څه ډیر دغه دی نو زه همایون خان ته دا وایمه چه انډسټریل اسټیټے جوړوے، دا تیارے کارخانے دی، فیکټرئ دی پکښے سو، ډیړه سو، ماربل انډسټریل اسټیټ دا شبقدر کښے ورکړه، اوس ترے هم ټیکس ډیر راځی او بیا به ترے نور هم زیات شی، اوس ترے راځی بیا به ترے نور هم راشی۔ چه اوس سو، ډیړه سو کارخانے دی او هلته دے د پاره هیڅ بندوبست نشته دے، حکومت د طرف نه سهولتونه نشته دے نو زه دا وایم چه دا زر جوړ شی۔ جناب سپیکر صاحب، شبقدر ته چه آپریشن شوے وو، تاسو ته هم پته ده، ما ته دا یقین دهانی راکړے شوے وه چه دلته دے علاقے له به پیکج ورکوؤ، خصوصی پیکج، ترقیاتی پیکج، په مونږ باندے ئے دوه درے ځله Estimateجوړے کړلے او منډے ترړے مو اووهلے، نه هغه پیکج راغے او نه هیڅ مسئله حل شوه نو جناب سپیکر۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: لسټ چه Exhaust شی بس بیا به څوک وائی جی، پیریان خو به نه وائی؟ جی محمد علی خان! شا به بسم اللّٰه۔

جناب محمد علی خان: جناب سپیکر، زه دا وایمه ستاسو په وساطت باندے حکومت ته او منسټر صاحب خو هم زما په خیال لاړو نو چه دوئ دے شبقدر ته، دے روډونو ته د کم از کم توجه ورکړی۔ کټوزو روډ، متّه روډ، زمونږ مچنئ روډ باندے تاسو ته پته ده جی، ټول هاؤس ته هم پته ده چه مهمند ایجنسئ او باجوړ ایجنسئ کښے آپریشن شروع دے، هغه زخمیان روزانه زمونږ په لاره راوړی او هغه داسے خراب سړک دے او بیا ناګمان کښے ایف ایچ اے والا، هغه ټول ایف ایچ اے روډ دے، هغه داسے بد حال کښے دے، تاسو کتلے دے باجړی ئے اچولے ده او پریښے ئے دے، تلی دی ترینه او د مچنئ روډ ډیر بد حال دے نو زه دا وایمه چه مچنئ روډ ته د توجه ورکړے شی۔۔۔۔

جناب سپیکر: مچنئ روډ خو نیم اوشو او نیم به هم که خیر وی ستاسو طرف ته اوشی۔

جناب محمد علی خان: نه جی، ستا سو طرف ته اوشو، زمونږ طرف ته جی ټول پاتے دے۔

جناب سپیکر: دا ستا سو طرف ته به هم دے ځل کیږی۔

جناب محمد علی خان: خراب مونږ طرف ته دے جی۔

جناب سپیکر: دے ځل به کیږی، ټول به کیږی۔

جناب محمد علی خان: دے ځل کیږی؟ په دیکښے هغه بله ورځ مے کتل چه چیف منسټر صاحب پکښے انسټرکشنز هم ورکړی وو، مشکور یو د هغوی چه دا د ناګمان روډ او شبقدر مچنئ روډ جوړ شی خو دے سره سره دا متهه روډ او کټوزو روډ هم ډیر ضروری دے۔ ډیره مهربانی، سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ عبدالستار خان صاحب۔

جناب عبدالستار خان: اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ سچ بات تو یہ ہے کہ میں آج سوچ رہا تھا کہ ہم کو ہمیشہ دو تین دن بعد ٹائم ملتا ہے، چونکہ ہمارے سینیئرز بات کریں گے اور اس ایک دن میں میں تیاری کر کے آؤں گا لیکن آپ نے اچانک مجھے بلایا، دعوت دی تو میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں مختصر سی بغیر اس کے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور اس سال بجٹ میں فل تیاری کے ساتھ بات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ بھی شارٹ کر رہے ہیں ایسا موڈ لگ رہا ہے کہ آپ کا بھی شاید، میرا مطلب وہ نہیں ہے،۔بجٹ پہ بات میرا جو تجربہ رہا ہے، دو تین سال آپ کے ساتھ رہا ہوں، ایک طالب علم کی حیثیت سے اس ہاؤس میں، سچ بات تو یہ ہے کہ میں آج تک اس Budget formulation پہ، اس کے بعد جو پراسس ہے، جو تجاویز ہم دے رہے ہیں، اس پہ نہیں سمجھا ہوں اور ایک ہی بات میرے ذہن میں جو میں نے Catch کی ہے، وہ میں نے آج سے پہلے Pre budget جرگہ جو ہوا تھا ہمارا اور اس وقت میں موقع بھی سمجھتا تھا اور میں نے خود تجویز بھی شاید ہمارے تمام کابینہ کے لوگوں کو اور پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو، فنانس والوں کو گزارش کی تھی۔ آج جو ہم یہ بات کر رہے ہیں، ہم کس مقصد کیلئے کر رہے ہیں؟ ہمارے سینیئر ممبران ہم سے پہلے بات کرتے ہیں، ہماری ڈکشنری میں تھوڑے بہت جو الفاظ ہوتے ہیں وہ Catch کر لیتے ہیں، ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا حاصل کیا ہے؟ مناسب تو یہی ہے کہ آج جو ہم سے تجاویز آپ اس ہاؤس میں لے رہے ہیں، ہمارے فنانس منسٹر، دوسرے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ والے یہ تجاویز بجٹ سے

پہلے آپ ہم سے لیں، ہم اپنے حلقوں کے لحاظ سے، اپنے اضلاع کے لحاظ سے، ہم اپنی ترجیحات کے لحاظ آپ کو تجاویز دیں، جو ہماری Requirement ہے، اس کے مطابق آپ بجٹ سازی کر لیں تو میرے خیال میں اس میں Outcome بھی آتا ہے اور اس وقت ہم جو تجویز دیں گے، آپ اسے شامل نہیں کر سکتے۔ یہ جو اے ڈی پی کی کتاب ہے، میرے پاس یہ Budget Speech ہے، یہ ایک مقدس کتاب بنائی ہم نے، نہ اس میں کوئی چیز ڈال سکتے ہیں ابھی، نہ ہماری تجویز پہ عمل درآمد ہو سکتا ہے، لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ ہماری ساری ڈسکشن لا حاصل ہے، لہذا آج پھر میں اس بات کو دھراؤں گا کہ آئندہ بجٹ سے پہلے پوری طرح اس پہ سیشن ہو جس میں ہم اپنی تجاویز دیں اور اس Base پہ آپ بجٹ بنائیں تو ہم اسمیں اپنی Priorities کو Determine کریں گے۔ جناب سپیکر، مجھے اس بجٹ سازی میں تین سال، چار سال ہوئے ہیں، ہمیشہ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے کوہستان کی Requirement الگ ہے، میری ترجیحات الگ ہیں، پشاور کی الگ ہیں، ہر ضلع کی، ہر علاقے کی اپنی اپنی Requirements ہیں لیکن میری اس Requirement کو، میری اس ضرورت کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ایک یونیفارم اے ڈی پی ہمیں بنا کر جس میں مجھے کبھی ڈگ ویل دیتے ہیں جو میری ضرورت نہیں ہے، کبھی ٹیوب ویل دیتے ہیں جو میرے حلقے میں بن نہیں سکتا ہے تو لہذا یہاں میرا سارا پراسس ناقص ہے، اس لئے یہ تجویز اب سامنے رکھیں کہ آئندہ عوامی نمائندوں کی تجاویز پہ بجٹ سے پہلے ایک سیشن رکھیں، اس میں ہم تجاویز دیں، اس پہ بجٹ سازی کریں، ایک میری تجویز یہ ہے۔ دوسرا جناب سپیکر، ایک بہت بڑا Fault، ہم خوش ہیں، میں بھی اس صوبے کا حصہ ہوں کہ ہمیں جو ساتویں فنانس کمیشن ایوارڈ کے تحت وسائل ملے ہیں اور اس کیلئے ہم نے ایک جدوجہد کی ہے جس میں مختلف ہمارے بڑے گزرے ہیں، چیف منسٹر گزرے ہیں، ہماری کابینہ کے لوگ گزرے ہیں، ہمارے ہاؤس نے ہر دور میں کوشش کی ہے اور اس میں ہم نے ایک مطالبہ کو سامنے رکھا ہے، ایک چیز کو ہم نے سامنے رکھا ہے، ہر صوبے کی اپنی ترجیحات ہیں، ہمارے صوبے نے شروع سے آج تک یہی موقف رکھا ہے کہ چونکہ پسماندگی بھی ہے، غربت بھی ہے، لہذا نیشنل فنانس کمیشن میں ہمیں وسائل زیادہ دیئے جائیں۔ اسی طرح صوبہ بلوچستان میں اپنے ایریا کی بنیاد پہ ایک مطالبہ رہا ہے، سندھ والوں کا اپنا ایک مطالبہ رہا ہے، Revenue base پہ انہوں نے بجٹ تقسیم کی بات کی ہے، پنجاب نے Population base پہ کی ہے، ہمارے صوبے کا شروع سے ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہمیں غربت اور پسماندگی کی Base پہ وسائل دیئے جائیں۔ الحمد للہ اس ساتویں فنانس کمیشن ایوارڈ میں آپ کی اس بات

کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے یہاں پہ کہ جب وسائل ہمارے صوبے میں آتے ہیں، اس سے آگے جو Horizontal distribution ہے وسائل کی، جو ڈسٹرکٹ لیول پہ آج ہم وسائل دیتے ہیں، اس میں ہم اپنے اس کلیے، اس فارمولے پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بات بھی ناانصافی کی ہے کہ جس مطالبے پر ہم مرکز سے وسائل لیتے ہیں، اس فارمولے کو ہم اپنے ڈسٹرکٹ لیول پہ، علاقے کے لیول پہ بنیاد بنایا جائے، یہ میری طرف سے تجویز ہے۔ تیسری بات میں یہاں پر ایک Simple بات کروں گا جو میرے دل کی بات ہے یا میں ہمیشہ اس کو محسوس کرتا ہوں، آج میں روایتی بات نہیں کروں گا۔ یہ تجویز میں نے تمام ڈیپارٹمنٹس کے صاحبان، ہماری کابینہ کے لوگوں کے سامنے رکھی تھی کہ آج ہم ایک غیر روایتی فیصلہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اس روایتی انداز میں ہم نے بہت سے بجٹ بھی دیکھے ہیں، بہت سے Annual Development Programs بھی دیکھے لیکن آج تک ہم مطمئن نہیں ہیں، تو میں نے یہ Pre budget جرگہ میں ایک تجویز رکھی تھی کہ میں اس مرض کی دوا بھی آپ کو بتاتا ہوں اور اس کا علاج بھی بتاتا ہوں اور اس مرض کی نشاندہی بھی کرتا ہوں۔ ہمارا مرض یہ ہے کہ ہم اپنے ڈیویلپمنٹ پروگرام کو آگے نہیں لے جا سکتے ہیں، اس کیلئے وسائل نہیں ہیں تو میں نے ایک تجویز دی تھی جو شاید یہ کہتا ہوں کہ غیر روایتی تجویز ہے، آج میں اس کو دہرانا چاہتا ہوں کہ کیوں نہ ہم اس سال، آج یہ ہمارے سارے بڑے بیٹھے ہیں، ہماری کابینہ کے لوگ بیٹھے ہیں، ہمارے ایکس چیف منسٹرز بیٹھے ہیں، ہمارے ایم پی ایز بیٹھے ہیں، ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے صاحبان بیٹھے ہیں کہ ایک سال ہم اپنے تمام جو اس سال دو کھرب انتالیس ارب روپے کا جو بجٹ ہے، اس میں تمام 'نان ڈیویلپمنٹل' جو ہمارے اخراجات ہیں، ان کو Convert کر کے ہم اس صوبے کے مستقبل کے بہترین مفاد میں اریگیشن اور ہائیڈل جنریشن میں ایسے پراجیکٹس شروع کریں اور اس میں ہم ایک سال قربانی دیں، یہ میری ایک تجویز ہے، اس کو میں دہرا رہا ہوں۔ ایک سال اگر میں بھوکا رہوں تو میرے بچے نہیں مریں گے، میں یہ تجویز پھر دہراتا ہوں، شاید اس پر عمل بھی نہیں ہو گا، ایک سال چیف منسٹر اپنے اخراجات نہ کر کے اس صوبے کیلئے خدمت کریں تو کوئی اس کے بچے تعلیم کے بغیر نہیں رہ جائیں گے۔ ایک سال اگر ہمارے ممبران اسمبلی، ہمارے ڈیپارٹمنٹس کے جتنے بھی حضرات ہیں، سیکرٹریز صاحبان، اگر یہ ایک سال قربانی دیکر ہم اس بجٹ کو ٹوٹل اریگیشن چینلز جو ہمارے مختلف سنٹرل ڈسٹرکٹس اور سی آر بی سی، ہزارہ میں ایک چینل اس سے بنائیں اور پھر ہائیڈل جنریشن میں ہم اپنے، جو آپ نے ذکر بھی کیا ہے، مختلف اے ڈی پیز اس میں آیا

ہے،اس سے ہم اگر پندرہ سو، دو ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر کے ایک سال ہم بھوکے رہیں تو یہ میری تجویز ہے، میں دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ سب سے پہلے میں اس پر عمل کروں گا، آپ بھی اس پہ عمل کریں، ایک سال ہم یہ قربانی دیکر اس صوبے کو اس کرائسس سے نکالیں، Simple بات ہے یہ۔ دوسرا جناب سپیکر، کہ یہاں پہ کچھ میں اپنے حلقے کے لحاظ سے ضلع کے حوالے سے ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کچھ Backward district کی تعریف کی گئی ہے جس سے مجھے انتہائی دکھ بھی ہوا کہ کوہستان کو شامل نہیں کیا گیا ہے، یہ کیسا معیار ہے؟ حالانکہ ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہے کہ پاکستان کا سب سے پسماندہ ترین ضلع کوہستان ہے، تو لہذا اس چیز میں آپ کوہستان کو بھی شامل کریں۔ باقی میں نے آج بڑی تقریر کے انداز میں بات نہیں کی ہے، Simple ایک بات کی ہے، خدارا اگر ہم نے اس چیز سے نکلنا ہے تو ہم قربانی دیں، یہی بیرونی امداد سے یا باقی روایتی انداز سے ہم اسے Take up نہیں کر سکتے ہیں اور ایک اور بات بھی کروں گا جناب سپیکر، ایک واقعہ Quote کروں گا کہ رائے ونڈ کے تبلیغی مرکز میں حاجی عبدالوہاب صاحب کچھ بیان کر رہا تھا، اس نے جنت کی بہت بڑی تعریفیں کیں تو ہمارے صوبے کا کوئی بندہ تھا، اس کے دل میں ایک بات آئی، اس نے اٹھ کر کہا کہ حاجی صاحب، مجھے یہ بتائیں کہ جنت میں نسوار ملے گا؟ تو اس نے کہا، ہاں پٹھانوں کو ملے گا۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ جو باتیں ہم کر رہے ہیں، یہی ایک سال ہے ہمارے پاس، اگر اس اسمبلی نے اپنے عوام کیلئے کرنا ہے تو یہی ایک سال دو سال میں ہم نے کرنا ہے۔ اگر اس میں قربانی نہیں دینگے تو پھر تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، میں آپ کو اتنی بات بتا سکتا ہوں۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میری بات کو تحمل سے سنا، شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، ستار خان صاحب۔ جناب نصیر محمد خان میداد خیل صاحب، The last speaker۔

<u>جناب نصیر محمد میداد خیل:</u> شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ صاحب نے پانچ اضلاع کا ذکر کیا اور ان پانچ اضلاع کو اس حکومت نے پسماندہ قرار دے دیا۔ جناب سپیکر، اس پسماندگی کے حوالے سے اگر موجودہ حکومت ان اضلاع میں وہی مختص کردہ رقم کسی منصوبے کیلئے رکھتی تو ہمیں اس سے زیادہ خوشی ہوتی۔ افسوس ان کی پچھلی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے، یقیناً میں ان کا ذکر بھی کرونگا، ہم یہ یقین نہیں کر سکتے کہ ان پانچ اضلاع کیلئے مختص کردہ ایک ارب روپے ان پانچ اضلاع کو ملیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب لکی مروت تشریف لائے، وطن کارڈز کے سلسلے

میں، وہاں پہ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے ہم چاروں ممبران اسمبلی میں واحد میں موجود تھا، باقی اس وقت پورے ضلع میں نہیں تھے اور اپنے حلقے کی نمائندگی کرتے ہوئے میں نے محترم وزیر اعلیٰ صاحب سے پچھلے دور حکومت کے بنائے ہوئے ٹیوب ویلز جو کہ Incomplete پڑے تھے، ان سے درخواست کی کہ خدارا اس کیلئے کوئی فنڈ آپ دے دیں تاکہ یہ Incomplete tube wells مکمل ہو جائیں۔ وہاں سے آنے کے بعد میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے تین بار ڈائریکٹیو لی لیکن افسوس صد افسوس جب آخر میں ہم سیکرٹری پبلک ہیلتھ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وہ فنڈ شاید، 243 اے ڈی پی نمبر تھا، کسی اور کو دے دیا اور ہمیں اس قابل نہیں سمجھا کہ اس فنڈ میں سے کچھ حصہ ہمیں دیکر ان Incomplete ٹیوب ویلوں کو مکمل کرتے۔ جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے محترم وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ اے ڈی پی کی پوری کتاب میں آیا کہ اس پسماندہ اور غریب ضلع میں روڈز کیلئے کوئی رقم دی گئی ہے ؟ آیا پبلک ہیلتھ کیلئے کوئی رقم دی گئی ہے ؟ آیا ہمارے ہسپتالوں، اس وقت ابھی تین دن پہلے ہمارے چیف سیکرٹری صاحب تشریف لائے تھے لکی مروت، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باوجود چیف منسٹر کی ڈائریکٹیو کے جو میں نے ان سے درخواست کی تھی، 91 ڈاکٹرز کی کمی ہے پورے ڈسٹرکٹ میں، باوجود ڈائریکٹیو کے ایک ڈاکٹر بھی وہاں پہ تعینات اور بھیجا نہیں گیا۔ جناب سپیکر، معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ لکی مروت کے ابھی نئے تعمیر شدہ جیل کو افواج پاکستان کے حوالے کیا جارہا ہے اور ہمارے ضلع کے ان غریب قیدیوں کو جو وہاں پہ موجود ہیں، کسی اور ضلع شاید ضلع بنوں میں بھیجا جا رہا ہے، دیا تو کچھ نہیں جو موجود ہے اس کو بھی لینے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جناب سپیکر، یقیناً ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب شریف النفس ہیں، بڑی خوبصورتی اور بڑی اپنایت سے ملتے ہیں، دہشت گردی کے حوالے سے میں نے ایک کیس ان کو دیا تھا لیکن افسوس اس پہ انہوں نے اس متوفی خاندان کے فرد کے علاج کیلئے وہ رقم جو اس نے اپنی جیب سے خرچ کی تھی، دینا گوارا نہیں کی۔ گلہ ہمیں اس لئے نہیں ہے کہ ہم چونکہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یقیناً ہم اس صوبے کی رہنے والے ہیں، ہمیں اگر موجودہ حکومت بحیثیت اپوزیشن ممبران سکول نہیں دیتی تو ہمیں کوئی گلہ نہیں، کوئی اور ترقیاتی سکیم بذات خود By name نہیں دیتی تو ہمیں کوئی گلہ نہیں، گلہ اگر ہمیں ہے تو وہ یہ کہ ہمارے ان محروم حلقوں کو کیوں اور محروم رکھا جارہا ہے ؟ افسوس سے میں یہ کہونگا کہ اس وقت اس ملک میں جو روایت چلی ہے، جو طریقہ چلا ہے، صدر پاکستان نوڈیرو سے نہیں نکل رہا، وزیر اعظم پاکستان ملتان سے نہیں نکل رہا اور مجھے یہ کہتے ہوئے

کوئی شرمندگی نہیں ہورہی ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اور سارے وزرائے کرام اپنے حلقوں اور اپنے ضلعوں سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کر رہے ہیں۔ اگر میں اس اے ڈی پی 12-2011 کو مردان، چارسدہ، نوشہرہ کا اے ڈی پی کہوں تو کوئی غلط نہیں ہوگا۔ مجھے صرف وزیر خزانہ صاحب اتنا بتادیں کہ ہماری ایریگیشن جو کہ ہماری ضرورت ہے، اس کیلئے کتنی رقم رکھی گئی ہے؟ اس کا نام ونشان بھی نہیں، وہ باران ڈیم جس کا میں نے دس فروری کو آپ کے اسی ایوان میں ذکر کیا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نصیر محمد خان، ایریگیشن۔۔۔۔۔

جناب نصیر محمد میداد خیل: میں کم کر رہا ہوں سر، میں بہت جلدی کم کر رہا ہوں سر۔

جناب سپیکر: ایریگیشن کے متعلق میں آپ کو ایک خوشخبری دوں گا کہ آپ کا جو کرم تنگی ڈیم ہے، وہ پیسے بھی اس کیلئے منظور ہو کر آچکے ہیں اور میرے خیال میں دو تین مہینوں میں اس پر کام بھی شروع ہوگا۔

جناب نصیر محمد میداد خیل: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سارا لکی مروت اور کرک آپ کا اس سے سیراب ہوگا، اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی؟ اور وہ بھی آپ کی اس اسمبلی کی وجہ سے، ادھر دس میٹنگز ہوئیں اور کرم تنگی ڈیم کیلئے کچھ نہ کچھ ہو گیا۔

جناب نصیر محمد میداد خیل: جناب سپیکر، جناب سپیکر، پچھلے پانچ سال سے، جناب سپیکر، وہ وفاق کا ہم پر ایک احسان ہے اور اس صوبائی اسمبلی نے اس کیلئے کوشش کی ہے۔ میں اپنی پوری مروت قوم کی طرف سے اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً آپ کا بھی اور وزیراعلیٰ صاحب کا بھی شکرہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی، اللہ کرے کہ اس پر کام جلد شروع ہو جائے۔ جناب سپیکر، میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ پچھلے تین، چار سال باران ڈیم کی وجہ سے مروت کینال میں پانی تک نہیں آیا، منسٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں، اس میں پانی تک نہیں ہے اور ہم سے آبیانے لیے جارہے ہیں، خدا کیلئے پانی دو اور آبیانے لو، ہم آبیانے دینگے اور خوشی سے دینگے لیکن ہماری آبادیاں تو ہوں، ہماری زمینیں آباد ہوں، افسوس اس بات کا ہے کہ ہمیں یتیم خانے تو دیئے جارہے ہیں، کس لئے دیئے جارہے ہیں؟ اس اے ڈی پی میں تو مروت کیلئے ایک یتیم خانہ انہوں نے رکھا ہے، کیا ہم یتیم ہیں؟ میں بڑے معزز طریقے سے بڑی انکساری کے ساتھ یہاں پر میرے دوسرے Colleagues موجود نہیں ہیں حلقوں کے، ان کی طرف سے یہ میں اس ایوان پر قربان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ اس یتیم خانے کو چارسدے میں باچا خان کے نام سے بنایا جائے اور اگر چارسدے والوں کو وہاں پر یتیموں کیلئے ضرورت نہیں ہے تو اس کو مردان میں پھر

بنادیا جائے، ہمیں پھر اس یتیم خانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہمارے بچوں کو تعلیم سے محروم رکھا جارہا ہے، اگر ہمارے لوگوں کو پانی سے محروم رکھا جارہا ہے، اس وقت ہمارے لوگ جوہڑوں کا پانی پینے پر مجبور ہو گئے ہیں، ہمارے ٹیوب ویلوں کو بنایا نہیں جارہا تو ہم اس وقت جذبات سے بات نہ کریں تو کس طرح سے بات کریں جناب سپیکر صاحب؟ میں بڑے ادب کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ دہشت گردی کے حوالے سے یہ حکومتیں اپنے عوام کو دہشت گردی کی طرف بھیج رہی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اگر یہی محرومیاں ہماری رہیں، یہی محرومیاں ہماری رہیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھی کل دہشت گردوں کی صف میں کھڑے ہو جائیں، ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے، چاہے ہمیں پھانسی لگے، ہمیں گولی لگے، ہمیں جو کچھ بھی لگے لیکن جب ہمارے لوگ ہمارے سامنے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں کہ خدا کیلئے اسمبلی میں ہمارے لئے آواز اٹھاؤ، اسمبلی سے ہمارے لئے کچھ لے آؤ، یہاں سے ہمیں جب ملے گا تو ہم اپنے لوگوں کو دینگے، ہم سے تو سوتیلی ماں، جیسے میں نے پچھلی تقریر میں کہا تھا، سوتیلی ماں کا وہی درجہ دیا جارہا ہے۔ جناب سپیکر، میں بڑے ادب کے ساتھ پھر آپ سے درخواست کروں گا کہ خدا کیلئے ہمیں کچھ بھی مت دو، وہاں کے ممبران کو لیکن ہمارے حلقوں کو محروم مت کرو، مت کرو، مت کرو خدا کیلئے، کیوں ہمیں اس پر مجبور کر رہے ہو کہ ہم کل اپنے لوگوں کو نکال کر یہاں روڈوں پر کھڑا کر دیں یا پھر دہشت گردوں کی صف میں کھڑا کر دیں؟ اسی کے ساتھ جناب سپیکر، اگر میری زبان سے کوئی ایسا سخت لفظ نکلا ہو، اگر کوئی نازیبہ بات نکلی ہو تو اس کیلئے میں معذرت خواہ ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ خدا کیلئے ہمارے لوگوں کو بھی اسی طرح اپنے بچے سمجھو جیسے اپنے اپنے ضلعوں کے لوگوں کو اپنے بچے سمجھ کر ان کے کام کر رہے ہو۔ میں اسی کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ چاہوں گا کہ میری ان گزارشات پر موجودہ حکومت ہمدردانہ غور کرے۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی، میداد خیل صاحب۔ معزز اراکین، ہمارے پاس جو ٹوٹل لسٹ لکھی گئی تھی، وہ ختم ہو گئی ہے اور ابھی باہر ایڈمنسٹریشن، پولیس اور جو بھی ہمارے جوان کھڑے ہیں، ان کو بھی ہم نے کافی دیر سے کھڑا کیا ہے تو ان کے Rest کیلئے اس ڈیبیٹ کو Wind up کرتے ہوئے جناب فنانس منسٹر صاحب کو میں دعوت دیتا ہوں کہ جتنے بھی معزز اراکین کی طرف سے آراء آئی ہیں، اس پر آپ اپنی وہ بیان کریں۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب، په هغے کښے تاسو سره د بجټ سپیچ ځلوروځے دی جی او زمونږ د مفتی سید جانان صاحب، د نورو ممبرانود سبا د پاره تیاری ده او په دیکښے خو جی تاسو په رولز باندے که ځئ نو تاسو به دوه ورځے مزید بیا دا اجلاس چلوئ او که چرته تاسو ئے Wind up کوئ نو زماخیال دے دا خو ستاسو د رولز خلاف ورزی ده، دوه ورځے د خلقو حق پاتے دے۔

جناب سپیکر: دا کوم رول دے جی، ماته اوښایه رول؟

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: نه رول به راته اوښائی کنه، لږ صبر اوکړئ۔ ښه هغه کوم رول دے، هغه راته Quote کړئ، راکړئ چه اوګورم زه؟

قائد حزب اختلاف: تاسو مونږ ته یوه ایجنډا راکړے ده خپله۔

جناب سپیکر: هغه ایجنډا په خپل ځائے ده جی، کوم رول تاسوQuote کوئ، هغه ماته اوښایه جی؟

قائد حزب اختلاف: مونږ خو دا ټول عمر په دے-----

جناب سپیکر: ستاسو په وجه باندے تر دے وخته مے یو یو ممبرله ټائم ورکړو۔

قائد حزب اختلاف: ځلور ورځے، دا همیشه تاریخی راغلی دی ځلورورځے، چرته تا نیمه ګهنټه هم نه دے کړے او نن تقریباً د ساړهے نو بجے نه شروع کړے دے او په درے بجے مونږ راغلی یو، دا پولیس والا سره هم زیاتے دے او دے ممبرانو سره هم زیاتے دے، اخر دا به څه کیږی؟ ماوئیل که دا سبا ته تلے وے نو که چرته تاسو نن دا Wind up کوئ او تاسو دا اجازت ورکوئ نو هیڅ ضرورت نشته چه مونږ د فنانس منسټر صاحب تقریر واورو، نو مونږ احتجاجاً واک آؤټ کوؤ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: تاسو خو هغه رول ما ته Quote نکړو چه د کوم رول لاندے تاسو خبره کوله؟جی بسم الله۔

جناب محمد ہمایون خان (وزیر خزانہ): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، زہ د ٹولو نہ اول ستا سو او ستا سو پہ وساطت سرہ د دے ٹول ایوان، میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بجٹ پیش بھی ہوا، بجٹ پر بڑی اچھی مثبت تجاویز بھی آئیں اور بعض میرے اپوزیشن کے ممبران نے بھی اس بجٹ کو Appreciate کیا اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بجٹ ایوان میں پیش بھی اس لئے ہوتا ہے کہ اس پر ڈیبیٹ ہو جائے لیکن ہم نے اس سے پہلے بھی، میں نے بجٹ سپیچ میں بھی جناب سپیکر، ذکر کیا تھا کہ اسمبلی لانے سے پہلے بھی ہم نے ایک Pre budget جرگہ منعقد کیا تھا 23 اپریل 2011 کو اور اس میں تمام ساتھیوں کو ہم نے درخواست کی تھی بشمول اپوزیشن لیڈر اکرم خان درانی صاحب، جن کو میں نے Personally فون کیا تھا اور سب سے یہ ریکویسٹ کی کہ چونکہ آئندہ بجٹ ہم وہ کر رہے ہیں تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ آ جائیں تاکہ پھر اسمبلی میں آپ یہ نہ کہیں کہ آپ لوگوں نے باہر بجٹ بنا کر ہمیں دے دیا، ہم سے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ اس میں عبدالستار صاحب بھی آئے تھے، زیادہ تر ساتھی اس میں آئے تھے، پھر بھی جناب سپیکر صاحب، میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آج اور کل جتنی سپیچز ہوئیں، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر کم اور سیاسی سپیچز زیادہ تھیں، کوئی خاص، جو بھی ہے، انکی خیر میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اپوزیشن کے دوست میرے یہاں پر موجود ہوتے تو زیادہ انہوں نے تنقید کی یا کچھ انکے Reservations تھے یا کچھ سوالات اٹھائے گئے تھے تو ان کو میں اپنا جواب دے سکتا لیکن پھر بھی یہ ریکویسٹ ہے کہ ان کو اگر جناب سپیکر، کاپی مل جائے یہاں سے آڈیو کی تو اس میں اپنے وہ جوابات سن لیں گے جی۔ جناب سپیکر صاحب، اکرم خان درانی صاحب ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں، ہمارے بڑے محترم ہیں، انہوں نے تو پہلے اعتراض کیا تھا جی کہ بجٹ کی 76% Utilization کیسی ہوئی؟ پچھلے سال جو بجٹ ہم نے Propose کیا تھا تو اس میں کچھ ہماری Ongoing schemes تھیں، کچھ New portfolios تھیں، جب سیلاب نے ہمیں وہ کیا اور یہاں پر تباہی سیلاب کی وجہ سے، جو مشکلات ہمارے صوبے کو، ہمارے عوام کو، ہمارے بھائی بہنوں کو جو درپیش ہوئیں، اس وجہ سے صوبائی کیبنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ Ongoing schemes جاری رہیں گی اور New portfolios کو Temporary basis پر ہم Suspend کرتے ہیں، تو اس سلسلے میں جی جو Ongoing schemes تھیں، وہ جاری رہیں اور بعض ایسے ڈیپارٹمنٹ بھی تھے، مثلاً میں کہتا ہوں محکمہ اعلیٰ تعلیم جی، اس نے یا اور ڈیپارٹمنٹس بھی جنہوں نے ہم سے ایڈیشنل گرانٹس مانگیں، ایڈیشنل فنڈز

مانگے اور ایڈیشنل پیسے بھی ان کو دیئے گئے تھے اور اکرم خان درانی صاحب نے یہ کہا تھا کہ مجھے تو ایک اینٹ بھی نظر نہیں آئی تو میں یہی کہونگا کہ جی انکے حلقے میں، بنوں میں میں ابھی کہہ سکتا ہوں کہ اس دفعہ گورنمنٹ ڈگری کالج لنڈی جالندھر کا بھی قیام عمل میں لایا گیا ہے، گورنمنٹ ڈگری کالج مماش خیل کا قیام بھی ادھر اس میں ہے، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کی خصوصی مرمت پر بھی دو کروڑ دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے، تو یہ چیزیں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تعمیر خیبر پختونخوا کے پیسے بھی ہمارے معزز ممبران کو ملے تھے جو انہوں نے خرچ کئے تو شاید اگر انکے فنڈز نہیں لگے لیکن ہم نے تو ریلیز کئے ہوئے ہیں تو میں یہی چاہتا ہوں کہ یہاں ملاکنڈ انڈسٹریل سٹیٹ کی بات ہوئی تھی، میں یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ ملاکنڈ انڈسٹریل اسٹیٹ، اس میں کوئی شک نہیں کہ ملاکنڈ انڈسٹریل اسٹیٹ کو اے ڈی پی 2003-04 میں شامل کیا گیا تھا، سکیم نمبر 3 اے ڈی پی 20795 لیکن اکرم خان درانی صاحب ہی کے دور میں 2004-05 کے اے ڈی پی سے اس کو نکال دیا گیا تھا۔ اکرم خان درانی صاحب نے یہاں یہ کہا تھا کہ ہماری یہ Commitment تھی، اگر Commitment تھی تو وہ اے ڈی پی سے نکالتے کیوں؟ اب جب موجودہ حکومت آئی تو سال 2008-09 میں وہی ملاکنڈ انڈسٹریل سٹیٹ کے نام سے وہی منصوبہ شامل ہے اور اس کی فیزیبیلٹی سٹڈی ہو چکی ہے، انشاء اللہ عنقریب اس پر آگے کام بھی شروع ہو جائیگا جی۔ اس کے ساتھ جی زیادہ تر تمام دوستوں کی Mix ایک بات یہ بھی آئی تھی کہ فوڈ ٹریڈنگ کی بات ہوئی تھی کہ بجٹ کا تخمینہ کم ہوتا جا رہا ہے تو 294 ارب سے کیوں کم ہو گیا ہے؟ تو عبدالاکبر خان نے پچھلے بجٹ سیشن میں بھی یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ جو پیسے ہمارے پاس آتے نہیں ہیں یا ہمارا اس پر کوئی خرچہ نہیں ہے تو اس سلسلے میں، جیسا کہ بجٹ تقریر میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے کہ گزشتہ بجٹ میزانیوں میں Straight trading, food grain and sugar کیلئے مختص کردہ رقم کو بجٹ کے مجموعی سائز کا حصہ بنایا جاتا تھا جو کہ بجٹ کا غیر حقیقی تصور پیش کرتا تھا، اس لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 87 ارب 70 کروڑ 68 لاکھ روپے کو الگ ظاہر کیا گیا تھا، بجٹ میں مذکورہ رقم صرف بینکوں اور دیگر، تو یہ اسی وجہ سے ہم نے کہا تھا کہ اے ڈی پی جو رقم ہمارے حصے میں آتی نہیں ہے تو اس سے ہم کیوں بجٹ کا ویسے حجم بڑھائیں کہ یار اس دفعہ ہمارا بجٹ جناب سپیکر، ساڑھے تین سو ارب تک پہنچ گیا اس وجہ سے ہم نے وہ نکالی تھی اور عبدالاکبر خان صاحب نے پچھلے اس میں یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا بجٹ سیشن میں جی۔ ساتھ یہ بھی بات آئی تھی، اکرم خان درانی صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ چونکہ چراٹ کوہاٹ اور لکی سیمنٹ فیکٹریاں چونکہ صوبہ خیبر پختونخوا میں واقع ہیں، لہذا ان

سے متعلقہ دفاتر صوبہ پختونخوا میں ہونے چاہئیں تاکہ ان سے حاصل ہونے والا سیلز ٹیکس صوبے میں آسکے۔اس بارے میں میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ سیلز ٹیکس دو قسم کا ہوتا ہے جی،ایک سیلز ٹیکس جو کہ Sales tax on goods کہلاتا ہے، وہ وفاق کے دائرہ کار میں آتا ہے اور اس کے تمام محاصل Divisible pool کا حصہ ہوتے ہیں جو کہ این ایف سی ایوارڈ کے تحت صوبے کو دیئے جاتے ہیں، لہذا ایسے متعلقہ دفاتر کی صوبے میں منتقلی سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، دوسرے سیلز ٹیکس کو Sales tax on services کہتے ہیں، صوبے کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔صوبہ سندھ اپنا سیلز ٹیکس کا بل اس مد کیلئے اسمبلی میں پیش کررہاہے۔ د اکرم خان درانی صاحب دا دغه وو جی چه دلته د هم دا مونږ، ہم خود اس کو Collect کرلیں تو انہوں نے سندھ میں تو اپناوہ سندھ ریونیو بورڈ کا محکمہ قائم کیا ہے، باقی تین صوبے پنجاب، خیبر پختونخوا اور بلوچستان ابھی وہ Work کر رہے ہیں۔جب تک ہمارا صوبہ پختونخوا خود ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن محکموں کی تنظیم نو نہ کرے، ہمیں ایف بی آر پر انحصار کرنا پڑے گا۔جناب سپیکر صاحب،ثالثی ٹربیونل کی بات تو بشیر بلور صاحب نے کافی ڈیٹیل سے اس پر بات کی تھی جی، یہ ہمارے وطن کارڈ پر یا شہداء پیکج یا پولیس،اس پر میاں افتخار صاحب نے بھی کافی تفصیلی بات کی تھی،اس میں اکرم خان درانی صاحب کا یہ بھی کوسچن تھا کہ یہ بتایا جائے کہ آئل اینڈ گیس کی کتنی کمپنیاں تیل کی تلاش کیلئے حکومت کی کوششوں سے علاقے میں آئی ہیں؟ان اضلاع میں عوام کی خواہشات کے مطابق ترقیاتی کام نہیں کرائے گئے۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ صوبہ خیبر پختونخوا کے جنوبی اضلاع میں تیل و گیس کی تلاش کی ذمہ داری وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتی ہے اور وزارت پٹرولیم اور قدرتی وسائل حکومت پاکستان ہی لائسنس جاری کرنے کا قانونی طور پر مجاز ہے۔ضلع کرک میں،ہنگری کی ایم او ایل نامی ایک کمپنی جبکہ کوہاٹ میں او جی ڈی سی اور اس کے ساتھ دیگر اتحادی کمپنیاں تلاش کا کام سر انجام دے رہی ہیں۔صوبائی حکومت کو مروجہ قوانین کے مطابق تیل و گیس کے کنوؤں سے پیداوار کا صرف 12.5 فیصد رائیلٹی کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔جہاں تک جنوبی اضلاع میں ترقیاتی کاموں کا تعلق ہے تو صوبائی حکومت ہر سال رائیلٹی کا پانچ فیصد حصہ ان علاقوں کے ترقیاتی کام پر خرچ کرتی ہے۔جناب سپیکر، بعض ایسے وہ ہیں جس طرح ٹیکسز پر بات آئی تھی،زیادہ تر ہمارے دوستوں نے ٹیکسز پر بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ حکومت کے ٹیکس فری بجٹ کے دعوے کے باوجود حکومت نے مختلف ٹیکسوں کا وہ کیا ہے۔میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے مجوزہ ٹیکس اصلاحات کو تجویز کیا ہے اور ٹیکس ہم نے کوشش کی ہے کہ غریب آدمی

پر اس کا اثر نہ پڑے۔ بعض ساتھیوں نے ڈیویلپمنٹ کی بات کی، بعض ساتھیوں نے یہ کہا کہ Non developmental expenditure کو بالکل ہی ختم کیا جائے، تو Non developmental expenditures تو بالکل ختم ہو ہی نہیں سکتے لیکن ہم نے کوشش کی ہے کہ اپنے ٹیکس، اپنے محاصل بھی بڑھائیں اور ٹیکس میں جو ایڈجسمنٹ ہے، امیر طبقے پر ہو لیکن غریب طبقے پر نہ ہو۔ میں وضاحت کرتا چلوں کہ نسوار کی بات تو لیاقت شباب صاحب اور سب دوستوں نے کی تھی، باقی شادی ہالوں پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ اس پر پہلے سے لاگو سیلز ٹیکس سترہ فیصد سے کم کر کے سولہ فیصد کیا گیا ہے، تاہم ان کے بڑھتے ہوئے کرایوں کے مقابلے میں پہلے لاگو پروفیشنل ٹیکس کی شرح معمولی بڑھائی گئی ہے۔ شادی ہالوں میں عموماً صاحب حیثیت لوگ ہی شادی کے تقریبات منعقد کرتے ہیں، غریب عوام پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑے گا اگر شادی ہالوں پر ٹیکس لگا ہے جی، دیوانی مقدمات پر ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح تین ہزار روپے تھی، باقی صوبوں نے کافی عرصے سے اس کو بڑھا کر پندرہ ہزار روپے کیا تھا، پشاور ہائی کورٹ سے مشاورت کے بعد باقی تمام صوبوں کے برابر دیوانی مقدمات پر فیس کی زیادہ سے زیادہ شرح پندرہ ہزار اور کم سے کم شرح پانچ ہزار تجویز کی گئی ہے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ایک بات تو آپ بھول گئے ہیں، وہ بہت اچھی تجویز آئی تھی کہ کمیونٹی پولیس ڈٹ گئی تھی۔

<u>وزیر خزانہ:</u> جناب سپیکر صاحب، انشاء اللہ، ابھی تجویز آئی ہے اس پر سوچیں گے، دیکھیں گے، ہماری خواہش یہی ہے، ہماری خواہش یہی ہے کہ ہم تمام۔۔۔۔

<u>سید محمد صابر شاہ:</u> غور نہ کریں اس پر کام کریں۔ علاقہ تناول میں میری یونین کونسلوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔۔۔۔

<u>وزیر خزانہ:</u> پیر صاحب! میں عرض کروں۔ پچھلے سال بھی ہم نے جہاں پر Unattractive area allowance تھا، اس کو بڑھایا تھا اور یہاں پر پہلے سے جس جس ایریا پر یہ لاگو ہے، جن جن لوگوں کو مل رہا تھا، جن کو مل رہا تھا تو ان کو ہم نے دیا ہے، اگر کوئی اس میں رہ گئے ہیں جن کو پہلے مل گئے تھے تو انشاء اللہ اس پر ہم۔۔۔۔

<u>سید محمد صابر شاہ:</u> جی یہ پہلے ان کو مل رہا تھا، ان کو نظر انداز کیا گیا ہے تو انشاء اللہ ان کو مل جائیگا، یہ آپ کی Commitment ہے؟

<u>وزیر خزانہ:</u> ضرور ملے گا۔

سید محمد صابر شاہ: بڑی مہربانی، بڑی مہربانی۔

وزیر خزانہ: باقی غازی انڈسٹریل سٹیٹ کی بات تھی، جس طرح پیر صاحب نے ذکر کیا تھا تو غازی انڈسٹریل اسٹیٹ آئندہ مہینے سے انشاء للہ اس کی الاٹمنٹ بھی شروع ہو جائیگی اور ساتھ اس کو حطار انڈسٹریل اسٹیٹ کے فیز ٹو کا درجہ بھی دیا گیا ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، باچا خان خپل روزگار سکیم پر بھی سب دوستوں نے باتیں کی ہیں، کافی ڈیٹیل میں باتیں ہوئی ہیں، اس کو میں دہرانا نہیں چاہتا، ایک بات کی میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اخبارات یا صحافیوں پر کوئی ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے، اشتہارات پر ٹیکس اشتہار دینے والے اداروں اور افراد سے قابل وصول ہوگا۔ ہماری حکومت صحافت کی آزادی پر یقین رکھتی ہے اور صحافی بھائیوں کی قربانی اور خدمات کی قدر کرتی ہے، اگرچہ یہ ٹیکس بعض صوبوں میں نافذ ہے، خیبر پختونخوا میں دہشت گردی سے پیدا ہونے والے مخصوص حالات اور ان حالات میں صحافی برادری کی قربانیوں اور جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے اشتہارات پر ٹیکس کی تجویز کو امنڈمنٹ کے ذریعے واپس لے رہے ہیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر، سکندر شیر پاؤ اور اکرم درانی صاحب نے صوبہ سندھ کے علاوہ تین صوبے ایف بی آر کے ذریعے، اس کے بارے میں تو میں نے بات پہلے کر دی جی، پھر ایک دوسرا سوال یہ بھی تھا کہ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافے کا ذکر کیا گیا ہے مگر بجٹ میں تیرہ فیصد اضافہ ظاہر کیا گیا ہے۔ تنخواہ میں پندرہ فیصد اضافہ صرف Basic pay پر، باقی الاؤنسز جو کل تنخواہ میں شامل ہوں، تو ان پر اضافہ لاگو نہیں ہوتا اس لئے کل تنخواہ پر تیرہ فیصد اضافہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، نئی ٹی ایم ایز کے بارے میں ہمارے بشیر بلور صاحب نے بات کی تھی، بلکہ بعض دوستوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ نئی ٹی ایم ایز کا ذکر ہے مگر فنڈ مختص نہیں ہے، نئی ٹی ایم ایز کیلئے فنڈ پی ایف سی ایوارڈ میں شامل ہے جو بجٹ کے ساتھ اسمبلی کو پیش کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، موجودہ ریفارمز کے بارے میں کہ اتنا زیادہ ٹیکس لگنے کے باوجود کوئی خاص اضافہ محکمہ Calculate نہیں کر سکتا تو اس سلسلے میں میں یہ کہوں کہ موجودہ ریفارمز کے ذریعے بہت معمولی اضافہ صرف مخصوص مدوں میں کیا گیا ہے جس سے تقریباً آٹھ سو پچاس ملین کا اضافہ ہوگا۔ ایگریکلچر ٹیکس، اوس بہ ئے لنډو مہ جناب، د اسرار خان ډیر ښہ تجویزونہ وو، پہ ھغے باندے ہم دغہ دے او مونږ دا یقین دھانی ورکوؤ اسرار خان لہ چہ مونږ بہ انشاءاللہ تعالیٰ پہ ھغے باندے دغہ کوؤ جی۔ اسرار خان د فوډ بارہ کښے یو دغہ وو جی، نو ھغہ دا ټائم داسے دے نو زہ بہ تاسو تہ اووایم

جی ، اسرار گنڈاپور صاحب کاایک سوال تھاجی، فوڈ گودام کے بارے میں تھا، ہمارے صوبے کی کل گندم کی پیداوار تقریباً 1.1 ملین ٹن ہے جی جس میں سے دس فیصد زمیندار تخم کیلئے رکھتا ہے اور بقایاایک ملین ٹن صوبے کی پیداوار رہ جاتی ہے، جبکہ صوبے کی سالانہ ضرورت چار ملین ٹن ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ خیبر پختونخوا خوراک کے معاملے میں Food deficit صوبہ ہے خاص کر گندم میں اور یہ ضرورت پچھلے سال پنجاب یاپاسکو سے گندم خرید کر پوری کی جاتی تھی جس پر صوبائی حکومت کو اربوں روپیہ خرچ کرنا پڑتا تھا، اس لئے صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا کہ ہر سال تین صوبوں کی طرح ضرورت کیلئے دس فیصد گندم سٹاک کریں تاکہ قیمتوں کو صوبے میں کنٹرول کیا جاسکے، اس لئے اس سال چار لاکھ گندم کی خریداری کیلئے بندوبست کیا جس سے صوبوں کو ڈھائی سے تین ارب روپے کی بچت ہو گی۔ اس خریداری کیلئے ہر ضلع میں صوبائی حکومت نے پہلی دفعہ ایک کمیٹی، ضلعی بنیاد پر کمیٹی تشکیل دی جس میں فوڈ، ریونیو اور محکمہ زراعت کے افسران شامل ہیں اور اس کمیٹی کو خاص تاکید کی گئی ہے کہ ہر ضلع میں جو گندم مقامی طور پر پیدا ہوئی ہے، وہ خریدے اور بعد میں اور ذریعوں سے گندم کی خریداری کی جائے، پہلے اس کو ترجیح دی جائے۔ اس سلسلے میں ہر ضلع میں ایک خریداری مرکز کھولا گیا اور وہی اس سلسلے میں ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، باتیں بہت ہیں، ٹائم کا بھی وہ ہے، اگر آپ اجازت دیتے ہیں لیکن، تو میں اب سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں (تالیاں) اور اس یقین کے ساتھ جناب سپیکر کہ جو بھی بھائیوں کی تجاویز ہیں، ان سب کی اور میں آخر میں سب دوستوں کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی۔

<u>جناب سپیکر</u>: ابھی بیٹھ تو جائیں، میں نے تو ابھی Sitting ایڈجرن بھی نہیں کی اور آپ نے بستہ اٹھا لیا۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر، ہم مشکور ہیں، میں خصوصی طور پر۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: پکی کریں، بات پکی کریں۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: کہ فاضل منسٹر صاحب کو جو غازی کی تجویز میں نے دی تھی، انڈسٹریل اسٹیٹ کی اور تناول کے پسماندہ علاقوں کو شامل کرنے کی جو انہوں نے آج Commitment کر دی اور غازی انڈسٹریل اسٹیٹ کے اجراء اگلے مہینے سے، میں اس پر انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: The sitting is adjourned till 5:00 P.M of Saturday afternoon, 18th June 2011

---

(اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 18 جون 2011 سہ پہر پانچ بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)